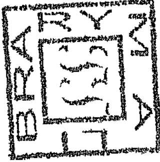
سورے مصحف کے ایک سو چودہ ہیں (مہر) کامل چودہ سے مل کے قرآن ہوا (دبیرؔ)

بدرِ کامل (اسمِ تاریخی) گلستانِ خبیر

حصۂ دوم

منجملہ چودہ مرثیوں کے سات مرثیے جن میں آنحضرتؐ سے امام محمد باقر علیہ السلام تک کا حال ہے حصۂ اول میں چھپ چکے ہیں، اس مجموعہ میں بقیہ سات مرثیے طبع ہوئے ہیں جن میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے حضرت حجۃ امام العصرؑ تک کے حالات مسلسل نظم کیے گئے ہیں



مصنفہ

حسان اہلبیتؑ سید سرفراز حسین صاحب رضوی خبیرؔ لکھنوی

ارشد تلامذہ حضرت اوج اعلی اللہ مقامہ

حسب فرمائش

سید اعزاز حسین عرف سید محمد محسن صاحب رضوی

نظامی پریس آہنی پھاٹک لکھنؤ میں طباعت ہوئی

ملنے کا پتہ

ممتاز بک ایجنسی، نخاس، لکھنؤ

قیمت علاوہ محصول ۴/

فہرست مراثی

	مطلع	حال	صفحہ

قطعہ تاریخ از خبیر لکھنوی مصنف کتاب ہذا

ہے یہ اوج و رفیع کا صدقہ　　کہ ہے مطبوع خلق نظم و [illegible]

میں نے خود لکھا مصرع تاریخ　　لے زہے فیض پنجتن پاک　۱۳۸۱ھ



... خادم اور ... کہتے ہیں ۱۹۵۷ ... صادق خبیر ...



... ساہوی

... بدر لکھنوی شاگرد حضرت خبیر

... کامل مشعل نعت و چراغ منقبت

... دل پکار اٹھا کہ ہے بیشک یہ باغ منقبت

۱۹۵۷

پتہ

... نخاس لکھنؤ

۳۸۰۴۹

ہو الخبیر

سورے مصحف کے ایک چودہ ہیں ❊ کامل چودہ سے مل کے قرآن ہوا (دبیرؔ)

جلوہ گر ہے بدر کامل یا گلستان خبیر (۱۹۵۶)

(بدر کامل) اسم تاریخی (گلستان خبیر ۱۳۷۶)

حصہ دوم

پہلے حصہ میں سات مرثیے چھپ چکے ہیں اس مجموعہ میں بقیہ سات مرثیے چھاپے گئے ہیں جسمیں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے حضرت امام عصر علیہ السلام کے مسلسل واقعات نظم ہیں۔

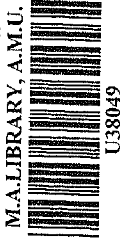
مصنفہ

حسان اہلبیت سید سرفراز حسین رضوی خبیرؔ لکھنوی

ارشد تلامذہ حضرت آوجؔ مغفور

کتاب ہذا حسب فرمائش سید اعزاز حسین

سید محمد محسن صاحب رضوی



نظامی پریس آہنی پھاٹک لکھنؤ میں طبع ہوئی

قطعہ تاریخ

مصنفہ نواب سید حسن علی خاں صاحب زیدی جگرؔ لکھنوی شاگرد حضرت خبیرؔ

چودہ پھولوں کا ہے گلدستہ گلستان خبیر ❊ بدر کامل مشعل نعت و چراغ منقبت

بیسوی میں جب ہوئی تاریخ کی فکر اے جگرؔ ❊ دل پکار اُٹھا کہ ہے بیشک یہ باغ منقبت

۱۹۵۷

ملنے کا پتہ

ممتاز بک ایجنسی نخاس لکھنؤ

قیمت علاوہ محصول ڈاک

بدر کامل حصہ اوّل کے متعلق چند اہل قلم کی رائے

رئیس التحریر حضرت نیاز فتحپوری مدیر نگار

بدر کامل جناب خبیر لکھنوی کے چودہ مرثیوں کا مجموعہ ہے جن میں سے سات مرثیے معصوموں کے لیے وقف ہیں جناب خبیر لکھنو کے نہایت مشہور مرثیہ گو حضرت آوج کے شاگرد ہیں اور کامل (۴۶) سال سے اس بحر بیکراں کی شناوری میں مصروف ہیں۔ جناب خبیر مرثیہ گوئی میں خانوادہ دبیر کے پیرو ہیں اور اسمیں شک نہیں کہ ان کے مرثیے پڑھکر وہی زمانہ ہمارے سامنے آجاتا ہے جب لکھنؤ کی فضا پر مرثیہ ہی مرثیہ چھایا ہوا تھا اور مرثیوں ہی کی بدولت شعر و ادب کا دامن جواہر ریزوں سے مالا مال ہو رہا تھا خبیر صاحب لکھنؤ کے ایک معزز خاندان سے تعلق رکھتے ہیں اور لکھنوی زبان میں استنادی حیثیت کے مالک سمجھے جاتے ہیں اس لئے زبان اور انداز بیان کے لحاظ سے ان مرثیوں کو معیاری اور ٹکسالی تو ہونا ہی چاہیئے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ فنی و جذباتی حیثیت سے بھی وہ بڑا وزن اپنے اندر رکھتے ہیں۔

ضخامت ۲۴۰ صفحات قیمت ہے ملنے کا پتہ:۔ ممتاز بک ایجنسی نخاس لکھنؤ

نگار اپریل ۵۷ء

اقتباس گرامی نامہ جناب حکیم سید محمد قاسم صاحب۔

المعروف بہ حکیم صاحب عالم صاحب قبلہ معدن الادویہ وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

برادر محترم۔ سلام علیکم۔ مرثیہ کی جلد پہنچی مطالعہ کر رہا ہوں اگرچہ ابھی

نظر طائرانہ انداز پرواز سے آگے نہیں بڑھی ہے پھر بھی بہت کیف حاصل کرچکا ہوں بعض بعض مقامات ایسے بے نظیر ہیں کہ تعریف کے لئے الفاظ نہیں ملتے اکثر مصرع اور بند پڑھ کر جناب اوج مرحوم کا کلام یاد آجاتا ہے واقعی شاگرد اتنا تو رشید ہو کہ ڈوب جائے استاد کے رنگ میں اور خاص اپنی سلیس زبان میں استاد کا رنگ نباہ دے جزاک اللہ فی الدارین خیرا انشاء اللہ اسکی جزا ممدوحین سے ملے گی۔

نیاز مند محمد قاسم
۲۳۔ جنوری ۵۵ء

اقتباس گرامی نامہ عالیجناب سید آل رضا صاحب رضا ایڈوکیٹ کراچی پاکستان
و شاگرد رشید حضرت آرزو مرحوم

برادر گرامی قدر۔ سلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔
اس سے پہلے بھی یہ جلد موصول ہو چکی ہے میں ابتک اسی انتظار میں رہا کہ بالاستیعاب پڑھ کر اپنے معروضات پیش کروں ..... ان مرثیوں میں جس قادر الکلام کا نمونہ موجود ہے وہ میری تعریف سے بالاتر ہے میں تو ہمیشہ سے آپکی اس خصوصیت کا معترف رہا ہوں آپ کے دم سے اب بھی لکھنؤ کی مرثیہ گوئی کا وقار قائم ہے اُس زمانہ میں بھی آپکا خاص درجہ تھا جب دوسرے قابل ستائش مرثیہ گو حضرات موجود تھے اور اب تو آپ ہی آپ ہیں۔ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ۔ چہاردہ معصومین علیہم السلام کے حالات ایک ہی جلد میں جمع کر دینا بڑی استفادیت کا حامل ہے۔ آپنے اپنے لئے تحصیل ثواب کا ایک خزانہ جمع کرلیا ہو لوگ پڑھیں گے اور دُعائیں دینگے اور اُس سے بھی زیادہ اپکی خوشنودی ہو جسکا پروانہ ممدوحین کی بارگاہ سے مرحمت ہوچکا ہوگا۔

مخلص
دعا گو آل رضا۔ ۲۰۔ مارچ ۵۵ء

جبرول، کڑہ، ۱۱ فروری ۵۵ء — گرامی نامہ سید فضل مہدی صاحب نسیم جروی ارشد تلامذہ حضرت اوج

برادر محترم جناب خبیر صاحب

ہدیہ سلام مسنون و استخبار مزاج مبارک۔ طالب بخیر بہر صورت بقید حیات ہے۔ خدا کرے آپ بھی بصحت و عافیت ہوں، بدر کامل المعروف بہ "گلستانِ خبیر" عطیہ گرامی بتوسل یا بوسیلہ ہمراہ بھائی سلمہ قسیم پہنچکر باعث تشکر و مسرت ہوا۔ یہ آپکے خلوص و محبت کی بیّن دلیل ہے جو صرف لائق شکریہ ہی نہیں بلکہ دعاؤں کی مستحق ہے۔ میں نے از اوّل تا آخر بغور پڑھا۔ کتابت کی غلطیوں کا میرے خط نفس پر کوئی اثر نہیں پڑا۔ بلکہ تصحیح ہوتی گئی، سبحان اللہ۔ جو مرثیہ ہے وہ لاجواب ہے جو مقامات ہیں وہ بےمثل، ہر مرثیہ میں ساقی نامے عجب لطف دیتے ہیں، بہاریہ رنگ کی۔ پھولوں کی نیرنگیاں نرالی۔ اللہ کرے حسن سخن اور زیادہ۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ شوکت الفاظ، مضامین کا زور، پابندیٔ روایت، زبان و محاورات کا لطف کس کس بات کی تعریف کروں کم از کم ایک مسلم الثبوت استاد کا شاگرد ایسا ہمہ داں۔ فصیح و بلیغ تو ہو جیسی کہ آنحال میں آپکی ہستی ہے، بلاشک فی زماننا خاندان دبیر کے آخری سراج منیر کہے جانے کے آپ ہی مستحق ہیں کہ دامے، درمے، سخنے آپنے اوج و دبیر کے گلستانِ سخن کو ابتک خزاں کے ظلم سے محفوظ رکھا۔ خدائے تعالیٰ آپ ایسے مداح کی عمر میں بتصدق محمد و حسین علیہم السلام ترقی فرمائے۔ آپکی شخصیت و سیرت پر وہ احسان کر رہی ہے کہ دلدادگان اوج و دبیر اگر آپکے شکرگزار نہ ہوں تو عین ناانصافی ہے۔ چھوٹا منہ بڑی بات دل تو یہ چاہتا ہے کہ ہر ہر بند پر نہ سہی مگر اکثر ابیات اور بندوں پر نقد و تبصرہ کیا جائے مگر "اے بسا آرزو کہ خاک شدہ" بسبب پیرانہ سالی نہ دل و دماغ پر قابو اور نہ بصارت چشم پر اختیار ہے۔ اگر بالاجمال بھی کوئی اپنی ضعیف رائے تحریر کرنا چاہتا ہوں تو نہ قلم میں قوت تحریر نہ زبان میں طاقت تقریر ہے مختصر یہ

صد نازش جہاں ہیں جناب خبیر آپ — چرخ سخن کے جیسے ہیں بدر منیر آپ
بیشک نسیم ہیچمداں کا یہ قول ہے — ہیں افتخار مسلک اوج و دبیر آپ

دیگر

اے حضرت خبیر وہ فنکار آپ ہیں — چرخ سخن کے نجم ضیا بار آپ ہیں
بعد وفات حضرت اوج و دبیر بھی — دونوں کے مثل طالع بیدار آپ ہیں
بدر کامل ہیں وہ جذبات کی کھینچی تصویر — اوج کا نام بڑھا شاد ہوئی روح دبیر
فکر کیا ہے "تاریخ کی اب فکر نسیم — خود بتا دیتا ہے تاریخ گلستانِ خبیر
۱۳۷۳ھ

نیازمند قدیم
سید فضل مہدی نسیم

تعارف

سید احتشام حسین صاحب رضوی پروفیسر لکھنؤ یونیورسٹی کے قلم سے

اپنی گوناگوں مصروفیات کے درمیان مجھے حال ہی میں جناب سرفراز حسین صاحب خبیر کے چند مراثی پڑھنے کا موقع ملا اور مجھے ان مراثی کی ادبی اور فنی خوبیوں کا احساس ہوا۔ جناب خبیر کی مرثیہ نگاری میں اگرچہ اعتقاد کی گرمی اور جذبہ کی شدت کو زیادہ دخل ہے جس کی وجہ سے اُن کا خود ایک مخصوص رنگ وجود میں آگیا ہے لیکن انھیں یہ فنی شعور حضرت اوج مرحوم کی شاگردی اور مطالعہ سے بھی حاصل ہوا ہے اوج مرحوم کو فن پر جو عبور حاصل تھا وہ کم لوگوں کو حاصل ہوتا ہے، خبیر صاحب نے فن کی اس معلومات کو ایک باذوق شاعر کی حیثیت سے استعمال کیا ہے اور یہ بڑی بات ہے۔

اردو ادب کی تاریخ میں مرثیہ نگاری کا ارتقا ایک دلچسپ مطالعہ کا موضوع ہے دکن میں سلطان محمد قلی قطب شاہ اور وجہی سے لیکر تمام شمالی ہند میں میر انیس اور مرزا دبیر تک ڈھائی سو سال سے زیادہ ہوتے ہیں، اتنی مدت میں مرثیہ نے محض ایک اعتقادی اور ادبی حسن سے معرا کلام منظوم سے ترقی کرتے کرتے ایک ترقی یافتہ پیچیدہ اور خوبصورت ادبی صنف کی حیثیت اختیار کرلی، یہ ساری ترقی ہندوستان کے مخصوص معاشرتی، تاریخی اور ادبی ماحول میں ہوئی، مرثیہ دنیا کے قدیم ترین اصناف میں سے ہے کیونکہ اسکی بنیاد جس جذبہ پر ہے وہ بہت ہی اہم اور ہیجان انگیز ہے، واقعہ کربلا کے متعلق مراثی کا سلسلہ بھی اس واقعہ کے ساتھ ساتھ شروع ہوجاتا ہے اور چونکہ اس حادثہ عظیم میں دلوں کو متحرک اور ذہن کو متاثر کرنے کی بڑی صلاحیت تھی اس لئے ایسے مقام پر جہاں امام حسینؑ سے عقیدت رکھنے والے موجود تھے مرثیہ نگاری کا رواج ہوا، جہاں تک اردو کا تعلق ہے ہمیں جس وقت سے باقاعدہ اردو شاعری ملتی ہے مراثی بھی ملنے لگتے ہیں، فارسی کی تقلید کا جو جذبہ غزل قصیدہ مثنوی اور رباعی کے معاملے میں عام تھا مرثیہ اس سے بڑی حد تک محفوظ رہا غالباً اسکی سب سے اہم وجہ یہ ہے کہ خود فارسی میں مرثیہ کا کوئی ایسا مکمل نمونہ موجود نہ تھا جیسا دوسرے اصناف میں، اس لئے اردو کی مرثیہ نگاری نے ابتدا ہی سے اپنے پیروں پر کھڑا ہونا سیکھا، عقیدہ سے وابستہ ہونے کی وجہ سے بہت دنوں تک مرثیہ کو شعراء نے اسکی ادبی اور شاعرانہ

تہذیب و ترتیب پر دھیان نہیں دیا لیکن مرزا محمد رفیع سودا نے اپنی ہمہ گیر شاعرانہ صلاحیتوں سے اس صنف کو بھی بلند تر کرنے کی کوشش کی، اس کے بعد سے اُردو مرثیہ نے اپنی ایک کلاس کی حیثیت بنا لی، بہت سے فنی اور اسلوبی تجربوں کے بعد میر ضمیر، فصیح، خلیق اور دلگیر نے اس کی وہ شکل متعین کر دی جسے میر انیس اور مرزا دبیر نے مکمل کر دیا۔ ان بزرگوں کے خلاف اور چند دوسرے مرثیہ نگاروں نے اپنی انفرادی فنی خصوصیات پیدا کیں لیکن مرثیہ کا ڈھانچا وہی رہا، زمانہ کی تبدیلی کے ساتھ ساتھ مرثیہ گو لوگوں اور مرثیہ سننے والوں کے ذوق میں کسی قدر تبدیلی ہوئی ہے، فن کا شعور اور بیان و بدیع سے کام لینے کا خیال بھی پیدا ہوا اس لئے آج کے مرثیہ نگاروں کا انداز قدیم اسالیب کا تسلسل ہونے کے باوجود کسی قدر مختلف معلوم ہوتا ہے۔

خبیر صاحب کے مراثی کے مطالعہ سے بھی یہ بات واضح ہوتی ہے کہ انھوں نے اساتذۂ فن کی پیروی بھی کی ہے اور اپنے ذوق کو بھی رہنما بنایا ہے۔ کئی مراثی میں انھوں نے شاعری کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے اور کئی مقامات پر یہ بات واضح کی ہے کہ وہ سچائی کے پرستار ہیں، انھیں واقعات اور روایات کو نظم کرتے ہیں جنھیں صحیح خیال کرتے ہیں، اس حد بندی کی وجہ سے ان مراثی میں کیف اور اثر پیدا ہو گیا ہے اور شاعر کی مخلصانہ کوشش نے ہزار ہا بار کے دہرائے ہوئے واقعات میں شگفتگی اور تازگی پیدا کر دی ہے میں نے جو مراثی دیکھے ہیں وہ محض واقعہ کربلا سے تعلق نہیں رکھتے (گو مجلس کی ضروریات کے لحاظ سے ان میں جا بجا اس حادثہ عظمیٰ کے مختلف پہلوؤں کو داخل کر لیا گیا ہے) بلکہ چہاردہ معصومین کے حالات مرثیہ کے انداز میں پیش کئے گئے ہیں، اس سے بھی کسی قدر تنوع پیدا ہوا ہے اور شاعر کو وسیع تر میدان اظہار خیال کے لئے مل گیا ہے۔ ان مراثی میں بیانیہ انداز اختیار کرنے کے بجائے اکثر تاثراتی رنگ اختیار کیا گیا ہے اور انھیں پہلوؤں پر زور دیا گیا ہے جنھیں مصنف نے ضروری سمجھا ہے۔

مرثیہ پر ترتیب واقعات اور انداز بیان سے جو معنوی خصوصیات پیدا ہوتی ہیں، خبیر صاحب کے یہاں وہ قابل توجہ ہیں، مثالیں پیش کرنے سے یہ بات واضح ہو سکتی ہے لیکن ہر مطالعہ کرنے والا اپنے ذوق کے مطابق مثالیں خود تلاش کرے گا۔ اس زمانہ میں کہ جب فن کی طرف سے بے توجہی برتی جا رہی ہے اسے زندہ رکھنے کی کوشش کرنا لائق تحسین ہے۔ مجھے امید ہے کہ خبیر صاحب کے یہ مراثی مقبول ہوں گے۔

سید احتشام حسین

مرثیہ

غازۂ روئے مضامینِ صداقت امیری

تعداد بند (۷۳)

در حال امام جعفر صادقؑ

مصنفہ

سید سرفراز حسین رضوی خبیر لکھنوی

مطبوعہ

نظامی پریس آہنی پھاٹک لکھنؤ

باب سوم

زیارت حضرت صادق آل محمد علیہ السلام

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اِمَامَ الْوَرٰی اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ
اَیُّھَا الْعُرْوَۃُ الْوُثْقٰی اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا حَبْلَ اللّٰہِ
الْمَتِیْنِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نُوْرَہُ الْمُبِیْنَ اَلسَّلَامُ
عَلَیْكَ اَیُّھَا الصَّادِقُ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ خَازِنِ
الْعِلْمِ الدَّاعِیْ اِلَی اللّٰہِ بِالْحَقِّ اَللّٰھُمَّ كَمَا جَعَلْتَہٗ
مَعْدَنَ كَلَامِكَ وَحْیِكَ وَخَازِنَ عِلْمِكَ وَ
لِسَانَ تَوْحِیْدِكَ وَوَلِیَّ اَمْرِكَ وَمُسْتَحْفِظَ دِیْنِكَ
فَصَلِّ عَلَیْہِ اَفْضَلَ مَا صَلَّیْتَ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْ اَصْفِیَائِكَ
وَحُجَجِكَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

شہادت امام جعفر صادق علیہ السلام	ولادت امام جعفر صادق علیہ السلام
۱۵ رجب ۱۴۸ھ	۱۷ ربیع الاول ۸۳ھ

۲۸۶

غائبانہ روئے مضامیں کا صداقت میری
بیٹھ گئی بلبل سدرہ سے رفاقت میری
ہمت نظر لاانی تحسین کا لیاقت میری
تابش برق سے ملتی ہے طلاقت میری
میری صنعت بھی فرہاد سے کم سکتی نہیں
نظم کے آئینے میں ملک کے جوہر دیکھے

۵۲

مری نون مصحف وحدت کا سبق یاد کیے
بیابان طبیعت کو نہ آزاد کیے
طرز نو جب دل ایجاد سے ایجاد کیے
بڑھ گئے جبریل سے کی شان سے بھی دیکھا
نظم کیا نثر میں بھی صدق کی پابندی ہے
راستی جو ہے مضمون خداوندی ہے

۵۳

دل نا فہم کو جو الفت سے نہ جھوٹ نہ بول
چاہئے راہ ضلالت سے نہ جھوٹ نہ بول
لاکھ بہکاتا ہے نفس اگر جھوٹ نہ بول
پاک ہی مجھ معاصی سے تو جھوٹ نہ بول
ہر گنہ یوں تو جہنم سے ملا دیتا ہے
جھوٹ ایمان سے بیگانہ بنا دیتا ہے

۵۴

اے خدا صدق بیانی سے زبان کو ہے کام
تا کہ رہ آئی ہے نقش میں بنی شد و آرام
سچے جھوٹی نہ خیر مضمون سے ہے تمام
سچ صداقت سے ہے مطالب اور کلام
عطا اخلاص سے یہ بزم سخن بس جائے
جھوٹی باتوں کے مضمون کا چمن بس جائے

۵۵

راہ مرو دیکھ مرا یک رہ میں گمراہی
جھوٹی بات اگر جادو سے تھی ... ای
کیا کرے درحضرت کے بنائے شاہی
چھوڑ کر دل کو ولا میں سکے کوتاہی
روز اول جو کیا عہد بتا اس نے
جسے اللہ نے چاہا اسے چاہا اس نے

۵۶

جمعہ کا روز تھا سترھویں ربیع الاول
شجر علم الٰہی کو ملا صدق کا پھل
موتی برساتا ہوا جھوم کے آیا بادل
بارش نور سے تابندہ ہوئے دشت و جبل
صورت مصحف حق چہرہ جعفر چمکا
دامن حضرت باقر میں یہ گوہر چمکا

۵۷

اسم پاک آپ کا جعفر تھا سبھی کو معلوم
کہتے ہیں نام ہے اک نہر جناں میں موسوم
آپ کی ذات مطہر تھی تو دریائے علوم
آپ کے فضل و کمالات کی ہے خلق میں دھوم
بندوں کے واسطے نشان ہدایت ہیں حضور
فیض جاری ہے خدا قلزم رحمت ہیں حضور

۵۸

سب خطاب آپ کے لکھنے میں قلم ہو قاصر
کوئی فاضل کوئی کہتا ہے تو کوئی طاہر
کہیں مشہور ہوئے منجی و قائم صابر
لقب خاص تھا صادق ہے جہاں پر ظاہر
یہ لقب آپ کو پیغمبر ایماں نے دیا
پیغمبر نے دیا خالق سبحاں نے دیا

۵۹

جان پیغمبر کی کنیت تھی ابو عبد اللہ
عبد و معبود میں یہ ربط ہوا خاطر خواہ
نقش پا آپ کا ایماں کے لیے مشعل راہ
پیرو وہ بنے فقط ایسے کہ جو تھے آگاہ
دیکھیں جس حقیقت کو زمانے والے
سب سمجھ ہیں محمد کے گھرانے والے

۶۰

عزت و جاہ میں ہر خرد و کلاں تھے یکساں
شان تھی احمد مختار کی حیدر میں عیاں
فاطمہ کو کیا اللہ نے خاتون جناں
سید خلد ہیں سبطین نبی فخر جہاں
شرف ہر دو جہاں عابد و باقر سے ملا
صادق آل نبی صابر و شاکر سے ملا

۱۱

آج تک سلسلہ عصمت کا ہو قائم اے دل
ہوں ہر حضرت جعفرؑ کی ثنا پر مائل
سعی کرتا ہوں جو ہو فضلِ الٰہی شامل
منزلِ مدح ہو طے حل ہو ہر اک مشکل
باغِ شوق میں صبائے ولایت بھر دوں
قلمِ مدح پہ بھی تابِ تیغِ دو دم کر دوں

۱۲

بعد باقرؑ کے ہوئے حضرت صادقؑ جو امام
صبح صادق نے کیا ہر امامت کو سلام
خاورِ شرق کی جبیں ہوئی شام
تارے سب جتنے ہیں ہو گئے نبوت کے غلام
طوفِ خانہ کے لئے چاند اِدھر کر آیا
فرقداں سر کو جھکائے ہوئے در پر آیا

۱۳

ہر طرف دھوم ہوئی شانِ امامت دیکھو
گلفشاں آج چمنستانِ شریعت دیکھو
کیا چٹکتے ہیں گل ہائے ہدایت دیکھو
معنوی رنگ میں قرآن کی صورت دیکھو
حسنِ ظاہر بھی ہے جو ہر تو یہ بھی ہے
کہ مفسر بھی یہی ہے یہی تفسیر بھی ہے

۱۴

جعفری بزم کی آراستگی کیا ہو رقم
گھر کا گھر سبزہ بنی تھی یہ بنانے ارم
تھا دل و جانِ علیؑ دوشِ شہِ عرش حشم
منتظر رہتا تھا مہمانوں کا با لطف و کرم
چیزیں کھانے کی نہ اطعام میں کس روز یہیں
خوانِ نعمت پہ سبھی نعمتیں ہر روز یہیں

۱۵

کاسۂ نور وہ کرتے تھے عطا و الطاف
قابِ قوسین کی تصویر مبارک تھا وہ صاف
کھلے انگشت ذرا نفسِ مجوب طبیعت شفاف
ہر طرح پیروِ سنت تھے بدعت کے خلاف
شاہ کی باتوں میں ایمان کی رنگینی تھی
کھانے کے ساتھ حدیثوں کی بھی شیرینی تھی

۱۶ھ

دولت دشمن بھی سمجھنے لگے تھے ترکِ دعوت
سب سے ملتے تھے باخلاق و بلا دا حضرت
کوئی کہتا تھا ہم نیت کی نمایاں برکت
کافروں کے لیے بھی بچھا تھا خوانِ نعمت
مرضیِ رب کے لیے محفلِ طعام بھی تھی
دعوتِ شیخ بھی تھی دعوتِ اسلام بھی تھی

۱۷ھ

کھانے پہ بیٹھے تھے مہماں کوئی شش کو بشر
کیا اک طفل نے حضرت کے سوئے خانہ سفر
میزبانی میں کمی کی نہ ہوئے کچھ مضطر
ہاتھ سے اپنے بڑھا دیے کھانے سرور
رہے بشاش کہ احباب تاسف نہ کریں
کھایا مہمانوں نے اصرار تکلف نہ کریں

۱۸ھ

وضع کی ایک نئی رسم جمعہ کی کرنے شمار
غم کا ہنگام ہے یہ جا بیٹھی محل میں سرکار
کہا مولا نے ہیں بیٹھے سچے اخبار
بیاہ ہونے کی اصل نسخ نہیں سکتے زنہار
جینے سے خوش ہیں نہ مرنے کا خطر رکھتے ہیں
ہم فقط حق کی مشیت پہ نظر رکھتے ہیں

۱۹ھ

یہ نہیں بات تھی آقا کی رضا سے ہی
دیکھا پھر لوگوں نے مغموم ہے وہ بھی کالی
خیریت پوچھی تو بولے یہ امامِ عربی
پر افسوس تھا کہ گھٹے نہ جانے کوئی
یہی پابندیاں ہائے ہیں حضرت کی آل پہ بھی
کہ کنیزوں پہ بھی تاکید تھی اطفال پہ بھی

۲۰ھ

کیا کہوں کیا مری آنکھوں میں ہے اسلام منظر
ایک ساتھی تھا یہ اپنی بہن کی گود میں نظر
مہر سے بچے کو یہ دودھ پلاتی تھی مگر
مجھ کو دیکھا تھا کہ گود آئی وہ دنیک ہیر
دفعتاً ایسے عجب کہ وہ ماں کو ٹ پڑا
اس کے سر ہوش سے زور زدہ جھوٹ پڑا

۲۱

مر گیا جسکے وہ فرزند کہ آئی تھی قضا
اسکا کچھ غم نہیں مجھکو کہ ہوں راضی برضا
لیکن یہ ہے ملال درد جسکو ہوا کیوں اتنا
وہ بھی مخلوق خدا میں بھی خدا کا بندہ
کیسے یہ شر نے عیاں لطف خدا داد کیا
راہ معبود میں اس لونڈی کو آزاد کیا

۲۲

باغ زیتوں کا تھا اک پاس گل باغ رسول
جسکے پھل ذائقے میں شہد سے تھے خوشبو میں تھے پھول
فصل تیار جو ہوتی تھی تو حسب معمول
دعوت عام سے کرتے تھے سبھی فیض حصول
لوگ ہر سمت سے روز آتے تھے کھانے کے لیے
در سے کب جاتے تھے دیوار و زمین سے کے لیے

۲۳

حکم تھا شوق سے جو چاہے وہ آ کے لیجائے
جتنا جی چاہے وہیں بیٹھ کے کھائے لیجائے
کھائے اور دوستوں کو اپنے کھلانے لیجائے
اپنے ہی ہاتھوں سے انبار لگائے لیجائے
غل تھا ممنون کرم جسنے بنایا یہ ہے
ال اتی مائدہ شکر جہاں آیا یہ ہے

۲۴

باغ میں بہت سی پڑجاتی تھی تیاری پر
باغباں ٹوکرے لیکر جاتے تھے بوسے بھر کر
ابھی جھولیں کے سے جاتے تھے بال لاد کے شتر
بانٹے جاتے تھے مدینے میں کسی کو گٹھر
جعفر کی نام سے شہر جہاں میں جاری
جعفر کی فیض کا دریا تھا جہاں میں جاری

۲۵

وقت تھا دوستوں کے واسطے گھر کا مال
دولت پھر اپنے میں بیگانے سے زیادہ مال
مالک ملک رضا وہ تھے ہمہ دنیا لیا مال
کیوں نہ ہو شہر سے عالم کی سخاوت پامال
سب احوال کی مولا کو خبر ہوتی تھی
سب پہ الطاف و عنایات کی نظر ہوتی تھی

بند ۲۶

ایک دن کوفہ میں تھے آپ کہ آئی یہ خبر
ابھی اک مومنہ نے راہ میں کھائی ٹھوکر
گر کے وہ کہنے لگی لعنت حق ہو اُس پر
ظلم سے جسکے پریشاں تھی نبی کی دختر
سنکے یہ قید کیا اسکو ستم کیشوں نے
اس سبب سے گھیر لیا اسکو بد اندیشوں نے

بند ۲۷

کھا کے سر پیٹے رطب اُسوقت شہ جن و بشر
دلکش ہو گئے سنتے ہی یہ غم خیز خبر
ہو گئی آنسوؤں سے ریش مقدس سب تر
داخل مسجد اعظم ہوئے شبّر سرور
خیریت کے لئے اک شخص کو بھیجا شہ نے
خم کیا سجدۂ خالق میں سر اپنا شہ نے

بند ۲۸

حق سے رو رو کے دعا کرنے لگا قبلۂ دیں
ناگہاں عرض کی خادم نے کہ اے سرور دیں
دی رہائی اُسے حاکم نے نہ ہوں خستہ و غمگیں
بولے مولا کہ سنا کیفیت زار و حزیں
عرض کی پہلے تو حاکم نے بلایا اسکو
مومنہ نے وہی سب حال سنایا اسکو

بند ۲۹

سنکے حاکم ہوا خرسند دیا اسکو رہا
دیئے دو سو درم اور مومنہ سے عذر کیا
گرچہ وہ صاحب حاجت تھی مگر لے نہ لیا
نہ زر کی سوئے مال اور نہ لیا اک حبّہ
سنکے یہ شہ نے سر خاک جھکایا سر کو
شکر خالق کیا سجدے سے اٹھایا سر کو

بند ۳۰

سات دینار اُسے بھیجے با لطافت تمام
کہا کہنا مری اس دوست کو تم بعد سلام
پاس اس مومنہ کے آیا جو حضرت کا غلام
دیدیئے اسکو وہ دینار کہا شہ کا پیام
مومنہ بولی مرا جسم فدا جاں بھی فدا
کیسے آقا سے مرا باپ فدا ماں بھی فدا

۳۴۱

دین و دنیا میں سہارا ہیں مرا شاہ ہدیٰ
حشر کے دن بھی شفاعت کرینگے میرے آقا
اُسکے خادم نے بشر دیکھ کے جو بیحال کیا
کی پھر اُسکے لئے درگاہِ الٰہی میں دعا
راست وہی صرف تھا بات وہ کرم کہتے تھے
اُنکے رب کہتے تھے ۔ السلام وہ کہتے تھے

۳۴۲

معجزہ سے تھی سبھی اخلاق شہنشاہِ عرب
بحرِ اعجاز کی غوّاص طبیعت ہوئی اب
خاک سائل کو جو بخشی ہوئی اکسیر وہ سب
حکم سے آپ کے جو زمین بھی باہم ہیں عجب
خشک دریا کیا بخشی کو بنایا دریا
جا بجا آپ کے قدم سے نکل آیا دریا

۳۴۳

ایکدن عالمِ غربت میں ہوا عجب اثر
دفعتاً اُس سے تھا طالب ہو شاہ دیجاوے
الکّ شخص ہوں میں تو بھی [illegible] آگاہ
ہے وسیع اتنا کرا اسکی [illegible] ہو وہ
بچنی دیکھے گا وہ چشمہ کہاں ہاں آقا
دل سے مشتاق ہیں [illegible] آپ کے قربان آقا

۳۴۴

تھا مرا کام کیا شہ نے چلے جب تسلیم
آیا پر دن مدینہ وہ جہاں کا [illegible]
اک جگہ تھم کے زمین پر جو لگائی ٹھوکر
فیضِ اعجاز سے پیدا ہوا چشمہ یا [illegible]
پانی شفاف چمکتا ہوا اختر کی طرح
جہاں ٹھہرے تھے زمین تھی وہ جنت کی طرح

۳۴۵

قدرتی نہر ہوئی ایک طرف کو پیدا
آب کوثر سے بھی شفاف تھا پانی گویا
دوسری سمت بھی اک چشمے میں ملی تھی
بیچ میں چشمہ تھا اک بادۂ [illegible] کا
بہتی تھیں وہ سب نہریں بقرآن
پانی مخلوط نہ ہوتا تھا یہ شان خدا

۳۶

کیا عجب اہلِ حق میں سے تھے اے شاہِ امم
انکا منبع ہے کہاں باقی ہیں نہریں جو بہم
بولے مولا کہ ہیں چشمہ گلزارِ ارم
وصف ان نہروں کا قرآن میں ہیں جن کی قسم
نظر آتے تھے ہر اک سمت کناروں پہ شجر
متحرک تھے ہوا دیں کے اشاروں پہ شجر

۳۷

ہاتھ بڑھا جام سے اپنی بھی ہر نخل پہ نور
حسن پیدا نہ تھا یا قمقمہ جلوہ طور
متوجہ ہوئے اک حور کی سمت حضور
جھک گیا نخل بھرا اُسنے وہ ساغر پُر نور
دل کیا تر دل جگر تشنہ بجھی سب کے لئے
پانی لائی پھر ساقی کوثر کے لئے

۳۸

تشنہ نے دو پانی پیا اور کہا شکر اللہ
دو لبِ ساغر سے سیراب ہوا بحمد اللہ
اے ساقی مری جانب بھی کرم کی ہو نگاہ
میرا دل کچھ بھی نہیں چاہتا ہے جز تری چاہ
مجرا بجا لا کے ادب سے وضو کرتا ہوں
سانس لیتا ہوں ساقی ترا دم بھرتا ہوں

۳۹

ایک ساقی کا کہا حضرت باقر نے لقب
دیکھے احوال میں اک شخص نے کیا تھا عجب
خواب میں حضرت صادق نے دی مجھ کو رطب
مجھے اس خواب کی تعبیر ملی ہے یہ اب
واپس آیا جو ہوش ولا خوب مجھے تصدیق ہوئی
روشن ایمان ہوا حج کی توفیق ہوئی

۴۰

مے بھی ہو جام میں ساقی تری تصویر بھی ہو
یہ تمنا ہے کہ قرآن بھی ہو تفسیر بھی ہو
موجِ بادہ میں تری زلف گرہ گیر بھی ہو
ساغرِ بزمِ ازل سے کہ وہ شمس کی تنویر بھی ہو
حسن صورت سے بھی معنی کی حقیقت دیکھوں
معنی مصحفِ حق میں تری صورت دیکھوں

۴۱

جھونکی پھولوں کی خوشبو سے گلفام میں ہو
موج میں آیا ہوا دریا سے والا جام میں ہو
رند زندہ شب اور متقی کرم عام میں ہو
میکدہ میرے لئے کعبہ اسلام میں ہو
زیر دیوار حرم نام ترا لے کے پیوں
سقف کعبہ پر اگر جاؤں ذرا اٹھ کے پیوں

۴۲

سجدہ سے پہلے پیوں سجدہ حق کر کے پیوں
چاہوں ذرہ بہ ساغر کو سبو کر کے پیوں
زندگی پیشہ ہی گر رندی ہے تو اب جی کے پیوں
جلوۂ پیر مغاں میں غم کو غرق کر کے پیوں
چاہے ساقی کا ہے رند پلا دو نگاہ سے
پینا ایسا ہے جیسے چاہو نگاہ پلا دو نگاہ سے

۴۳

ہے عیاں میکدۂ ہستی میں جہاں کا وقار
خم کئی جام میں تھے رندوں کے شہ و سردار
ہے حباب عبداللہ غالب بھی تھی ہی نثار
جام وحدت سے کیف اسد ہی تھے سرشار
سوزن عشق سے زخم جگر کی سینے والا
ساقی کی تعظیم کھڑے ہو کے تھے بیٹھنے کا

۴۴

تھا تلف شیشے میں جو رنگ سے کا آب جیسا
حسن اخلاص و لالہ کیفیت حسن و رضا
بادۂ عشق سے پیمانۂ دل جب چھلکا
ساقی نے ہر قسم کی شراب بھی صفا ہو کر دیتا
میخانہ نم شرابوں میں سیکڑوں بھی کوئی نہ تھا
کیا ہوا ذرا بھی فقط پیتے سے جو کچھ نہ تھا

۴۵

ساقیا ساتھیوں کو اور کیا ناتھ بٹھاؤں
لاؤں سلمان کو عمار و عمر شب کو بلاؤں
جام دریا ہو و ہم سعد و تم کو بھی بٹھاؤں
پھر بھی پاؤں اگر مالک و عمار کو پاؤں
ہے آج ارادہ ہے نہ تمنائے کہ نگاہ پیوں
بوذر و مقداد اور مفضل کے بھی ہمراہ پیوں

۴۶

سامنے صفوان بھی ہوں اور معلی بھی ہوں
زید و قتادہ و حمیس و قثم دنیا بھی ہوں
قیس و مغیرہ سب و حجر و زادہ بھی ہوں
نصر و ثابت بعد میں و دینار بھی حمزہ بھی ہوں
دور میں کس کے ہوا فضل و صفا کا ساغر
جعفری بزم ہوا اور صدق و صفا کا ساغر

۴۷

نام جعفر یہ نہیں قربان مری جان فدا
مالک ملک کرامت عشر اعجاز نما
علم ہماز سے پانی جو شہ دین نے دیا
ابو الاعبد اثر دین الدین صدیقی آیت
تھا نہ واقف کوئی ایسے بھی عجائب موجود
کیا ہوا ان کے کلاموں میں غرائب موجود

۴۸

نعمتیں مجھے ملے اجداد کو جو اللہ نے دیں
انکا اچھا اثر ہی عقل سے ممکن بھی نہیں
جب اگر دیتا ہے زمانے سے کوئی قضا دیں
مدح اس میں ہے حق دولت کی رحمت ہیں
چین پائی تھیں نے منکر بدکار کی روح
بستی ہے وادی کلیم و ت میں عیاں کی روح

۴۹

یوں ہی طرح بہت معجزے شہ کے مشہور
کہاں ہے کان کہ ہوا قصہ کا جو مذکور
دور بھی اسیر بنا اور تھا ماہ منصور
ایک بار اٹھنے لگا بھیا شہ دیں کو دور
گھر سے رخصت ہوا اور قید میں پڑ گئے
خلق میں باب امان مجھ سے سچی پڑ گئے

۵۰

بڑا قبر کا لیا بوسہ بآداب تمام
خدمت جد گرامی میں کہا بعد سلام
بھیجا ہے حضور آپ کے روضہ پہ غلام
لائے ہیں تمام سفا کا قاصد پیغام
کچھ نہیں فکر کے دل کو گھر بار چھٹ
غم یہ ہے مرقد پاک شہ ابرار چھٹ

۵۵۱

نکلا پاس سے مظلوم نے ہر سو دیکھا
دونوں آنکھوں سے رواں آنسوؤں کا دریا تھا
آئی آواز خدا حافظ و ناصر بیٹا
تجھ پہ شبیر رہو سالک تسلیم و رضا
سن کے یہ قول پیمبر کا بجا در اُٹھا
روضہ تو اک ہوا نہر کا سا شور اُٹھا

۵۵۲

حاکم منصور سے ابن سعد کو پہلے تانہ زباں
پہنچے منزل پہ تو عالم کبھی تھا مو و دہاں
دیا ظالم نے تب اک شخص کو حکم فرماں
لاؤ گردوں میں وہ بانو سے جوجھے کو یہاں
جب شہ آیا شہِ دیں طاعت وہ و ریش گئے
قبلہ رو ان و مکان سجدہ کو فوراً میں گئے

۵۵۳

کچھ اُسے بے ادبی کرتے ہوئے آئی حیا
یہ تیس پکڑ کی کہا پہلے فلانے ساتھ فدا
آپ سے عالم جا رہا ہے بہت آج خفا
آپ کو قتل کرے ہے یہ ارادہ اس کا
اب وہ تاخیر کریں سید والا اطہر
شہ نے کس یاس سے فرمایا کہ انا للہ

۵۵۴

پھر کہا پیام اول میں وہ کہ جیتی اذن ترا
بولا وہ اتنا تو وقت ہے تجھے ممکن اچھا
کی ادا شہ نے نماز اور خدا سے کی دعا
ہوئے پھر تجھ کو ہے جو حکم یہاں سے بارہ
عرض کی اُس نے یہ کیونکر مجھے چارہ ہوگا
وہ ستم پیشہ کچھ بھی سے بچ نہ سر گردہ ہوگا

۵۵۵

منع جراحت میں شہ حسن و جسد بولا
حکم حاکم کا ستاتا ہے نہ ہٹا چھوٹی گا
یاد میں آ گیا اک واقعۂ کرب و بلا
ہوئے سجاد حزیں جبکہ گرفتار بلا
دروں کی ضرب سے ہے صد پارہ مقدس تن تھا
پاؤں زنجیر میں تھے اور فرق پہ عمامہ نہ تھا

۵۵۶

گو وہ ایمن سے تھے اور پھوپھیوں کا تھا یہ بیاں
ساتھ ان بہنیں گرفتار مصیبت حیران
سر عزیزوں کے رواں نوک سناں
رانڈوں کے بین وہ معصوموں کی فریاد و فغاں
ٹھوکریں کھاتے ہوئے بزم ستمگار میں آئے
کبھی کوفے میں کبھی شام کے دربار میں آئے

۵۵۷

قید دورِ امویہ میں ہوئے سجاد ملول
عہد عباسیہ میں صادق اولاد رسول
دورِ منصور میں آیا جو پیمبر کا وہ پھول
پڑھی ایک اور دعا آپ نے جب معمول
پاس دشمن کے وہ اللہ کا عاشق آیا
محفل حاکم کذاب میں صادق آیا

۵۵۸

بولا حاکم ارے جعفر تمہیں لائی ہے قضا
کہا مولا نے یہ محفل ہے بہت جلد فنا
ابھی ظالم اٹھا لے گا یہ ستم صبح و مسا
ابھی لازم نہیں آتا ہے کسوں پر جور و جفا
دیکھ مجبور ہیں بے وجہ و سبب ظلم نہ کر
ایک پل کا ہے مزا اس میں جہنم تو اب ظلم نہ کر

۵۵۹

سنکے یہ قتل شہ دین سے وہ باز آیا مگر
دل میں کہتا تھا کہ وہ انتہیں صادق جعفر
یہ کہیں مجھ سے ہی مر جانے کی ہوئی ہو خبر
ایک خادم سے کہا پوچھ تو جلدی جا کر
غیب کے راز جو ہیں ان کو معلوم بتائیں
جو کہا آپ نے دربار میں مفہوم بتائیں

۵۶۰

پوچھ کے خادم نے یہ پوچھا ہے کیونکر یہ عجب
بولے مولا کہ مری موت ہے اس سے مطلب
مطمئن اپنی اجل سے ہوا جب وہ دشمن رب
کہا واپس کرو جعفر کو وہ گھر جائیں اب
سوئے منزل وہ شہ صابر و شاکر آیا
پھر مدینے میں محمد کا مسافر آیا

۱۶۱

دشمنِ شاہ و بجو تھا کام بے دین مغرور
بھیجے حضرت کے لیے زہر ملا کر انگور
جنہیں کھا کر ہوئے جانبر نہ شہنشاہِ غیور
فیض دیں بجھنے لگی ہو چلی دنیا بے نور
کی وصیت شہِ بیکس نے قضا سے پہلے
پاس بلوایا عزیزوں کو قضا سے پہلے

۱۶۲

اک اک لفظ وصیت تھا نصیحت سے بھرا
کی تھی تاکید نماز آپ نے ہر شے سے سوا
بلکہ فرمانے لگا قبلۂ اربابِ صفا
جو سبک سمجھے نمازوں کو نہیں وہ میرا
جو بھی ایسا ہو وہ رحمت سے ہے گا محروم
حشر میں میری شفاعت سے ہے گا محروم

۱۶۳

صلۂ رحم سے باز آئیں نہ میرے احباب
درسِ قرآن و احادیث کے ہوں شیخ و شباب
اتقا بس کے رہیں چھوٹے نہ پردہ و صواب
غمِ شبیر میں آنسو ہے رلانے کا ثواب
ساتھ قرآن کے ہے عترت کی محبت واجب
سوگواری حسینی پہ ہے جنت واجب

۱۶۴

پھر کہا موسیٰ کاظم سے یہ بادیدۂ تر
میرے شیعوں سے نہ رہنا کبھی غافل دلبر
مجھ سے جس طرح محبت ہے کسی کو نورِ نظر
شمع روشن رہے چالیسویں تک دالان میں شب بھر
اسی حجرے میں نمازیں بھی مری جاں پڑھنا
درسِ قرآن کا دینا یہیں قرآن پڑھنا

۱۶۵

دفعتاً ہوگیا خاموش شہِ عرش مقام
ہوا شوال کی پندرھویں کو رخصت امام
بیٹے نے غسل دیا روتے رہے شہ کے غلام
پانچ پارچے تھے بہرِ کفن شاہِ انام
چادریں مصر کی دو ایک تھا جامہ بھی
یمنی بُردہ بھی سجادؑ کا عمامہ بھی

٥٦

پھر گئی آنکھوں میں اب بیکسی سبط نبی
دھوپ میں دن بھر رہی بے غسل و کفن لاش نبی
گرم ریتی پہ رہی لاش مظلوم پڑی
گھوڑے دوڑا کے سبھی پیکر بے سر پہ شقی
ہائے ہیہات کسی نے نہ اٹھایا لاشہ
چادر خاک نے بیکس کا چھپایا لاشہ

٥٧

سر کہیں ہاتھ کہیں جسم کہیں ہائے نصیب
کوسوں دور اپنے وطن سے ہوا مرنا کہ عجیب
روز چہلم ہوا دفن آہ محمد کا حبیب
قبر صادق کی بزرگوں کی بھی ہے وہ قریب
پہلوئے مرقد سلطان مدینہ تو ملا
جعفری پھولوں کو بستان مدینہ تو ملا

٥٨

پاس ہی حضرت باقر کے ہوئے دفن حضور
بلکہ مجمع انوار میں اللہ کا نور
بن گئی منزل رحمت بحد شاہ غیور
تھا دل موسی کاظم پہ بہت غم کا وفور
قبر پر نور سے روتے ہوئے شیعہ اٹھے
فاتحہ پڑھ کے عزیزان و احبا اٹھے

٥٩

رہا برسوں یہ پاک پہ گنبد موجود
دل دشمن میں کھٹکتی رہی پر اس کی نمود
سر ہوئی نجدیوں سے جلد جہاں میں مسعود
ظلم سے جن کے نشان قبر کے بھی ہیں نابود
نہ زمیں دوز فقط تربت جعفر کر دی
لحد فاطمہ زہرا بھی برابر کر دی

٦٠

یوں کیا بے ادبی آل رسالت افسوس
دشمن آل محمد ہوئی امت افسوس
قسمت آل نبی و مصیبت رہی عترت افسوس
اب میسر نہیں تربت میں بھی راحت افسوس
جس سے نامرد ہوں بے غیرت وہ کام کیا
ان مسلمانوں نے اسلام کو بدنام کیا

۱۷۱

پھر واسطے اس کے [illegible] تیغ کو مسلمانوں نے
پھر [illegible] گھر کو مسلمانوں نے
[illegible] گھر کو مسلمانوں نے
[illegible] کو مسلمانوں نے
[illegible] سے مارا
[illegible] سے مارا

۱۷۲

[illegible] والا
[illegible] والا
[illegible] والا
[illegible] والا
[illegible]
[illegible]

۱۷۳

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

تاریخ ختم تصنیف مرثیہ ہذا ۱۱ جمادی الثانی سنہ [illegible] ہجری
جو پڑھے مصنف کے لئے دعا کرے

رباعی

تعریف ہے یہ پیمبری پھولوں کی — توصیف و ثنا ہے حیدری پھولوں کی
میں پڑھتا ہوں مدح صادق آل رسول — مجلس میں مہک ہے جعفری پھولوں کی

رباعی

حاصل ہوئی شبیر کی سرکار مجھے — دُربار جو ہے ملا وہ دربار مجھے

میں مخبرِ صادق کا ہوں مداحِ شبّیر — قرآن و خبر سے ہے سروکار مجھے

دیگر

اسلام کی کشتی کے سہارے ہیں حسین — ایمان کی منزل کے ستارے ہیں حسین

ہم حسینی حُسینیت حسین اُس کے ہیں — کہتی رہے دنیا کہ ہمارے ہیں حسین

مرثیہ ۹

ہفت آئینہ گردوں میں جلا کس کی ہے

تعداد بند (۱۳۶)

درحال امام موسیٰ کاظمؑ

مصنفہ

سید سرفراز حسین رضوی خبیر لکھنوی

مطبوعہ

نظامی پریس آمنی سپاٹک لکھنؤ

زیارت حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَلِيَّ اللهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حُجَّةَ اللهِ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نُوْرَ اللهِ فِي ظُلُمَاتِ الْاَرْضِ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ بَدَا لِلّٰهِ فِي شَانِهٖ اَتَيْتُكَ
زَائِرًا عَارِفًا بِحَقِّكَ مُعَادِيًا لِاَعْدَائِكَ
مُوَالِيًا لِاَوْلِيَائِكَ فَاشْفَعْ لِي عِنْدَ رَبِّكَ
يَا مَوْلَايَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ بَيْتِ النُّبُوَّةِ
مَوْضِعَ الرِّسَالَةِ وَمُخْتَلَفَ الْمَلَائِكَةِ وَ
مَهْبِطَ الْوَحْيِ وَمَعْدِنَ الرَّحْمَةِ وَخُزَّانَ
الْعِلْمِ وَعِتْرَةَ خِيَرَةِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَ
رَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ

تاریخ ولادت ۷ صفر ۱۲۸ھ　　تاریخ شہادت ۲۵ رجب ۱۸۳ھ

مدفن کاظمین بغداد

۱۲۹۶ھ

ہفت آئینہ گردوں میں جلا کس کی ہے
مہر میں پیار وں کی ومن صبح وصفا کس کی ہے
ساتوں اقلیم میں دنیا کے ثنا کس کی ہے
چشم انصاف سے گردوں میں ضیا کس کی ہے
پہلے وصف اس کا میں [illegible] کی تابانی پہ ہو
نام لیتا ہوں [illegible] سطح ثنا پہ پہلے

۲ھ

لعل الحمد کہ کس طرح ثنا کا ہو اثر
چرخ ہفتم سے سخن کی ہو زمیں بالاتر
حسن تحریر سے کروں [illegible] نہ کم
سات بار اُس کے [illegible] گرد قلم
کہہ [illegible] صفت سے صبح کے [illegible]
[illegible] زمیں پامال ہوئے [illegible]

۳ھ

سات دریاؤں کو ہو [illegible] عجب
ہفت بند [illegible] سے سرکی کو [illegible] ب
عیب جوؤں کی جفا [illegible]
حسن [illegible] نگاہ عجب
[illegible] والوں پہ خطا [illegible] کی ہیں
[illegible] میں بھی [illegible] ہیں

۴ھ

بزم اُلفت میں [illegible] اور [illegible] محبت [illegible]
نشہ کر میں [illegible] پیغام آئے
بحر افکار میں [illegible] وثنا [illegible]
[illegible] میں [illegible]
کسی دل کا [illegible] ہوں [illegible]
جب [illegible] مصیبت [illegible]

۵ھ

[illegible] پابند
[illegible]
[illegible] پسند
[illegible]
[illegible]

۶

جوش میں طبع رواں ہے مری دریا کی طرح
آبرو دل کو ملی گوہر یکتا کی طرح
جادۂ نظم میں ضو منزل موسیٰ کی طرح
دائرے نور فشاں ہیں ید بیضا کی طرح
ایک اک لفظ میں جلووں کی فراوانی ہے
میں ہوں اور موسیٰ کاظم کی ثنا خوانی ہے

۷

پھر رہا ہے مری آنکھوں میں حقیقت کا چمن
کاظمین ایسے مرے طائر دل کا مسکن
قبر جعفر صادق کا وہ روضۂ روشن
صبح صادق ہے یہاں آ کے ہیں جلوہ فگن
اس فقیری میں مجھے تخت ملا تاج ملا
شکر صد شکر در باب مراد آج ملا

۸

پہلے میں اپنے مقدر پہ تفاخر کر لوں
ساغر دل میں مئے نور تولا بھر لوں
آسماں سے بھی جو مجھکو ملے اختر لوں
ذرہ ہائے در شاہنشہ بحر و بر لوں
یہیں مل جائے وہ جلوہ تو میں کھو دور نہ جاؤں
ارنی کہنے کو واللہ سر طور نہ جاؤں

۹

فرش جس روضہ کا ہے عرش معلیٰ یہ ہے
جسکے گنبد میں ہے جنت کی تجلی یہ ہے
نو بہار چمنستان تولا یہ ہے
ساتواں حق کی جماعت کا مصلیٰ یہ ہے
ہفتمیں کہنے کو ہے سب کا ہے نظارہ ایک
دیکھئے طرز عبادت کو تو ہیں راہ ایک

۱۰

صبح کا وقت سماں طاعت ربانی کا
چہچہے مرغ سحر کے ہیں گل افشانی کا
شور ہے رحمت معبود کی طغیانی کا
تر و تازہ ہے شجر شوکت ایمانی کا
شان اسلام حقیقی کی نظر آتی ہے
کلمہ پڑھتی ہوئی باد سحر آتی ہے

١١

میری آنکھوں میں ہے وسعتِ سامانِ سحر
شفقی رنگ میں ڈوبا ہوا داماں سحر
عالم افروز اُدھر عارضِ تاباں سحر
نقشِ دیوار اِدھر فرشِ گلستانِ سحر
نعرۂ تکبیر کا تا اوجِ فلک جاتا ہے
عطرِ اخلاص سے گلدستہ مہک جاتا ہے

١٢

میرے دل میں جو ہے اُس کعبۂ معظم کا مزار
خضرِ توفیق کا زائر ہے یہ پھر ہے اصرار
چل دوبارہ طرفِ مرقدِ شاہِ ابرار
جا کے پھر دیکھ وہاں صبحِ عراقی کی بہار
باغِ قدرت کے مہکتے ہیں بیابانوں میں
لوٹی جاتی ہے ضیا مہر کی میدانوں میں

١ حرکت چرخ نے یوں دی کہ نہ ٹھہرا پانی
جام زریں میں چھلکتا ہے سنہرا پانی

١٣

ضوفشاں ذرّے میں ہیں سر سے نگینوں کی طرح
فلک کے ٹوٹے ہیں قدرت کے خزینوں کی طرح
صاف میدان وہ شفاف جبینوں کی طرح
ناقے بیٹھے ہوئے خشکی کے سفینوں کی طرح
چھیڑتی موج صبا کی ہے یہ منظر دیکھو
لہریں لیتا ہوا میداں میں سمندر دیکھو

١ نور بھی عکسِ شفق سے ہے شہابی گویا
مے گلگوں کی چھلکتی ہے گلابی گویا

١٤

دور تک دشتِ عرب دیکھ کے ریگستانی
رات بھر اوس نے چھڑکا ہے زمیں پر پانی
وہ ہوا سرد کہ دل کو ہے خوشی وجدانی
جلوے کی چشمۂ خورشید میں وہ طغیانی
نور بھی عکسِ شفق سے ہے شہابی دیکھو
جام زریں میں چھلکتی ہے گلابی دیکھو

١٥

بعد میدانوں کے دریا کا سہانا منظر (ل دلکش)
وہ کنارے کہ بہار آ کے لگائے بستر
جا بجا نخل کھجوروں کے جو ہیں بارآور
جنت العدن کے میوے ہیں یہ شاداب ثمر
خوشوں کو دیکھ کے دل وجد میں آ جاتا ہے
ذکر آتا ہے زباں پر تو مزہ آتا ہے

١٦

وہ قدرت ہے زمیں کے شاخوں وہ جو بناتی
ڈالیوں میں طلب خوشبو کے فرشتوں کی بہا
بہاریوں کو شاخوں کا [illegible] دیتا ہے
چھپی ہیں سبز پھولوں میں [illegible] بہار
صنعت قدرت رب و [illegible] دیکھی ہے
رنگ جنت کے بہار انکی ادا دیکھی ہے

١٧

آب جو جا کے جھلکتا ہوا ایسے ہوتی
سبزہ سے جو [illegible] نظر آتی نہیں ہوتی
کرنیں شبنم حباب ایسی فضا میں ہوتی
سبزہ سوتا ہے سبزہ کی تھپکی ہوتی
مست صبا کے لطافت کی وہ انتہا نہیں
جو لیے خواب کے آپ وہ بیدار نہیں

١٨

محفل عیش و زینت ہے کہ گلستاں
شاخوں پہ بہار آتی ہے کہ رقص کرتی ہوں
اور سبزہ کی قطاریں ہیں کہ طلائی کرناں
پھولوں میں جو لطافت ہے وہ زر میں کہاں
سوا رنگ کے نسیم کی نسبت ہی ہے
یہ تماشا ہے اور وہ جادو ہے

١٩

طاعت حق پہ ہر اک گل جو آمادہ
سبزہ پہ لیٹ کے شبنم بھی سجادہ
راستہ روشنی میں سبزہ رو ہے جادہ
اے [illegible] کے دیکھ یہ بہار ہے وہ
دام و صیاد و دلدوز فسانے بھی نہیں
گل کی باتیں نہیں بلبل کے ترانے بھی نہیں

٢٠

بجلی باتیں ہیں [illegible]
ہم آغوش [illegible]
[illegible]
صبح [illegible] بلبل کی فضا [illegible]
ہم [illegible] بڑی ہیں
باغ عالم کا جو منظر ہی کہتے ہیں

۲۱

منطق ہو جو تو اپنے سے لکھا وہی حال
آج ہی آپ نے ہیں فکر شہ نیک خصال
صبح کا وقت ہے ملنے کا دل بھی ہے نہال
حاضر صحن مقدس ہوں باآداب کمال
جا کے تقدیر اسی در پہ جو تبدیل کرلوں
پہلے چوکھٹ پہ تو اللہ کا سجدہ کرلوں

۲۲

کر کے سجدہ جو ہوا داخل دربار
دو امام ایک جگہ نظر آئے یہاں مجھ کو مزار
ایک ہے موسیٰ کاظم کی تجلی پر انوار
جس کے پہلو میں ہے تقی عرش وقار
کاظمین ایسے ہیں زینت بازمین کہیں
کیوں نہ پھر روضۂ انور کو جوادین کہیں

لہ اقدس

۲۳

دونوں پر حیدر و زہرا و پیمبر ہیں فدا
رتبہ یکساں ہے کہ دونوں ہیں امام دو سرا
جیسے قرآن و حمائل میں نہیں فرق ذرا
حال فی الحال کہ اک ایک ہی کا ہے لکھا
زیست باقی ہے تو غافل نہ رہے گا خادم
مرثیہ حال تقی میں بھی کہے گا خادم

۲۴

السلام ای وطن آوارہ غریب بغداد
وارث عابد بیمار اسیر بیداد
باب دین باب عطا باب اماں باب مراد
باغ زہرا کے گل تازہ علی کے شمشاد
ای بہار چمنستان پیمبر تسلیم
ای گل سر سبد گلشن جعفر تسلیم

۲۵

جعفری پھول سے تھی باغ مدینہ میں بہار
رہتا تھا خانۂ بوسیدہ میں وہ عرش وقار
صحن پر روشنی وادی ایمن تھی نثار
فخر موسیٰ تھا یہ موسیٰ کی کلی باغ انوار
اسکی تنویر ضیا داد بھی ارض زمیں تھی
اسی موسیٰ کی تجلی شجر طور میں تھی

٢٦

چشمِ عدا میں سما سکتا تھا کیا نورِ ظفر
زہر جب حضرت صادقؑ کو ستمگر نے دیا
مسند آرائے امامت ہوئے سلطان ہدا
دور منصور کا تھا زور تھا عباسیوں کا
دشمنِ باغِ شہنشاہِ نجف کانٹے تھے
جعفری پھول تھا اور چار طرف کانٹے تھے

٢٧

گرچہ منصور ہی کے عہد سے تھے جور و ستم
اُسکی اولاد کا بھی ورنہ تھا ظلم میں کم
شوق سادات کُشی رکھتے تھے وہ بر اظلم
خاندانِ نبوی سے تھی طبیعت برہم
ظلم ایجاد ہوا کرتے تھے غداروں میں
کتنی اولادِ نبی چن گئی دیواروں میں

٢٨

جب جہاں میں ہوا مہدی بن منصور امیر
یہ بھی تھا اپنے بزرگوں کی طرح بے تدبیر
ایک سال اس نے رکھا موسیٰ کاظمؑ کو اسیر
یونہی ہادی بن مہدی تھا شرابی شریر
عہد میں اپنے ستم اُس نے بھی ڈھایا کیا کیا
تمام سادات کو دنیا سے مٹایا کیا کیا

٢٩

عہد میں اُسکے دو بارہ ہوئے پھر وہ طلب
پھر رہا ایک برس قید میں وہ عاشقِ رب
حاکمِ وقت نے یہ خواب میں دیکھا اک شب
کہ علیؑ غیظ میں فرماتے ہیں یہ کیا غضب
قتلِ سادات و فسادات پہ تیار ہوئے
تم کو دولت جو ملی اور گنہگار ہوئے

٣٠

بعد ہادی کے جو ہارون ہوا تخت نشیں
اُسکے دو بیٹے تھے مامون تھا اک امین
شہر میں مامون کا یحییٰ بن خالد تھا معین
دوسرے بیٹے کو جعفر کی فنا کا تھا یقین
ایسے ماحول میں دربار کوئی کھیل نہ تھا
دونوں آپس میں مخالف تھے کبھی میل نہ تھا

۳۱

ایکدن آکے یہ ہارون سے یحیی نے کہا
جعفر اس طرح سے ہے موسی کاظم پہ فدا
جو اسے سمجھتا ہے وہ انکو خدا
بھیجتا ہے انہیں تحفے بھی پئے نذر سدا
کچھ نہیں پاس حکومت کا وہ بے فکر ہے
آل احمد کا محب آپ کا دشمن یہ ہے

۳۲

حاکم شوم تھا خود دشمن اولاد علی
یہ سخن سن کے طبیعت ستم آرا کی جلی
دل میں یہ ٹھان چکا تھا وہ شقی ازلی
ہیں زمانے پہ شرف موسی کاظم کے جلی
مالک تخت ہیں حاکم ہیں شریعت کا نہیں
انکے ہوتے ہیں مجھے کچھ لطف حکومت کا نہیں

۳۳

تھا اسی قصد فساد و ستم ہائے غضب
حج کعبہ کے بہانے سے چلا بد مذہب
اتفاق ایسا کہ مکہ میں تھے شاہ عرب
دل جلا اور کہا محض حسد کا ہے سبب
دیکھا ہر چار طرف اہل یقیں بیٹھے ہیں
بیچ میں آپ بحشم قبلۂ دیں بیٹھے ہیں

۳۴

سب میں وہ زیارت سے مشرف ہو کر
محو تصدیق احادیث نبی پیغمبر
مسئلہ پوچھتا ہے کوئی مطیع حیدر
کوئی کہتا ہے کہ اے ختم رسل کے دلبر
حسن یوسف دم عیسی کف موسی داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

۳۵

دیکھی ہارون نے جس وقت یہ شان عزت
بولا اے قبلۂ دیں کعبۂ اہل ملت
آپ ہی کو ہے نبی سے شرف ابنیت
آپ ہی کا حق لیا کرتے ہیں سب سے بیعت
آپ ہی ہیں [illegible] خلافت جو بجا مانتے ہیں
آپ ہی کی یہ امامت ہے جو حق جانتے ہیں

۳۶

گہر افشاں ہوئی گر اردو عالم کی زباں
عالم جسم ہے تو یہ ہے دل کا سلطاں
حشر میں جائیگا جب پیش رسول ذی شاں
ابن عمر کہے گی مجھ کو پکاریگا وہاں
سب زبانیں ہیں وہ کہے کہ آفت یہی انھیں
ہیں صد اردو نگا پدر کہ کے قیامت یہی انھیں

۳۷

جب سنا یہ سخن فخر فصیحان عرب
دم بخود ہو گیا ہارون تھا ہائے عجب
دل میں خواہ مخواہ [illegible]
چھوڑ کر گر مدینہ کو چلا ہے خود مطلب
فتنہ کا خوف ہے [illegible] وہاں
[illegible] اسیر صفدر کو وہاں

۳۸

مولا [illegible] جو مدینہ میں وہ ارادہ تم
شہر کی گلیوں سے آواز یہ آئی اے امام
ہے یہ آرام گہ [illegible]
اس میں ہیں [illegible]
[illegible] نہیں
جسکی امت میں ہے تو اس کا بھی [illegible] نہیں

۳۹

تیری صحبت میں محبت باقی نہیں رہتی ہیں
اپنے مطلب کے لئے آ کے ہم رہتے ہیں
شور و شر بیچ ہیں جو حق کے در پہ رہتے ہیں
جس گھڑی وقت پڑا [illegible] رہتے ہیں
مست دولت ہیں یہ سب [illegible] نہیں
ہیں یا کار فرشتہ سے علاوہ بھی نہیں

۴۰

باز آیا نہ ارادے سے وہ مرد وفا
[illegible] کر گیا
[illegible]
[illegible]
[illegible] ناموں
[illegible]

۴۱

معذرت خواہ ہوں اے کشورِ اسلام کے شاہ
آتی آواز ہے بدتر ز گنہ عذرِ گناہ
کس کے بارے میں کرتا ہے کلام اے گمراہ
ساتواں میرا خلیفہ ہے یہ برحق واللہ
راہ فردوس دکھاتی ہے محبت اس کی
سب پہ واجب ہے زمانے میں اطاعت اس کی

۴۲

کر کے معصوم پیمبرؐ کو چلا وہ مکار
آ کے خیمے میں دیا حکم یہ سب کو اک بار
کل دمِ صبح کرو نگا میں یہاں پہرہ دار
ہو کے قیدی آئے مرے آگے نبیؐ کا دلدار
پاس رشتہ کا پیمبرؐ کے نہ زنہار کرو
جس جگہ پاؤ وہیں اس کو گرفتار کرو

۴۳

پنجۂ مہر نے پھاڑا جو گریبانِ سحر
ناخنِ غم سے دریدہ ہوا دامانِ سحر
یوں لکھا خامۂ تقدیر نے عنوانِ سحر
صبحِ محشر کا نمونہ ہے یہ سامانِ سحر
ایک معصوم کے باعث قید کی تدبیریں ہیں
یہ نشاں ہیں کہ پھیلی ہوئی زنجیریں ہیں

۴۴

صبح دم قبرِ نبیؐ پر تھا وہ خورشیدِ حجاز
نور میں غرق کا مصلّا تھا افق سے ممتاز
محوِ داور جو جھکا ہوئے سرِ بعدِ نماز
ایسی حالت میں نہ آئے وہ لعین ظلم نواز
جد پاک نبیؐ پر ستم آرا پہنچے
طوق و زنجیر لئے بہرِ جفا آ پہنچے

۴۵

دیں کا ہاتھ کسی نے پئے دنیا کھینچی
چھینا تسبیح کو دستِ شہِ والا کھینچی
سجدہ گہ پھینک کے حضرتؐ کا مصلّا کھینچا
کربلا میں جو ہوا تھا وہی نقشا کھینچی
وہاں شبیرؐ کا آرامِ جگر قید ہوا
اور یہاں جعفرِ صادقؐ کا پسر قید ہوا

۴۶

فرق اتنا ہے وہاں بھوک بھی تھی پیاس بھی تھی
تپ بھی تھی درد بھی تھا رنج بھی تھا یاس بھی تھی
ننگے سر عترت محبوب خدا پاس بھی تھی
گھر میں جو ثانیٔ زہراؑ تھی وہ بے آس بھی تھی
تھی جو اعدا میں حیا بدعتوں کا ذوق بھی تھا
تازیانے بھی تھے زنجیر بھی تھی طوق بھی تھا

۴۷

تھے وہاں بارہ اسیر اور یہاں ایک اسیر
ہاں یہ قیدی بھی تھا دلبند جناب شبیرؑ
جانشین مخبر صادق کا امیر ابن امیر
کر کے جب قید یہ جاتے تھے حضرت کو شریر
لوگ سب ظلم امامؑ آپ بھی دیکھتے تھے
آپ حسرت سے سوئے قبر نبیؐ دیکھتے تھے

۴۸

یہ اشارہ تھا کہ اے جد گرامی تسلیم
دیکھئے آپ کی امت نے کیا ظلم عظیم
روئے سب سن کے یہ فریاد شہنشاہ کریم
خوف حاکم سے نہ تھا کوئی مصیبت میں سہیم
شان سجاد زمانے کو دکھاتے تھے حضور
بیڑیاں پہنے ہوئے راہ میں جاتے تھے حضور

۴۹

آئے جب سامنے حاکم کے شہنشاہ عرب
سخت لہجہ میں ستمگر نے کہا جو بغضب
ہیں بیاں کرنے سے قاصر ہوں کہ ناہنجار ادب
حلم سے کام لیا کیونکہ ہوا کاظمؑ لقب
غیظ سے اس نے جن و ملک کو دیکھا
آپ خاموش رہے اور فلک کو دیکھا

۵۰

جب مدینہ میں امام مدنی قید ہوئے
ماہ شوال کی بستم ہی تھی اوی نے
ہجری پاک کے سن ایک سو انہتر تھے (۱۷۹)
ایک ہی قسم کی دو محملیں پھر منگوائے
ایک محمل کو بہ پہرے سید عالی رکھا
دوسری کو ستم ایجاد نے خالی رکھا

۵۱

دونوں کے ساتھ حفاظت کو ہوئی فوج کثیر
شہر بصرہ کا جو عیسیٰ ابن جعفر تھا امیر
اس مسیحا کو وہیں بھیج دیا کر کے اسیر
لے گئے محمل خالی سوئے بغداد شریر
تھا یہ مطلب نہ کھلے کوئی کہ بیداد میں ہیں
شاہ بصرہ میں مقید ہیں کہ بغداد میں ہیں

۵۲

قید ہو کر سوئے بصرہ جو چلے شاہ امم
گھر میں اک حشر ہوا رو پڑے اہل حرم
بچے کہتے تھے [illegible] کمال بہ غم
در و دیوار سے آتی تھی صدا ماتم
کوئی کہتا تھا کہ اے سید والا تسلیم
الوداع اے شہ دیں محسن دنیا تسلیم

۵۳

ایک انبوہ تھا رستہ میں پئے سلام
جنگلوں جنگلوں جاتا تھا نبی کا گلفام
راہ میں گزرا مہینہ کا وہ پہنچے اور مقام
پہنچے تھے [illegible] ملا پیغام
حاکم بصرہ کے گھر محفل میخواری تھی
تین دن پہلے سے جشن عید کی تیاری تھی

۵۴

نغمہ مے کا تھا کچھ پاس نہ خالق کا حجاب
بزم آراستہ تھی نچ رہے تھے چنگ و رباب
[illegible] شرع کے احکام کو وہ فعل خراب
دور اسلام میں ہوتا تھا غضب دور شراب
نے فغاں کرتی تھی رحمت کہ قیامت کیا ہے
ہاتھ ملتا تھا جلال کہ یہ آفت کیا ہے

۵۵

حاکم بصرہ اسی رنگ میں تھا متوالا
اک ملازم نے دیا لا کے جو خط مامون کا
پڑھ کے مضمون یہ کہنے لگا وہ بے چیا
گوشہ قصر میں ایک تہ صحرا اترا
صورت قبر جو تاریک ہے ایسا گھر دو
جا کے محبوس میں اس گوشہ نشیں کو کر دو

۵۶

داخل حجرہ ہوا قلعہ کشا کا دلدار
کھلتا تھا آٹھ پہر میں در زنداں جو کبھار
صبح کو بہر وضو شب کو یہ بار دیا
چند لمحوں کے لئے شب کو برائے افطار
کیوں نہ اس ظلم و ستم سے ہو کلیجا پانی
صرف تو نان جویں یک کوزہ پانی

۵۷

اسی دن قید کا ہا مخزن ہر علم و کمال
ماہ کامل ہو گئے بڑھ کے جو ناخن کے ہلال ع
سنبل گلشن اسلام بنے سر کے جو بال
آ گئی یاد وہ دیر سخن آرا کی مثال
طول گیسو کا اسیری میں یہ کچھ طرہ ہوا
سلسلہ بخشش امت کا دراز اور ہوا

۵۸

اک غلام حبشی پر تھی یہ تاکید مدام
ناظر حال ہے قیدی میں صبح و شام
آ کے ہر روز وہ کرتا تھا یہ حاکم سے کلام
اے امیر ایسے ہی اچھے ہیں دعا کے کام
کون سا جرم کیا جس کی سزا دی ہے یہ
یوسف آل نبی ثانی سجاد ہے یہ عہ

۵۹

شکوے کا نام نہیں اس کی زباں پر اصلا
للہ الحمد و للہ الشکر کی آتی ہے صدا
کام اوراد و وظائف ہی سے صبح و مسا
کبھی قرآں کی تلاوت کبھی قائم بہ دعا
اپنے معبود سے کرتا ہے وہ ایسی باتیں
ہوتی ہیں عاشق و معشوق میں جیسی باتیں

۶۰

سجدے کا طول بتاتا ہے یہی وقت نماز
نذر دیتا ہے کوئی سر کو سر محفل ناز
کھلتا ہے وقت دعا ہو تو کہیں جنبش کے راز
کہ ہیں معشوق حقیقی سے سمجھتا نیاز
کچھ بناوٹ نہیں اس میں یہ شرف ذاتی ہے
بیڑیوں سے بھی صدا صلوات آتی ہے

ع ماہ کامل سے مشابہ ہوئے ناخن کے ہلال

عہ یہ مصرع شاید میر انیس صاحب کا ہے ۱۲ خبیر

٦١

صبحی جو ہوئی میں پیرا فلک مجھ کو صبح ہوئی
اس طرح پڑھتا ہوں قرآن وہ انشاء اللہ
سینے کی دل کے ساتھ عمل کی طاقت ہو
پہنچا بندہ ہے دوام امام جیسا
نہ بنا ہے زمانے میں جیب سر کی
دل ہے لبید بتا لیفی کی سر کی

٦٢

ایک نور ہے جو وقت بے عبادت ہی کا کام
سب ہم نہیں وصف بے وقت آرام
لب ہی جنت قاضی کا بات بہشت کلام
ہوئے آگاہ وہ صوفی کی طلب اسلام
سنے عورت میں ہیں جن ماتے کا سنتے والا
زبان جنت کا پاتا جا ماتے کا سنتے والا

٦٣

بیکو جب نہ تھی کی یہ جو عیاں
کر لے عبادت کی طاقت کا
لے اس باغ اپنے کلال ایمان
کہو پاک تھا بلا سب یا کی طرح
سر بیس ہے دنیا کی سجع سر نصیب
میں ان در اجرا اور کی نصیب

٦٤

جب دور باریں کم زندگی نصر
بیگانہ ہیں جن صبر اور سر
بعد ہی سب نے وہ اٹھ کیا حال النصیب
صاحب تا ہیں یا یہ عفو قصص
رو ہے اللہ ام جر او الا الذینا
خوشی کی سر و با ابا کیا تھا

٦٥

صورت شاہ ہے بیا جو صبر
خط بیتے ان کی کیا پری جی
با صفا ہو کی کو طرف سب ایمان
با ازا ہے ارادے کے اراب ایمان
بے ایمان ہو ور سے الا کا ایمان
بیا کا اب ہو ان با ایک جو اراے

۶۶

پڑھ کے اس نامہ کو ہارون بہت گھبرایا
ظلم تازہ ستم ایجاد نے پھر دکھلایا
واں کے مظلوم کو ظالم نے یہاں بلوایا
ہائے بغداد میں شبیر کا مسافر آیا
ہر طریقہ سے اسیری کی بلا ساتھ ہوئی
کچھ بصرہ سے گیا جب تو قضا ساتھ ہوئی

۶۷

ہو گئے بغداد میں جب داخل زندان مولا
پہلے فضل ابن ربیع آپ کا دربان ہوا
تھا یہ قدغن نہیں تکلیف میں شاہ والا
یاں تو بیکس پہ تشدد ہوا بصرہ سے سوا
ہو گیا خون مباح آپ کا پانی کی طرح
کٹ گئی قید میں پیری بھی جوانی کی طرح

۶۸

حکم دیتا تھا یہ ہارون کو ہارون عنید
دیکھو اس موت کے مہماں پہ ہو ظلم مزید
جو اسے قتل کرے ہے مرے نزدیک سعید
فضل نے کہہ دیا ہاں تو نگہ دین تاکید
لاکھ ناراض ہے حاکم خود مجھ سے
قتل ہو گا نہ جگر بند پیمبر مجھ سے

۶۹

سنتے ہی فضل کی حالت ہوا برہم وہ شقی
متعلق ہوئی یحییٰ سے حراست شہ کی
کر گیا نقل مکاں دیر نہ ہرگز ہوئی
اب کے اک خانۂ کہنہ میں جگہ شہ کو ملی
خاص یحییٰ کا غلام آپ کا دربان ہوا
وہ بھی حضرت کا شرف دیکھ کے قربان ہوا

۷۰

قید میں رنگ عبادت سے چمن کا تھا عیاں
باغ لاہوت کا اک پھول تھا سجدے کا نشاں
لاغر اتنا ہوا تھا کہ گلزار جناں
حالت سجدہ میں تھا دیکھنے والوں کو گماں
طاعت حق میں ہے جبرئیل کا شہزادہ ہے
یا کہ چادر ہے سر خاک جو افتادہ ہے

۱۷۱

تھے عیاں قید میں اعجاز شہ عرش سریر
دم بخود رہتے تھے اعدائے امام دلگیر
آپ کے ساتھ علی ابن مسیب تھا اسیر
عرض کرنے لگا اک روز کہ اے کل کے امیر
یاد اطفال میں ہوں مضطر و حیران بے حد
دل ہے اب طول اسیری سے پریشان بے حد

۱۷۲

قبلۂ دیں نے نماز اٹھ کے پڑھی دو رکعت
کہا آنکھوں کو ذرا بند کرو خوش نیت
بولے فوراً ہی یہ پھر کعبۂ اہل حاجت
نظر شوق سے اب دیکھ خدا کی قدرت
کھولیں آنکھیں تو عجب لطف نمایاں تھا وہاں
اب نہ بغداد نہ بغداد کا زنداں تھا وہاں

۱۷۳

قبۂ روضۂ سلطان مدینہ دیکھا
قلزم رحمت باری کا سفینہ دیکھا
ضوفشاں مہر شہادت کا نگینہ دیکھا
پاس ہی روضۂ معصومۂ سکینہ دیکھا
بولے سجاد کہ سرور دلگیر ہے یہ
سامنے بارگہ بانوئے شبیر ہے یہ

۱۷۴

جب بجا لائے ادب آپ بہ ارادت قوی
کر کے بند آنکھوں کو پھر کھول کہ اے اہل ولا
کی جو تعمیل تو کیا دیکھتے ہیں صحن علا
سامنے آنکھوں کے ہے قبر رسول دوسرا
بولے شوکت ایمان کا خزینہ ہے یہ
جد امجد کا یہ روضہ ہے مدینہ ہے یہ

۱۷۵

جانب اطفال کے اب سامنے ہے وہ ترا گھر
آنا جلدی کہ ہے در پیش ابھی دور سفر
سن کے ہر ایک سے حاضر ہوا وہ نیک سیر
تھام کر ہاتھ یہ بولا وہ جہاں کا رہبر
سامنے تیرے در کشور اعجاز کھلیں
بند کر آنکھیں پھر اپنی کہ نئے راز کھلیں

۷۶

کر کے بند آنکھیں جو کھولیں تو ہوا دل پُر نور
اُس جبل پر گئے مولا کہ جو تھا غیرتِ طور
موسیٔ آلِ محمدؐ نے کیا واں جو ظہور
ارنی کہہ کے بڑھے کوہ کے ساکن مسرور
خبرِ آمدِ غش سینۂ پُرانوار نے دی
لن ترانی کی صدا حسنِ ضیا بار نے دی

۷۷

کوہ پر جب گل و ریحاں کی سواری آئی
اُٹھ کے رحمت کی گھٹا حدِ نظر تک چھائی
بن گیا شیشۂ صہبا فلکِ مینائی
آ گئی ابرِ قدح نوش کو اب انگڑائی
ایک ہی مے نے نظارے کی سلا ہی مجھکو
ساقیا حشر ہوا آ کے جگا ہی مجھکو

۷۸

مست ہوں دل پہ مرے کیف ہے کیوں ہو طاری
وہ بہار اور ہر اک سمت وہ چشمے جاری
پتیاں ہر گلِ خود رو کی وہ پیاری پیاری
پیکرِ کوہ میں سبزہ کی قبا زنگاری
دامنِ سبز پہ قطرے جو پڑے باراں کے ہیں
جا بجا سوزنِ قدرت نے گہر ٹانکے ہیں

۷۹

قدرتی چشمے اُبلتے ہوئے پانی کا وہ زور
ٹھنڈی ٹھنڈی وہ ہوائیں وہ گھٹائیں گھنگھور
لالہ کو دیکھ کے مرغانِ نوا سنج کا شور
آنکھیں کھلتی ہیں قریب آئے اگر نرگسِ کور
گل مہکتے ہیں پرندوں کے فسانے سن کر
چٹکیاں غنچے بجاتے ہیں ترانے سن کر

۸۰

اوجِ اقبال پہ ہے اخترِ تقدیرِ بہار
دامنِ کوہ پہ کھینچی گئی تصویرِ بہار
بڑھ کے جانے لگی گردوں پہ تنویرِ بہار
موجِ بوئے گلِ تر بن گئی زنجیرِ بہار
کہیں بڑھنے دیا پودوں کو کہیں روک دیا
جب بڑھی حد سے کوئی شاخ وہیں روک دیا

۸۱

شادماں ہیں غنچے ہیں پھول ہیں تاسف ابھی نہیں
سبزہ بیگانوں کا محتاج لطافت ہی نہیں
بے تصنع وہ سجاوٹ کہ تکلف ہی نہیں
دست قدرت کے سوا اور تصرف ہی نہیں
دامن حسن میں پھولوں کی بہار آئی ہے
چاک کرتے ہیں گریباں تو سحر ہوتی ہے

۸۲

ہے کہیں برگ و بار کی درافشانی
کہیں سبزے نے بچھا رکھی ہے چادر دھانی
قوت نامیہ بڑھ گئی یہ طغیانی
سنگ خارا کا جگر توڑ کے نکلا پانی
یہ تری کیسی ہے کوہ پہ پیدا ساقی
جیسے شیشے سے چھلک اٹھی صہبا ساقی

۸۳

ساقیا آج پر کوہ اُٹھے بادہ ناب
صورت حضرت موسیٰ ہو زمیں محو شباب
ذکر فرہاد سے کیا کام وہ تھا خانہ خراب
دل کو شیریں کی نہیں حسن سے کچھ فیض و شراب
خوشتر از فکر مے و جام چہ خواہد بودن
تا بہ بینم سرانجام چہ خواہد بودن

۸۴

رود پیچاں کا جو ستو نظر آتا ہے
چشم میخوار سر اشک نظر آتا ہے
شیشہ اک دیدۂ مخمور نظر آتا ہے
جام سے قطرہ ہی طور نظر آتا ہے
کوہ پر دیکھ کے پھولوں کو کہا ساقی
مے سے مینا ابھی لا کے وہ ساقی

۸۵

مست ہے گلشن اعجاز ہیں اکسیر تخیل
ڈھونڈھی کہ سے عرفاں کی مے و سلسبیل
آتش تر سے کلیجہ ہو خنک کر دو سبیل
پھول بن جائے یہ آگ ہی گل گلزار خلیل
جب سے کھٹکا کوئی کانٹا سا عوض بن جائے
چمن خلد کا گل بن جائے

۸۶

میرے ساقی ہی کے دریا نے روانی سیکھی
ابر تر نے صفتِ فیض رسانی سیکھی
بلبل سدرہ نے بھی زمزمہ خوانی سیکھی
لب میخوار نے اعجاز بیانی سیکھی
نظم صاف آئینۂ حسنِ حقیقت ہی سہی
نغز اعجاز نہیں ہے تو کرامت ہی سہی

۸۷

درسِ عرفاں کی ہوئی بابِ علی تکمیل
اسی مکتب میں کیا علم ولایت تحصیل
کیوں نہ پھر ہوتی وہ [illegible] تفضیل
ایک [illegible] کا [illegible] گردوں [illegible] جبرئیل
وہ بھی حیدر ہی کی طرح بابِ شہر [illegible] ہیں
سچ یہی بات ہے [illegible] سمجھو [illegible] ہیں

۸۸

مست جب کل [illegible] تھا ہو نہیں ساقی نامہ
شعر و مدحت سے [illegible] وہ تو نہیں [illegible]
بلکہ ہم جو [illegible] ساقی نامہ
شاعر [illegible] گلابی جامہ
سرخرو ہو کے عجب پایۂ رفعت پایا
مدحتِ ساقیِ کوثر میں یہ خلعت پایا

۸۹

ساقیا نشۂ الفت [illegible] ہم چور ابھی
روز محشر ہی [illegible] توشۂ [illegible]
بیٹھے [illegible]
دل میں [illegible]
یوں [illegible] ساقی
ہو گئی اشکوں کی رنگت بھی گلابی ساقی

۹۰

شکر صد شکر گیا دل سے غبار غم و ہم
واسطہ اللہ و پیر [illegible] تو حق کی قسم
[illegible] بیٹھا ہیں قدم
[illegible] شمع حرم
[illegible] کو تسلی دیکھیں
[illegible] موسیٰ کی تجلی دیکھیں

۹۱

ہیں بہم کوہ با عجاز امام والا
کر سکے جب کہ وضو قبلۂ دین و دنیا
آئے سجادۂ طاعت پہ شہ عرش ضیا
باندھی نیت تو کھلا عقدۂ اسرار خدا
جز خلوص اور نہ تھا کوئی عبادت میں شریک
ہو گیا [illegible] کے جماعت میں شریک

۹۲

پڑھ چکے قبلۂ کونین جو خالق کی نماز
عرض کی ابن صبیح نے کہ اے بندہ نواز
یہ جگہ کون سی ہے [illegible] ہیں یہ اہل نیاز
[illegible] سلطان حجاز
قاف کا نام ہے جو کوہ ہے موسوم یہ ہے
بیت خاصان خدا جو بہ مقسوم یہ ہے

۹۳

بعد ازاں بن گئی [illegible]
وہی بغداد کا زنداں تھا [illegible]
وہی زنجیر وہی طوق وہی رنج و محن
[illegible] کا فدا تن
شکر واجب [illegible] جو گزری تھی
[illegible] تھی [illegible] آئی تھی

۹۴

تھا اسی قید میں وہ امت عاصی کا شفیع
حاضر خدمت وہی [illegible] ابن ربیع
عرض کی پیش خدا [illegible] ہے رفیع
حاکم وقت نے بلوایا ہے [illegible] مطیع
دشمن آل شہنشاہ جو تخت بیٹھا ہے
آج سر کاٹنے کو تیغ بکف بیٹھا ہے

۹۵

کہہ کے بسم اللہ اٹھا [illegible] خدا
زیر لب آپ نے آہستہ پڑھی ایک دعا
پھیر کر ہاتھ [illegible] پاک پہ [illegible] کہا
وہ [illegible] نہیں [illegible]
فضل حق سے ساتھ وہ [illegible] چلا
محفل حاکم باطل میں [illegible] آگاہ چلا

۹۶

فضل دربار میں آیا مع فضل داور
دیکھتا کیا ہے شقی کانپ رہا ہے تھر تھر
عرض کی آئے ہیں فرزند جناب جعفر
ابن عم کہہ کے پکارا شہ دیں کو بڑھ کر
تا بہ مسند لیے با اعزاز وہ لایا شہ کو
مرحبا کہہ کے قریب اپنے بٹھایا شہ کو

۹۷

ڈال کر ہاتھ گلے میں یہ پکارا مغرور
حق یہ ہے وارث اورنگ خلافت ہیں حضور
کیوں لئے پاس نہیں آئے امام جمہور
شہ نے فرمایا کہ ہم تارک دنیا ہیں [illegible]
ہم فقیروں کو نہ دولت نہ شاہی سے غرض
قید میں بھی ہے فقط یاد الٰہی سے غرض

۹۸

پانی پانی ہوا یہ سن کے وہ حق کا دشمن
جعفری گال کے [illegible] لگا یا احسن
ریش اقدس کو معطر کیا کہہ کر یہ سخن
زینت گلشن اسلام ہے کیسی ان بن
نور معبود سے بستان زمن روشن ہے
آپ سے ملت بیضا کا چمن روشن ہے

۹۹

فضل نے پوچھا یہ شخص عجب ہے شاہ امم
اے امیر آگئی یوں اوج پہ طبع برہم
کی عوض قتل کے تعظیم گرفتار ستم
کہا ہارون نے ہے شان کی عجب بار الٰہ ہم
کیا میری آنکھوں نے عیاں حشر کا سامان دیکھا
اس محل میں ابھی اعجاز فراوان دیکھا

۱۰۰

گوشہ گوشہ سے صدا آتی تھی ہیبتناک
چھپ گیا ہاتھ سے تلوار ابھی او سفاک
ہے ارادہ ترا نا سمجھ ہوئی خود ہو گا ہلاک
گر کے یہ قصر زمیں پر ابھی جاتا تھا خاک
فضل اس وقت نہیں گرچہ وہ حالت باقی
دل میں اب تک ہے مگر کا دہشت باقی

۱۰۱

بے خبر رتبۂ مولا سے نہ تھا پیر وزیر
باز آیا نہ شقاوت سے رکھا پھر بھی اسیر
قتل مہر ورس کے لیے روز نئی کی تدبیر
ہوا سازش میں شریک ابن شاہک بے پیر
ہو چکا تھا یہی ظالم ذی جاہ کا دوست
حرص دنیا نے کیا حاکم گمراہ کا دوست

۱۰۲

تھا نگہبان شہ دیں دوسرا ابن بشیر
ایک دن کہنے لگے آپ سے اے راہ خبیر
بعد دو روز کے حالت ہی جدا ہوگی عیر
تیسرے روز سے ہو گلشن فردوس کی سیر
ہے ارادہ کہ مدینہ کو سفر جاؤں
اپنے فرزند کو آج اپنا وصی کر آؤں

۱۰۳

کچھ امانت ہے مرے ہمراہ پیمبر کی
اب وہ امانت بھی دو لیجیے مرے دلبر کی
بولا دربان خوشی جو شہ بحر و بر کی
ہے یہ مال قدر بہت بیش بہا گوہر کی
پھر اُٹھے نہ کوئی خوف ہے مجھ کو جاں کا
قفل وا کر نہیں سکتا میں تہ زنداں کا

۱۰۴

مسکرایا وہ در علم نبی کا دلدار
اُس سے فرمایا نہیں قفل کا کھلنا درکار
دیکھ جاتا ہوں مدینہ کی طرف کو ناچار
کہہ کے یہ آنکھوں سے اوجھل ہوئے شاہ ابرار
جس سے زنداں میں ہستی تھی تجلی نہ رہا
خاک پر صرف مصلّی تھا مصلّی نہ رہا

۱۰۵

تھوڑی ہی دیر میں پھر ہو گیا زنداں پر نور
آ گئے پھر اپنے مصلّے پہ امام [illegible]
موت کا وقت تھا جان پیمبر تھی دور
بھیجے ہارون نے کچھ زہر ملا کر انگور
ساتھ یہ [illegible] ابن شاہک مکار کے ہاتھ
کہا کھانے کے لیے شاہ سے اصرار کے ساتھ

۱۰۶

نوش کرتے تھے وہ انگور امام دلگیر
سگ ہارون وہاں آ پہنچا مگر کر کے تدبیر
شہ نے پھینکا اسے اک دانہ کہ در وقت تغیر
کھا کے وہ مر گیا کی زہر نے فوراً تاثیر
ذکر حاکم سے جو یہ اک ستم آرا نے کیا
کچھ کے مرنے پہ حقیقت میں سگ دنیا نے کیا

۱۰۷

حاکم شوم کو جس وقت یہ پرچہ گزرا
جان بلب ہو گئے ہیں زہر سے شاہ والا
بھیجے زندان میں پھر کچھ علما و فضلا
بن بتائے غرض بھید کہ یہ ان سب سے کہا
لوگ کہتے ہیں کہ حاکم نے اذیت دی ہے
آپ سب دیکھ لیں حالت جو تندرستی کی ہے

۱۰۸

نہ کوئی جسم پہ ہے زخم نہ درّے کا نشاں
نہ کوئی تیر لگا ہے نہ کہیں تیغ و سناں
دست و پا دیکھے ہاں اور نہ ہو گر ایماں
سونگھ کے دیکھ لو باور نہ کرو وہم و گماں
آل احمد پہ بڑا ظلم کیا ہے اس نے
حکم ہارون سے جھٹ زہر دیا ہے اسے

۱۰۹

مجھے ظاہر میں سبھی تیرا اصل میں سم کا اثر
ہو گیا کل تلک اس تن میں بہ زنگ نشتر
پہلو درپیش ہے فردوس بریں کا سفر
حق و ناحق کا ہے پھر فیصلہ پیش داور
ستم و ظلم کا مہماں سزاوار نہ تھا
سب کچھی مری سکے کی کہ خطاوار نہ تھا

۱۱۰

کہا مسیب کا بیان حاضر خدمت میں تھا
متغیر تھی بہت حالت سلطان ہدیٰ
آچکا تھا تن اقدس پہ سم و ادغا
مجھ سے اس سید مسموم نے پانی مانگا
تشنگی سخت تھی وہ تھی شہ والا کے لیے
میں نے حاضر کیا پانی تو کہا زہر اس کے لیے

۱۱۱

آخری وقت سب نے دیا شاہ کو جب
کہ نہ ہوں تشنگی سے ہونٹ کے آقا بیتاب
یاد آیا مجھے اک تشنہ دہن حق جناب
پیاس سے جسکی زباں خشک تھی دل تھا بیتاب
دو شب و روز سے تھا حق کا نواسا پیاسا
زیرِ خنجر وہ محمد کا نواسا پیاسا

۱۱۲

اک مسلماں تھا مسیب نام شہر کے قریب
اس سے دیکھی نہ گئی حالت نصرہ دیں
کہا لگے دوں کے تھی پیاری کی ہماری ہیں
دلبر ساقیٔ کوثر کو یہ تھا کوئی معین
تھا یہ منظور کہ دیں دشمن جانی پانی
شہ تو تیغ بھی کھاتے ہیں بانی پانی

۱۱۳

کند خنجر سے کٹی حلق شہنشاہ عرب
ہے مگر واقعہ مسلم کا بھی عجیب
تیغ کے وقت جو بیتاب تھا وہ عاشق رب
کیا فرزند کو زنداں میں تھا جانِ طلب
آیا دلبند تو سینے سے لگایا اسکو
تھا کوئی راز جو چپکے سے بتایا اسکو

۱۱۴

دفعتاً روح ہوئی پیکر اقدس سے جدا
باپ کی لاش پہ بیٹا تھا [illegible]
بیٹے نے بھی [illegible]
کیا بتاؤں جنازہ کی [illegible] دور اعدا
نہ کھلا اور کسی غیر پہ راز زیست
خود ہی پڑھی آپ نے زنداں میں نماز میت

۱۱۵

یہ نہیں [illegible] ہو گیا زنداں میں سر امر خبیر
رہا ہمراہ غلام آپکا اور ابن زبیر
[illegible] وہ [illegible] حالت [illegible]
[illegible] جو فردوس کی سیر
[illegible] نہ تھا اس کے بہانے کیلئے
[illegible] کفن شہ کو پہنانے کیلئے

۱۱۶

کون تھا آگے کہ ادا کرتا جو بیعت پہ نماز
نہ ملی غسل و کفن وہ گیا سلطانِ حجاز
شادیانوں کی وہ جنگل میں بجی آواز
ظلم کے ہاتھ کے فوجِ ستمگر نے دراز
نہ بچا کوئی ستم دلبرِ حیدر کے لئے
پائمالی کی جفا سبطِ پیمبر کے لئے

۱۱۷

ایک بیمار پسر وہ بھی اسیرِ بیداد
جس طرح قیدِ ستم میں تھا غریبِ بغداد
جب بھی سنتی ہیں ہم درد سے غشی کی روداد
لایا کچھ لوگوں کو ہمراہ وہ پُر اہلِ عناد
ہائے ظالم نے نہ بیکس کا اٹھایا لاشہ
کھول کر بندِ کفن سب کو دکھایا لاشہ

۱۱۸

اس طرح بے ادبی کر چکا جب بد انجام
آگے مزدور اٹھانے کے لئے لاشِ امام
اس قدر آہ بے دین جھکے ہو سکے شاہِ انام
بوجھ سے جھکے نہ جنال اٹھا سکے ہرگز
بعد مرنے کے مقید شہِ ابرار رہے
قیدِ ہستی سے چھٹے بھی تو گرفتار رہے

۱۱۹

ساتھ اوزار لئے آئے وہاں جلاد
بیڑیاں کاٹی گئیں اور ہوا قیدی آزاد
سب گئے پل کی طرف لاش کو وہ اہلِ فساد
کہتے جاتے تھے یہ اربابِ ستم با دلِ شاد
لوگ عالم کے مخالف کا تماشا دیکھیں
جسرِ بغداد پہ رکھا ہوا لاشہ دیکھیں

۱۲۰

اور اسکے بھی کہتے تھے کہ الفاظ یہی
[illegible] وہ سمجھتے نہیں جب دیں
[illegible] حال ہوا دل کا نہیں
[illegible] ستارہ وہ ابن یقیں
[illegible] لاش وہ خود ہی کہ جلا دیتا ہوا
سر جھکائے ہوئے آنسو کے دھوتا ہوا

۱۳۱

آ کے آگے تھی بلند ایک منادی کی صدا
موسیٰ آلِ محمد کا جنازہ اُٹھا
قید سے جانبِ فردوس گئے شاہِ ہدا
سب کو لازم ہے کریں نالہ و فریاد و بکا
لاش یہ حیدرِ کرار کے گلفام کی ہے
روح ہمراہ رواں بانیِ اسلام کی ہے

۱۳۲

ہو گئے ساتھ جنازے کے ہزاروں دلگیر
لائے جب مقبرہ میں لاشِ امامِ ابرار
واں دیا اور کفن شہ کو بصد درد و بکا
صرف اس میں ہوئی تھیں [illegible]
محو تھے جن کے نشاں ایسی عبارت وہ تھی
پورا قرآن تھا تحریر [illegible] وہ تھی

۱۳۳

دفن بیکس کو کیا عزت و توقیر کے ساتھ
تھی مگر بے کفنی لاشۂ شبیر کے ساتھ
بیکس سمجھے تھے جائز [illegible] کے ساتھ
کیا شقاوت تھی نہیں [illegible] کے ساتھ
قبر کیسی یہ ستم سیدِ مظلوم پہ تھے
سُمِ رہوار کے کل لاشۂ معصوم پہ تھے

۱۳۴

سب یہ تحریر ہے علامہ دربندی کی[ع]
جب گرا خاک پہ رہوار سے دلبندِ نبی
خیمہ سے نکلی جو اک دخترِ زہرا و علی
ڈھونڈھتی [illegible] لاشِ شہِ مظلوم کی
دو سواروں کو [illegible] بیٹھے ہیں وہ
[illegible]

۱۳۵

[illegible]
مقتلِ شاہ میں [illegible]
جذبِ دل [illegible] پہنچا دیا انوار
[illegible]
[illegible]
بن میں [illegible] دیا

ع سعادات ناصریہ مؤلفہ علامہ دربندی علیہ الرحمۃ مطبوعہ مطبع محمد حسین تبریزی صفحہ ۲۹۵ سطر ۱۲ لغایۃ ۲۱ بزبان فارسی پہلے یہ روایت انہوں نے
یہ روایت اپنی کتاب اسرار الشہادت میں لکھی ہے وہ کتاب عربی میں ہے خبیر ۱۲

[illegible]

بفضلہ تصنیف مرثیہ ہذا بتاریخ ۱۷ جمادی الاول ۱۳۵۳ھ
باختتام رسید

رباعی

مشہور ہے ذوالفقار شمشیروں میں
چمکے وہ تو کچھ خوشی ہو دلگیروں میں
سجاد کا غم موسیٰ کاظم کا ملال
جکڑا ہوں خبیر قیدی زنجیروں میں

۴۷

مرثیہ ۱۰

فردوس کی ہوا ہے باغ سخن میں ہے

تعداد بند (۱۲۱)

در حال امام رضا علیہ السلام

مصنفہ

سید سرفراز حسین رضوی خبیر لکھنوی

مطبوعہ نظامی پریس آہنی پھاٹک لکھنؤ

زیارت حضرت امام رضا علیہ السلام

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا غَرِیْبَ الْغُرَبَآءِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ
یَا مُعِیْنَ الضُّعَفَآءِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا شَمْسَ
الشُّمُوْسِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اَنِیْسَ النُّفُوْسِ
اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا الْمَدْفُوْنُ بِاَرْضِ
طُوْسٍ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا مُغِیْثَ الشِّیْعَةِ وَالزُّوَّارِ
فِیْ یَوْمِ الْجَزَآءِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اَبَا الْحَسَنِ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْكَ فَاشْفَعْ لِیْ

تاریخ ولادت ۱۱ ذیقعدہ ۱۵۳ھ شہادت ۲۳ ذیقعدہ ۲۰۳ھ

جائے دفن مشہد مقدس
خراسان

۱

فردوس کی ہوا ہے کہ باغ سخن میں ہے
خوشبوئے ہشت خلد دماغ سخن میں ہے
نور جبین حور چراغ سخن میں ہے
صہبائے سلسبیل ایاغ سخن میں ہے
ہے جوش موج طبع لطافت سرشت میں
لہرا رہا ہے چشمۂ کوثر بہشت میں

۲

دریائے فکر کی پروائی پر ور نمود
ملتا نہیں ہے بحر فصاحت کا اور چھور
دیکھے جو چشم صاف تو بینا ہو چشم کور
اللہ رے جستجو قوی ہیں کس کا زور
اس لامکاں کا نور نہیں جلوہ گر بلا
سب کچھ ملا جو آل محمد کا در ملا

۳

یہ در وہ ہے فقیر جہاں ہو گئے امیر
اس در کا جو گدا ہے وہ ہے [illegible]
جس آستاں کی خاک کے ذرے ہیں مہر منیر
تکیہ کئے ہوئے ہیں جو کھٹ پہ ہی فقیر
جام ولا سے جو سرشار ہو گیا
دل ہو گیا ہے بوذر و عمار ہو گیا

۴

مانا نہیں ہے بوذر و عمار سا جگر
لیکن انہی کی [illegible]
[illegible]
[illegible] کا وہ اپنا ہے [illegible]
[illegible]
جز دواں میں جس [illegible] کی کتاب ہے

۵

محبوب کبریا کا ہیں عاشق نہ ہو نصیب
[illegible] صادق نہ ہو نصیب
[illegible]

۶

شامل ہے لطف بادشہ آسماں حشم
مجھ کو ثنائے آل ہے کام یک قلم
مدح امام ضامن ثامن جو ہے رقم
فضل الٰہ سے یہ مسدس ہے محترم
انگشتری نظم کا طرفہ قرینہ ہے
ہے مرثیہ کہ آٹھ [illegible] کا نگینہ ہے

۷

اے طالبان عرش الٰہی سے ہے خطاب
میری کتاب نظم کا یہ آٹھواں ہے باب
اصحاب کہف دیکھیں تجلی کا مرتبا
ہیں ساتھ اک اجرت موسیٰ بھی انتخاب
دروازوں پر جناں کے ہے شہرہ بیان کا
ہیں مدح خواں موسیٰ کاظم کی جان کا

۸

ہے شوہر نظم گنبد فیروزہ رنگ تک
فضل خدا سے شاہ خراساں کی ہے کمک
ہیں سات آسمان یہ ہے آٹھواں فلک
یوں مدح خواں شاہ کا ہے گرد و پیش ہر ملک
دل [illegible] ہیں شراب ولا کے پیالے ہیں
کیا کچھ نہیں آٹھ دور کے رسالے ہیں

۹

ممدوح میرا دونوں جہاں کا امام ہے
مضبوط جس سے دین خدا کا نظام ہے
اصل اصول مذہب و دین الکلام ہے
تعظیم حرم جو حرمت بیت الحرام ہے
کعبہ کو راہ سے کہ عجب [illegible] بنا دیا
مشہد کو اس نے قبلۂ ہفتم بنا دیا

۱۰

[illegible] ہے جو انشائے نظم
[illegible] ہیں قدر کر
[illegible] شہنشاہ [illegible]
اس مرثیہ پہ ہے نظر کیمیا اثر
[illegible] کا ملک ہے یہ کلام
یاں اب ہے کہنے کے قابل یہ کلام

۱۱

سرسبز میرے باغ سخن کے ہیں سب شجر
ہیں ابر سے کہ پھول زہرہ کے جلوہ گر
صفحہ بنا ہے طوطی سدرہ کا بال و پر
توفیق خضر راہ ہے قسمت ہے راہبر
مداح کو ثنائے رضا کی امنگ ہے
اب تو زمین نظم بھی فیروزہ رنگ ہے

۱۲

منسوب ہے یہ رنگ جو سادات کی طرف
اس نظم کی ہے دھوم خراساں سے تا نجف
مداح میر موسیٰ کاظم کا ہے خلف
مجھ کو بھی اپنے جد کی ثنا کا ملا شرف
مقبل بزرگ کا ذرہ ہوں مقبل نہیں سہی
دعبل عہ کی خاک پا تو ہوں دعبل نہیں سہی

۱۳

ہمعصر گرچہ کہتے ہیں بار بار جواب
جو قابل جواب نہ ہوا کسی کا جواب
فیروزۂ سخن کا جو ہے رنگ لاجواب
کہتے ہیں جوہری کہ نہیں اس کا جواب
مجلس کو نور صبح سے معمور کر دیا
تو نے تو لکھنؤ کو نشاپور کر دیا

۱۴

رنگ بہار رنگ خزاں کھو رہا ہے آج
ابر کرم کیا ہی چمن دھو رہا ہے آج
باغوں میں انتظام نیا ہو رہا ہے آج
بیدار بخت سبزہ جو تھا سو رہا ہے آج
ابر بہار رنگ کہ باریں فام کردہ اند
رنگ سحر ز ہشت چمن وام کردہ اند

۱۵

پھرتے ہیں میری چشم تصور میں کئی بار
باغ رضا میں روضۂ رضواں کی ہے بہار
پہنچی ہے فکر سوئے خراساں با فتخار
پلٹا ہے ذہن پھر عربستاں میں ایک بار
حاسد پہ برق طبع تجلی نشاں گری
دیکھو یہ کوندتی ہوئی بجلی کہاں گری

عہ بر بنائے شہرت دعبل کو بجائے باپ کے موضوعہ عرض کیا مجیر ۱۲

عہ ہندوستان کو تو نے نشاپور کر دیا

۱۶

لازم ہے مجکو باغ رسول انام کی سیر
یعنی مدینہ رشک گردوں خرام کی سیر
بعد آپکے شہید شہ عالی مقام کی سیر
پہلے عرب کی سیر کروں پھر عجم کی سیر
ممدوح میرا باغ پیمبر کا پھول تھا
سبط آل مجاور قبر رسول تھا

۱۷

گوشہ نشیں مدینہ میں تھا رضی الرضا
عباسیوں کے دور سے فتنہ کا زور تھا
دن رات کے فساد سے الحشر تھا بپا
ہر شہر میں بغاوتیں ہوتی تھیں جا بجا
مامون کا یہ عہد تھا سادات کے لئے
ہر دن کا تھا دور فنا سادات کے لئے

۱۸

دل میں خیال کرتے تھے یہ بانی فساد
سادات کے سبب سے ہے دنیا میں فساد
اسواسطے یہ چال چلے وہ بد اعتقاد
سید کوئی شرف میں نہ ہو شان میں زیاد
حاکم وطن سے کرکے طلب نیک نام کو
فرضی خلیفہ اپنا بنائے امام کو

۱۹

ہیں علم و فضل و زہد میں بیشک وہ منتخب
حاجت نہیں بیاں کی عیاں ہے حسب نسب
اس عہدہ جلیل کا ہو وہ سزاوار اب
سادات اُنکو جانتے ہیں لائق ادب
سکہ دلوں پہ دلبر حیدر بٹھائیگا
اُسکے لحاظ سے نہ کوئی سر اٹھائیگا

۲۰

یہ رائے خود غلط نے سمجھی جو بد نہاد
بھیجے خطوط عالم کے محسن کو بار بار
مضمون یہ تھا کہ ہے دل مشتاق بیقرار
ہے قائل فضائل مولا یہ خاکسار
ہے آرزو جو دیکھوں خلافت کے نور کو
تفویض کر دوں اپنی حکومت حضور کو

۳۱

مولا کے ہر جواب کا حاصل یہی تھا آہ
ہمسائے دل میں خواہش دنیا نہیں ہے چاہ
مرغوب ہے ہوائے مدینہ خدا گواہ
جنت ہے قرب قبر رسول فلک پناہ
مجبوریاں پسند ہیں ہر اختیار سے
رستے نہ جائے نبی کے مزار سے

۳۲

انکار اس طرف سے تھا اصرار تھا اُدھر
آخر لئے پیام طلب آئے اہل شر
جس طرح سے حسینؑ سے چھوٹا تھا اپنا گھر
مولا عراق یہ جبر ہوا عازم سفر
قتل تھا رسولؐ پاک کی سرکار کی گئی
پھول آج آل احمد مختار لٹ گئی

۳۳

یثرب سے جا رہا تھا محمدؐ کا نور عین
کیا کم وطن کے واسطے تھا ماتم حسینؑ
آئی ندا البقیع سے اسرار بے تو ر و بین
اے میرے لعل [illegible] مجروح دل کے چین
پھر درد دل حسینؑ کی صورت نہ کہہ سکے
آخر بھی مری قبر کے مجاور نہ رہ سکے

۳۴

افسوس کس طرح ہوا تاراج میرا باغ
محسنؑ کی لاش گود میں ہے غم کا دل میں داغ
شبیرؑ دو دو ماں پیمبرؐ کا تھا چراغ
غافل ہوا نہ سوگ سے [illegible] کبھی فراغ
یوں تو کبھی [illegible] کا نام
تا روز [illegible] پیمبر کا تھا

۳۵

محشر تو ضرب دشت سے بیجان ہو گیا
بھیجا کو میرے زہر دیا اور مصیبت
پیغمبرؐ کے گلے پہ چلا خنجر جفا
عابدؑ کو پہلے قید کیا زہر پھر دیا
[illegible]
[illegible]

۲۶

ناسور بن گیا دلِ بیکس کا داغِ غم
افسوس پہلے قید میں کھائے صد ستم
پھر قید ہی میں اس کو دیا پیچ نے ستم
مجلس ہی گھر ہمارا اب اور کوئے عدم
بیکس انتہا ہے اسیری گذر گئیع
زنداں میں جوانی و پیری گذر گئی

۲۷

آقا بحقِ سکونِ دلِ بیقرار ہو
میرے خزاں رسیدہ چمن کی بہار ہو
نائبِ نبی کے حجّتِ پروردگار ہو
ایسے خاندان میں تمھیں تاجدار ہو
تم سے مرا نشان ہو باقی جہان میں
جو کچھ ہو تم ہو اب کے اجڑے مکان میں

۲۸

گویا ہوئے زبان دبی اے امامِ دیں
اے چند روزہ حفظ تھا جو حق یہ حزیں
میں چھوڑتا نہ اپنی خوشی سے یہ سرزمیں
لیکن یہ جبر مجھکو بلاتے ہیں اہلِ کیں
یہ کچھ نہیں ملال کہ چھوٹا وطن بھلا
غم ہے تو یہ مزارِ رسولِ زمن چھٹا

۲۹

انجام کے خیال سے تھا شہ کو انتشار
سب گھر میں جو خویش و اقارب تھے بحالِ زار
بیت الشرف میں تھی قیامت سب اشکبار
ہمشیرِ شہ جو تھیں فاطمہ زہرا کی یادگار
معصومہ تھیں خطاب و عصمت شعار تھیں
زینب کی طرح بھائی پہ اپنے نثار تھیں

۳۰

کہتی تھیں یوں بیانِ وفا سے وہ نوحہ گر
کر مجھ کو نہ جائیے مولا سے چھوڑ کر
جینا وبال ہوگا مجھے تم سے چھوٹ کر
اے بھائی جان آپ سے آباد ہے یہ گھر
منہ اشکوں سے فراق میں دھویا کروں گی میں
خالی مکان دیکھ کے رویا کروں گی میں

ع یہ بیت مرزا دبیر مرحوم کی ہے صرف موقع کے لحاظ سے حضرت کے بجائے بیکس کہا گیا ہے

۳۱

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۳۲

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۳۳

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۳۴

[illegible] الوداع
[illegible] الوداع
[illegible] الوداع
[illegible] الوداع
[illegible]
[illegible]

۳۵

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

٣٦

گھبرا کے صحن و صفہ میں لا بدر و یاس
گھر میں رہے تھے غش ہو کے بدر و یاس
بیکس کا چہرہ دیکھ کے دیواریں تھیں اداس
محراب کہہ رہی تھی کہ اے شاہِ حق شناس
جلوہ تھا سب آلِ پیمبر کے پھول کا
سونا ہوا اب آج سے روضہ رسول کا

٣٧

ہر چند بیقرار بہت تھا دلِ حزیں
روضہ کے باہر آ گئے سلطانِ مومنیں
لی راہ مکہ چھوڑی مدینے کی سرزمیں
کعبہ میں آیا قبلۂ دیں کعبۂ یقیں
مقصد یہ تھا رضائے الٰہی حصول ہو
اس بے وطن کا طوف دعائی قبول ہو

٣٨

فارغ ہوئے طواف سے جب شاہِ سرفراز
پڑھنے لگے مقامِ براہیم پر نماز
دلبند شہ جناب علی اکبرِ حجاز
کمسن مگر مطیعِ خداوند بے نیاز
آثارِ خوفِ حق کے عیاں رخ سے صاف تھے
کاندھے پہ اک غلام کے صرفِ طواف تھے

٣٩

دیکھا یہ جو حال تو گھبرا گیا وہ ماہ
جا بیٹھا اک مقام پہ با حالتِ تباہ
رو کر دعائیں کرتا تھا وہ حرزِ جانِ شاہ
کچھ دیر بعد کہنے لگا عبدِ خیر خواہ
اس حال پر ملال پہ یہ جان فدا
اے شاہزادے کس لئے ہے باپ ماں فدا

٤٠

[illegible] حرم سے وہ برادرِ امام
ابھی تو نہیں یہیں تو چھوڑوں گا یہ مقام
یہ سن کے آیا شاہ کی خدمت میں وہ غلام
سرکار کو یہ حال سنایا بصد سلام
سنتے ہی امام ابنِ حرم کے مکان کو
حضرت [illegible]

۲۱

فرمایا یہ رب نے کہ اٹھو اے محمد
نور نگاہ میوہ دل پارۂ جگر
[illegible] کہا کرتی تھیں کیا جاؤں اپنے گھر
اب وہ دیں آپ کا [illegible] ہیں عمر بھر
بے آئے امام دیں کے نور نظر ہو تم
راضی رہو قضا پہ [illegible] ہو تم

۲۲

جنتی قضا نے حق کی خریدار ہو تمہیں
عمدۂ اہلبیت کے مختار ہو تمہیں
وارث تمہیں ہو اور پرستار ہو تمہیں
اب تو خدا کے بعد مددگار ہو تمہیں
جب ہو گیا وہ عاشق [illegible] یقین سے
فرما کے الوداع گئے نور عین سے

۲۳

گھر سے جب غریب مسافر روانہ ہوا
اصحاب غار میں ڈرے کہ خوف جاں ہوا
[illegible] جو ماہ ہجر کا سامان عیاں ہوا
حضرت جو بیٹھ کر شہ قدرت عیاں ہوا
جس کوہ پہ گئے اسے گلزار کر دیا
تاریک جنگلوں کو ضیا بار کر دیا

۲۴

پیش نظر وہ یار کی ہجرت قدم قدم
صدقے نبی رسول پہ جنت قدم قدم
اس کے ہیں معجزوں کی وہ کثرت قدم قدم
تازہ وہ شاخسار کرامت قدم قدم
ہر برگ خشک غیرت [illegible] بنا
جس خار پر نگاہ پڑی [illegible] بنا

۲۵

جس باغ سے [illegible] کا ظہور
[illegible]
[illegible] قریب دور
[illegible]
[illegible] ہے
[illegible] قریب ہے

۴۶

وہ شہسوار قاطر شہبا پہ سوار
بالائے پشت جس کے عماری ہے زرنگار
ہے سائبان دامن رحمت بصد وقار
صورت سے شان جاہ و جلالت ہے آشکار
آیات نور عارض تاباں کی ضو میں ہیں
حاضر بہت سے حافظ قرآں جلو میں ہیں

۴۷

معروف ساتھ تھا تو ہے نقابت کے عنان
ہمراہ سب محدث و قاری و فقہ داں
واعظ خطیب اہل سخن صاحب زباں
کوٹھوں پہ وہ ہجوم کہ جنبش نہیں ہے ممکن
صد ہا فقیر صوفی و زہاد صف بہ صف
تسبیح ہاتھ میں لیے عبا و صوف بہ صف

۴۸

ہے مصر ایک حسین بازار سیکڑوں
یوسفؑ ہے ایک اور خریدار سیکڑوں
موسیٰؑ ہے ایک طالب دیدار سیکڑوں
عیسیٰؑ ہے ایک عشق کے بیمار سیکڑوں
الیاسؑ ایک تشنۂ الفت ہزار ہا
خضرؑ ایک رہ نورد محبت ہزار ہا

۴۹

بازار میں کھڑی ہے سواری حضور کی
کوئی پکارتا ہے کہ اے دلبر نبیؐ
ہم خدا برائے پیمبرؐ حسینؑ علیؑ
پردہ اٹھا عماری زیبا کا سرکھڑی
ہیں مضطرب جمال منور کے واسطے
موتی نہیں ہیں یہ دل ہیں نچھاور کے واسطے

تھے ہم دل لئے کھڑے ہیں نچھاور کے واسطے

۵۰

اے شاہزادی بنت پیمبرؐ کا واسطہ
مقتول نہر حضرت شبیرؑ کا واسطہ
پیاسے حسینؑ کشتۂ خنجر کا واسطہ
اس بے پدر یتیم لطف بہتر کا واسطہ
محروم رکھ نہ حسن ضیا بار سے ہمیں
سیراب کر دے شربت دیدار سے ہمیں

۵۱

باقی ہے نذر دید جمال امام کی
رکھیں گے ہم سبیل ترے جد کے نام کی
شہ نے قبول عرض جو کی ہر غلام کی
ہٹنے لگی نقاب رخ لالہ فام کی
میرے نصیب میں ہے باقی ہوا ہے خیر
ہاں ہاں یہ میر آٹھواں ساقی ہوا ہے خیر

۵۲

ساقی علی ہے ساقی اول کا میرے نام
نام خدا ہے تو بھی علی زبدہ انام
تو خود امام تیرے بزرگوں میں سات امام
اولاد میں بھی چار امام فلک مقام
وابستہ ہیں امیدیں مری سب کی ذات سے
تجھ سے ملے گا ساقی اول کی بات سے
بارھویں ساقی

۵۳

مجھ کو ترے کرم نے وہ نسخہ بتا دیا
گر ایک گھونٹ بھی ہو عطا مجھ کو ساقیا
اس ایک گھونٹ سے میں لبوں پر مزا رہا
کوثر یہ بھی دکھا کے مزہ بادہ ولا
تازہ شراب میں - اثر تشنگی رہے
پانی بھی میں پیوں تو حلاوت وہی رہے

۵۴

آج اپنے ہاتھ سے مجھے صہبا پلا
تو نے تو کی ہے دعوت اعدائے مرتضیٰ
لیکن اثر ہے اس کا ہر اک جا جدا جدا
اک مصرع دبیر مجھے یاد آ گیا
رحمت نبی کے واسطے دشمن کو قہر ہے
مومن کو زہر شہد ہے کافر کو زہر ہے

۵۵

وہ مے کہ عطا ہو جا کے حرم میں پیوں جسے
پھر روضۂ رسول امم میں پیوں جسے
ہنگام نزع آخر دم میں پیوں جسے
دنیا میں پی چکوں تو ارم میں پیوں جسے
تو بخش یا نہ بخش جزا کے ولا مجھے
اس تشنہ لب کو بادۂ وحدت پلا مجھے

٥٦

ہم میکشوں کو ناز جو تیری عطا پہ ہے
سرمست ہو کے کرتے ہیں ایماں کی بات ہے
سمجھیں ہیں اس سے بڑھ کے نہیں اور کوئی شے
ڈھالی ہے شیشہ اور گلابی ہو رنگ ہے
سرسبز اور خرم ہوں وہ نعمت شباب سے
جام حسن میں مجکو حسینی شراب دے

٥٧

باغ ارم میں دھوم ہے رنگیں شراب کی
پہونچی کہاں بہار ہے لاجواب کی
سرخی شفق سے بڑھ کے ہے اس کی تاب کی
لالہ کی اصل ہے نہ حقیقت گلاب کی
فکر بلند کا ہے نہ ذہن رسا کا ہے
یہ خاص رنگ قدرت رنگیں ادا کا ہے

٥٨

خوشبو عجیب رنگ نرالا شراب کا
ایماں کی بزم میں ہے اجالا شراب کا
بحر کرم ہے بانٹنے والا شراب کا
ڈھونڈے [illegible] ب آئے پیالہ شراب کا
بالکل نئی ہے نہ تا حشر جائے گی
کوثر کی آبرو بھی یہی مے بڑھائے گی

٥٩

ساقی چراغ بادہ نہ ہو انجمن سے دور
ساغر کا تشنہ لب نہ ہو تیرے دہن سے دور
میخانہ اک بنا ہے بتا ہو وطن سے دور
تیری بہار رہ جائے پہونچے وطن سے دور
دیدار کا جب ہوا محتاج ساقیا
رکھ دے ادھر ہم میں پیالہ آج ساقیا

٦٠

میری طرح ہیں جمع ہزاروں شراب خوار
ہے زیب طرہ جم کی کلہ کا یادگار
شان عجم عرب کی ہے زیبا سے آشکار
بل کھا رہے ہیں شاخ پہ گیسوئے طوقدار
نازش میں منہ چھپا کے ہے جو مشک ختن کی بو
زلفوں سے آرہی ہے رسول زمن کی بو

۶۱

صورت پہ دل نثار کیے ہیں ہزارہا
خاک قدم پہ جان دیے ہیں ہزارہا
جام شراب عشق پیے ہیں ہزارہا
کاغذ قلم دوات لیے ہیں ہزارہا
مشتاق سب ہیں فیض جو حاصل یہاں سے ہے
بندے سے سنیں حدیث خدا کی زبان سے ہے

۶۲

بولے امام حق پیمبر میں و فقتن
اجداد کی سند سے نبی کا ہے یہ سخن
جبریل وحی لائے تھے واقف ہیں مرد و زن
دل سے پڑھے جو کلمۂ توحید ذوالمنن
واجب ہے جنت اس پہ یہ حکم الٰہ ہے
اسکو خدا کے حصن حصین میں پناہ ہے

۶۳

لیکن یہ حکم چند شرائط کے ساتھ تھا
پہنچے ولائے آل نبی طاعت خدا
کی عرض حاضرین نے اور اسکے ماورا
فرمایا شاہ نے وانا من شروطہا
مطلب یہ ہے جزا کے عبادت کوئی نہیں
دل میں اگر محبت آل نبی نہیں

۶۴

اک بادشاہ نے جو سُنی یہ حدیث نور
لکھوا کے آب زر سے بصد فرحت و سرور
بولا مرے کفن میں یہ تعویذ ہو ضرور
دنیا سے اٹھ گیا جو وہ سلطان ذی شعور
ظاہر کیا یہ خواب میں اس نیک اصول نے
پہنچایا خلد میں اسی قول رسول نے

۶۵

کہتا ہے بارگاہ امامت میں یہ حقیر
میں بادشہ نہیں تھی جو لکھوں کلام نغز
تیرے سوا ہے کون غریبوں کا دستگیر
مست مئے ولا ترا مداح ہے ضمیر
دھویا ہے دل کا صفحہ شراب طہور سے
لکھا ہے اس حدیث کو آب خلوص سے

۶۶

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۷۱

مطلع

جب شاہ جہاں میں آئی سواری امام کی
شہرت ہوئی دو چند سکندر کے نام کی
آئینہ بن گئی تھی زمیں اس مقام کی
جمشید شکل بھول گیا اپنے جام کی
آئی بہار شان چمن تازہ ہو گئی
دنیا مسرتوں کا دروازہ ہو گئی

۷۲

ہے اے حکیم نظم کا حُسن ادا نیا
ہے واقعہ قدیم مگر ہے عجب کہا نیا
یہ تیری کائنات سے ہے مرتبہ نیا
نکلا عجب بہار کا پہلو نیا نیا
مانے کوئی برا تو کہو تم خطا ہوئی
کیا بہت نظر طبیعت رنگیں عطا ہوئی

۷۳

بے برگ و بار تھے جو شجر بار ور ہوئے
کلیاں کھلیں تو پھول ہوئیں گل ثمر ہوئے
رشک نجوم لالے کے داغ جگر ہوئے
طلعت میں حق حسن عنادل کے پر ہوئے
جلوہ ہر اک شجر میں ہے کوہ طور کا
چھٹتا ہے پتی پتی سے فوارہ نور کا

۷۴

صیاد چھپ رہے ہیں چمن میں ڈرے ہوئے
گلہائے اشرفی ہے وہ سائے گھرے ہوئے
وہ بار ور درخت وہ پھلوں سے جھکے ہوئے
وہ دھانی دھانی پتیاں شبنم سے تر ہوئے
سبزہ کا رنگ دیکھ کے فیروزہ دنگ ہے
سادات کو پسند یہی سبز رنگ ہے

۷۵

غنچے چٹک کے حسن دل آرا دکھاتے ہیں
نقارہ سلامی مولا بجاتے ہیں
مرغان نغمہ سنج یہ مژدہ سناتے ہیں
تازہ ہے چمن گلشن یہاں وہ آتے ہیں
پھولوں میں رنگ قدرت پروردگار ہے
وہ دم ہے کہ جس کے قدم سے بہار ہے

٧٦

شرعِ نبی کا رنگ جماتی ہوئی بہار
باغِ ارم کی راہ بتاتی ہوئی بہار
وہ آبروئے ملک بڑھاتی ہوئی بہار
دریائے معرفت میں نہاتی ہوئی بہار
اللہ رے جوش حمدِ خدا شہر شہر ہے
اک یہ بھی اُس کے بحرِ مشیت کی لہر ہے

٧٧

کہتے ہیں گل خزانۂ لعل و گہر ہے کیا
کیا چیز ہم نثار کریں پیش زر ہے کیا
مہماں پہ سایہ کرنے کو مدِ نظر ہے کیا
کیا ابر کی بساط ہے کوئی شجر ہے کیا
برتر ہے قدر رفعتِ امامِ جلیل کی
لائیں کہاں سے چھاؤں پرِ جبرئیل کی

٧٨

باغوں میں آمد آمدِ شہ کی ہے دھوم دھام
آراستہ صبا نے کیے پھولوں کے خیام
سبزہ بچھا کے فرش ہے سرگرمِ انتظام
اشجار کو ہوس ہے میں بڑھ کے کریں سلام
محسوس انکو ہوتا ہے جو اہلِ ذوق ہیں
بلبلیں تمام سلسلہ جنبانِ شوق ہیں

٧٩

ہر برگِ گل کی ہے زباں پہ درودِ نبی کی صفت
طائرِ چمن میں پڑھتے ہیں اشعارِ منقبت
رطب اللساں ہیں فاطمہ کی تہنیت
ذرّے پہ چھائے ہیں جلوے ایماں کی جہت
گلشن کو سرفراز کیا کردگار نے
معراج پائی ہم وطنی پر بہار نے

٨٠

خوشبوئے گل کی قطار نظارہ اک طرف
آمد کا یا غنچوں میں افسانہ اک طرف
آراستہ چمن کا جلو خانہ اک طرف
مستوں میں ذکرِ شیشہ و پیمانہ اک طرف
بستر بچھا ہے صحنِ گلستاں میں نور کا
سبزے کے جام میں ہے شرابِ طہور کا

نشہ چڑھ کا ہو رہا ہے شرابِ طہور کا

۸۱

ساقی اک اور جام کہ موقع کی بات ہے
سن لے یہ ایک بند جو وجہ نجات ہے
روشن تری ولا سے چراغ حیات ہے
اتنی بھی وحشتی نہ ہو بیہودہ پن بھی بات ہے
ساقی بھی نور کا ہو صراحی بھی نور کی
تصویر ہے کھنچی ہوئی قندیل طور کی

۸۲

ہاں میکشو آل کی جانب کرو نظر
پہونچی جو دور دور شہ کی جا کو جب خبر
خود آیا پیشوائی مولا کو تیرہ سر
ہمراہ کل سپاہ و دو شانہ کر و فر
بولا ادب سے مجھکو سرافراز کیجئے
حاضر غریب خانہ ہے ممتاز کیجئے

۸۳

مہماں ہوئے حضور تو کہنے لگی قضا
غربت میں تم حسین ہو ابن رسول کے دریا
ظاہر میں قدر کرتا ہے یہ دشمن خدا
اب یہ زبان بن کے گریگا یہی خفا
دنیا امام صابر و شاکر کو رو گئی
روح بتول ابن ساقی کو رو دی گی

۸۴

مولا زبان صبر سے بولے کہ آہ
ہم کو کیا کچھ بھی تم سمجھے خدا گواہ
آخر وہ وقت آیا کہ غالت ہوئی تباہ
خلوت میں جا کے بولا کہ میں کہتا ہوں گواہ
ہرچند کچھ نہیں ہے قدرت حضور کو
دیتا ہوں میں خوشی سے حکومت حضور کو

۸۵

یہ فوج یہ خزانہ [illegible] ملک و مال
سب [illegible] فاطمہ کے لال
[illegible] کیا مقال
[illegible] حال
[illegible] کیا عوض
[illegible] حکومت کیا عوض

ن: اسدم زبان صبر سے فرما رہے تھے شاہ

۸۶

مامون بولا خیر جو شاہی نہیں پسند
ہو جائیں آپ پیر سے ولیعہد کیا گزند
شہزادے اس بیان سے ہو لرزہ میں بند
اسکو خلیفہ کرتا ہے سلطان عقلمند
کچھ دن جو اسکے جہاں میں بسر کرے
مجھ سا نہیں کہ مجھ سے ہی پہلے سفر کرے

۸۷

وہ بولا کہ مرد سے ہیں کیا پیر امام
فرمایا شہ نے کہ میں ہونگا شہید سم
کس دشمنی کی تاب جو شہ بڑھ کے رکھے قدم
آگاہ ہوں مرد جو کہ ہیں پیکر حشم
کیفیت وفات سناؤں جو تو کہے
قاتل کا اپنے نام بتاؤں جو تو کہے

۸۸

غصہ سے تب یہ کہنے لگا وہ لعین
بیکار ہے کچھ نہ سمجھئے آپ نکتہ چیں
پوشیدہ ہیں میری سلطنت شاہی کا راز نہیں
سنئے ہو سے آپکے تو ہوگا یقین
قطعی یہ فیصلہ ہوا اب امر کیا کرو
شہ نے کہا جو یہ ہے تو انکار کیا کرو

۸۹

خود اپنے ہاتھوں جان کو ہلاکت میں ڈالنا
سمجھے یہ خلاف ہے قرآن و خرد و اولا
مجبور ہوں ولیعہد میں ہونگا ناچار
آئین و رسم کو بھی نہ بدلونگا ظاہر
اک شرط البتہ ایک ہم ایک کہے دے
میں متعہد ہوں مشورہ نیک کہے دے

۹۰

بعد [illegible] و عدا میں قال حزیں
[illegible] کو اور بتا علیں
[illegible] عدو سے دین
[illegible] کی محنتی نہیں
[illegible] دانیال پر
[illegible] اس غم سے حال پر

تب وہ اہل کیں

۹۱

آخر یہ پنجشنبہ شعبان کا ذکر تھا
پہلا وہ پنجشنبہ تھا ماہ صیام کا
دربار بادشاہ جب آراستہ ہوا
یکجا ہر رزق سب کو خوشی میں عطا کیا
تھی دھوم جوش رحمت پروردگار ہے
اک یہ بھی فیض قاسم فردوس بار ہے

۹۲

تیار جب وہ بزم ہوئی باشکوہ و شان
مولا نے ایک خطبہ اعلیٰ کیا بیاں
الفاظ جس کے روح بلاغت تھے بیگماں
جیسے پکار اٹھے ہے اللہ کی زباں
کیا خالق کلام کی ہے شان دیکھ لو
آؤ یہ بولتا ہوا قرآن دیکھ لو

۹۳

فارغ ہوئے جو خطبے سے سلطان انس و جاں
بیعت بجا کے لائے قصیدے قصیدہ خواں
توصیف جان ساقی کوثر تھی ہر زباں
ہر لفظ کی زمین سے تھا الفت عیاں
پڑھتے ہی قصیدے کا نعت پیر و جوان تھے
شاعر یہ بولو آس حقیقت میں فردو تھے

۹۴

عرفی کی نظم آپ ہی اپنا جواب تھی
گویا وصف آل نبی کی کتاب تھی
جس [illegible] نظم منتخب تھی
جو مصرع تھی وہ جادۂ راہ صواب تھی
جب وہ سخن پسند امام ہدیٰ ہوا
عرفی کو سب کے [illegible] کے صلہ بھی عطا ہوا

۹۵

دنیا نے بخشے اور [illegible] نذر ادا
[illegible] کیا عطا
[illegible] سے لیا ہوا
[illegible]
[illegible]
[illegible] نذر ادا

۵۹۶

مضمون طویل وقت قلیل اے امامِ دیں
شاہد ہے بیکلی وہ طبیعت رہی نہیں
لیکن تری ثنا سے نہ باز آ پایا یہ حزیں
مجھ پر بھی ہو عطا کہ مددگار دو ہمیں
پیرایہ حضور سے دعبل تو شاد ہے
یہ مدح خوانِ ہند ابھی نامراد ہے

۵۹۷

ممکن نہیں بشر سے تری مدحت و ثنا
شہرہ ہے شہر شہر ترے فیضِ عام کا
تھی تیرے معجزوں سے عیاں قدرتِ خدا
نظرِ اثر ہمیشہ بھری ہے تری دعا
پانی حیات بن گیا انسان کیواسطے
جب تو نے ہاتھ اٹھایا ہے باراں کیواسطے

۵۹۸

ہاں کیوں نہ ہو تو بانیٔ [illegible] کا لال ہے
پانی ترے لیے ہے یہ پتھر کا حال ہے
ہے نقشِ سنگ پہ یہ قدم کا کمال ہے
تو شیرِ بیشۂ اسدِ ذوالجلال ہے
جب تجھ کو غیظ آ گیا دشمن میں یارا دم نہ تھا
قالین کا تھا شیر نیستاں سے کم نہ تھا

۵۹۹

گھر سے نکال عید کو جس وقت تو چلا
دیوار و در سے آ گئی تکبیر کی صدا
اسلاف کا وقار سراپا سے رونما
شایاں ہجومِ خلق نے سکوت سا دیا
حجت خدا ہے دو عالم میں فرد ہے
دنیا اسی کے نقشِ کفِ پا سے گرد ہے
اسلاف کا وقار تھا صورت سے رونما

۶۰۰

ان معجزوں سے تنگ تھا سلطانِ پُر فساد
کرتا تھا ان کے پاس [illegible] بار بار
مجبور ہو کے [illegible] پہ کیا ارادۂ عناد
[illegible] یہاں سے [illegible] مراد
سرگرمِ قتلِ شاہ وہ مکار ہو گیا
حضرت کو زہر دینے پہ تیار ہو گیا

۱۰۱

انگور و نہیں، ملایا گیا زہر اس قدر
کھائے جسے تو بچ نہیں سکتا کوئی بشر
بلوا کے شہ کو پاس یہ بولا وہ بدگہر
دعوت امامِ دیں کی ہے یہ وقتِ سحر
خاطر سے میری آج یہ تھوڑے سے کھائیے
آئے ہیں ایک شہر سے انگور کھائیے

۱۰۲

مولا نے چشم یاس سے انگور دیکھے آہ
ظالم کے رخ پہ غور سے کرنے لگے نگاہ
انگور نوش کر کے یہ بولا وہ دیں پناہ
درپیش ایک زہر ہے سب کو عدم کی راہ
تاثیر سم سے قلب و جگر سب کے چھن گئے
اب موت سے کہا کہ ترے کام بن گئے

۱۰۳

فرما کے یہ چلے سوئے بیت الشرف امام
حجرے میں آکے لیٹ رہے سیدِ انام
کچھ دیر بعد آکے اجل نے کیا سلام
بولے زبانِ یاس سے مولائے نیک نام
لے موت تم کو دیکھ لوں بھر کر نظر کو میں
اک تیر سے گلے سے لگاؤں پسر کو میں

۱۰۴

اتنے میں ایک حال ہوا غیب سے عیاں
آلودہ غبار تھے رخسار ضوفشاں
مغموم و دلحزیں جگر افسردہ خستہ جاں
داخل ہوا وہ حجرے میں با آہ و فغاں
حسرت سے شاہ دیں کو برابر دیکھنے لگا
رو کر جہاں پہ نظر دیکھنے لگا

۱۰۵

کہنے لگا زبان سے تجھے شاہِ دیں
تیرا ہی انتظار تھا [illegible]
بس ہم سے بعد [illegible]
تجھ کو بھی آ زہر دیتا [illegible]
جس طرح سے جفا ہوئی [illegible]
تو بھی نہ [illegible] پاس سے [illegible] رسول پر

۱۰۶

دلبر سکینہ و صغریٰ کہیں تھا کہیں جگر
جلانے سب ہو زیادت بجھتی تھی
اک شمع بہ شکل برق تھی لہرایا ایک پہ
تھی ایک چیز سینہ اقدس پہ جلوہ گر
یہ دونوں چھپائے علوم الٰہ تھے
ابنائے مستحق تھے وہیں پناہ تھے

۱۰۷

مولا سپرد لحد کے رخ شاہ چوم کر
فرمایا الفراق عدم کا ہوا سفر
بیکس کو تھے فلک کے شاہ بحر و بر
دنیا سیاہ ہو گئی یہ غم کا تھا اثر
گردوں پہ شور ماتم شاہ زمن ہوا
نور نظر کے ہاتھ سے غسل و کفن ہوا

۱۰۸

کافور آیا خلد سے مولا کے واسطے
تھے اہل عرش ملک والا کے واسطے
روتے نبی تھے فاطمہ زہرا کے واسطے
بیٹے تھے سب غلام بھی آقا کے واسطے
رو کر کہیں سب نے ہزار الوداع
غربت نصیب بیکس و ناچار الوداع

۱۰۹

آقا تھا سب کے عالم غربت پہ نثار
لیکن تمہارے صبر کی تو یہی یادگار
اک خلق تھی جنازہ مولا پہ اشکبار
اُس بیکس و غریب کا تھا کون غمگسار
آخر کفن دیا پسر سوگوار نے
اُس بیکفن کی لاش چھپائی غبار نے

۱۱۰

بیٹے کے ہاتھ سے تمہیں غسل و کفن ہوا
اُس کا اسیر جفا و محن ہوا
بیشک لقب حسینؑ کا غریب الوطن ہوا
برباد اُس غریب کا سارا چمن ہوا
چھوٹے بڑوں کے قتل سے شہ دل ملول تھے
تھا کل سہم کا بھی نہ غنچہ نہ پھول تھے

۱۱۱۱ھ

کنبہ تمام ساتھ تھا لیکن ابتر تھا
ہر شخص پہ تھا ظلم ذکر کسی کی نہ تھی بکا
دیکھا تھا اس نے پیکر بے تن حسین کا
سجاد کا جو امر رضا کا یہ غم غم تھا جسا
بھائی کے ساتھ بھائی کی عاشق بہن تھی
آخر کو آج بہو بھی نہ تربت پہ جا سکی

۱۱۱۲ھ

جب تین سال تک نہ ملی بھائی کی خبر
گھر سے بہن بھی روانہ ہوئی وہ ننگے سر
پہونچی وہاں تو دیکھی گیا ہے وہ در بدر
کالا لباس پہنے اٹھے ہے ہر اک بشر
ایسی خبر سنی کہ جگر غم سے ہل گیا
دیدار کا جو شوق تھا مٹی میں مل گیا

۱۱۱۳ھ

اشراف تھیں گھر کی بیبی معلوم جب خبر
دردر بہنے قم میں خواہر سلطان بحر و بر
پرسے کو واسطے اٹھے سب جمع ہو کے گھر
پیٹیں قلق سے چاک گریباں برہنہ سر
پرسوز دھنکا جو صورت عیاں ہوئی
معصومہ ایک شیعہ کے گھر مہمان ہوئی

۱۱۱۴ھ

وزارت غم میں بھائی کے بہتی تھی آنسو نہیں
ہر وقت اشک بہائے غم سے گئی آہ و بکا تھیں
چالیسویں یہ تو مصیبت کے جو وہاں مرتیں
ماتم کے ان عورتیں رو رو کے ہانپتی تھیں
شامل تھا ساتوں میں مصیبت اٹھائی ہے
ماتم کی صف سے زینب بھائی ہے

۱۱۱۵ھ

[illegible] اک [illegible] بھائی کا
[illegible] بھائی کا
[illegible] بھائی کا
[illegible] کی بھائی کا
[illegible] اٹھ گئیں
[illegible] اٹھ گئیں

١١٦

کل سولہ روز قید میں رہیں با دلِ حزیں
جنت میں کی زیارتِ شاہِ فلک نشیں
تکلیف درد ہجر سے جاں بر ہوئی نہیں
بھائی کی شکل آنکھوں میں تھی وقتِ واپسیں
باغِ جہاں سے سوئے جناں کوچ کر گئیں
بس منہ سے ہائے بھائی کہا اور گذر گئیں

١١٧

شیعوں کا اک ہجوم جنازہ کے ساتھ تھا
غسل و کفن کے بعد یہ سب میں سے طے ہوا
قادر غلام آپ کا ہے مردِ پارسا
معصومہ کو لحد میں اتارے وہ باصفا
اس خدمتِ جلیل کے قابل کوئی نہیں
یاں کوئی اور اس سے سوا متقی نہیں

١١٨

یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ یکبار اک غبار
رخ پر نقاب ڈالے نظر آیا اک سوار
بڑھ کر زبانِ حال سے بولا وہ نامدار
ہاں ہاں پھوپھی کی لاش کو چھونا نہ زینہار
بچپن ہی سے امید تھی تم آپ کی ذات سے
دفناؤں گا پھوپھی کو میں اپنے ہات سے

١١٩

دو کہہ کے اُن امام نے جنازے پہ لگی
پڑھ کر نماز دفن کیا لاشہ آپ کا
پنہاں ہوا نگاہوں سے عالم کا پیشوا
آئی جناں سے فاطمہ زہرا کی یہ ندا
زینب کی طرح ہے تو مصیبت زدہ بہن
غربت نصیب بھائی کی ہے غربت زدہ بہن

١٢٠

بھائی کی جان نثار بزرگوں کی یادگار
تو بھائی کی نثار ہوئی تجھ سے نثار
زینب سے کم غربت نہ تھا [illegible]
اب تیری موت سے [illegible] اشکبار
دنیا سیاہ ہو گئی [illegible] نظروں سے
زینب کا زخم دل [illegible] جگر میں ہے

۱۲۱

[illegible]
[illegible]
[illegible]
میر مہدی حسن [illegible]
[illegible]
[illegible]

بفضلہ تصنیف مرثیہ ہذا بتاریخ ۵ راکتوبر ۱۹۳۳ء بوقت شب ساعت ۹ باختتام رسید

جو صاحب یہ مرثیہ پڑھیں مصنف کو دعائے خیر سے یاد فرمائیں

؎ میر مہدی حسن صاحب مصنف کے ایک خالص الولا دوست ہیں
انکی فرمائش سے یہ مصرع دعائیہ لکھا گیا

رباعی خیر

گوہر کی بھی آبرو یہاں پانی ہے
ہیرا ہے نہ یاقوتِ بدخشانی ہے
دیکھے کوئی مدحِ شہِ معصوم کا رنگ
فیروزہ دل مالِ خراسانی ہے

دیگر

بیتاب ہوں تحصیل سعادت کیلئے
سلطانِ خراساں کی زیارت کیلئے
محشر میں کہونگا کہ رضا کا ہوں غلام
مشہد کو میں لاؤنگا شہادت کیلئے

مرثیہ ۱۱

تقویٰ نہیں تو نخلِ عمل میں ثمر کہاں

تعداد بند ۱۱۱

در حالِ امام محمد تقیؑ

مصنفہ

سید سرفراز حسین رضوی خبیر لکھنوی

مطبوعہ

نظامی پریس آہنی پھاٹک لکھنؤ

زیارت حضرت امام محمد تقی علیہ السّلام

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ الْاِمَامِ الْبَرِّ التَّقِيِّ الرَّضِيِّ الْمَرْضِيِّ وَحُجَّتِكَ عَلٰى مَنْ فَوْقَ الْاَرْضِيْنَ وَمَنْ تَحْتَ الثَّرٰى صَلٰوةً كَثِيْرَةً نَامِيَةً زَاكِيَةً مُبَارَكَةً مُتَوَاصِلَةً مُتَرَادِفَةً كَاَفْضَلِ مَا صَلَّيْتَ عَلٰى اَحَدٍ مِنْ اَوْلِيَائِكَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نُوْرَ اللّٰهِ فِيْ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حُجَّةَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اِمَامَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَوَارِثَ النَّبِيِّيْنَ وَسُلَالَةَ الْوَصِيِّيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نُوْرَ اللّٰهِ فِيْ ظُلُمَاتِ الْاَرْضِ قَصَدْتُكَ زَائِرًا عَارِفًا بِحَقِّكَ مُتَعَادِيًا لِاَعْدَائِكَ مُوَالِيًا لِاَوْلِيَائِكَ فَاشْفَعْ لِيْ عِنْدَ رَبِّكَ

تاریخ ولادت دہم ماہ رجب سنہ ۱۹۵ھ تاریخ شہادت آخر ذیقعد سنہ ۲۲۰ھ
جائے دفن کاظمین شریفین

۵۸۶ھ

تقویٰ نہیں تو محض عمل میں ثمر کہاں
نیساں نہیں تو بطن صدف میں گہر کہاں
عرفاں نہیں تو چشم حقیقت نگر کہاں
صدق زباں نہیں تو دعا میں اثر کہاں
حکمت یہی نگاہ ہو خالق سے یوں ڈرے
جس کو خدا کا خوف ہو بندوں سے کیوں ڈرے

۲ھ

قرآن ہے خزینہ ہدایت کا لا کلام
حقدار جس کے صاحب تقویٰ ہیں والسلام
تقویٰ علی کی ذات ہے ایماں انھیں کا نام
پرہیزگار وہ ہے جو ہے پیرو امام
آل نبی میں یوں تو ہر اک متقی ہوا
پر اک امام کا تو لقب بھی تقی ہوا

۳ھ

حاجت روائے خلق سخی اہل دل جواد
باب سخاوت ہی دہان سخن مراد
وہ صاحب کرم کہ کرم اُن کا خانہ زاد
شان عطا شبیہ علی ابن ابی کا صاد
ہر اک شرف بزرگی کی صورت نمود ہے
حق علی وہ نام کہ واجب درود ہے

۴ھ

گھر میں رضا کے آئے کہ ہے جو دو کمال
جب چاند کے فراق میں گذرے تھے کہ سال
کہتے جہاں میں جس کو تقی ہیں کہ سال
سر سبز آرزو کے چمن کا ہوا نہال
گل ہو نہ جو چراغ زہ خانہ ہو گیا
قندیل نور دامن ریحانہ[1] ہو گیا

۵ھ

نور خدا کے جلوے سے روشن تھی شش جہت
تکتے زمیں کو دیکھ کے جیسے فلک کا سر
بیکل ہے نظم گر کہ کریں مخروسہ نظر
کس کی مجال ان سے کہے بیتاب تھا قمر
... ابن رضا کا نام دھرے
کہہ کے امامت نام ... سر رکھے

[1] ریحانہ نام تھا اور امام محمد تقی علیہ السلام

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۱۱

راضی ہوئے رضا کو وہ سمجھے حق رضا

محبت قائم کرنے کو ہو لاسے یہ کیسا

ہاں مرتبہ بھی مجھ کو نہیں [illegible]

حسرت مٹھے دل میں [illegible]

کہیں جا بجا کا جادہ [illegible]

نزل سے وہ دیکھ ان [illegible]

۱۲

مرکز جس سے [illegible] کا [illegible]

[illegible] درد دل کا [illegible]

کام [illegible] میں [illegible]

مطلب [illegible]

[illegible] فتح [illegible]

[illegible] مسلی کا نام [illegible]

۱۳

نزدیک باغ [illegible] اہل وفا نداں

[illegible] بھی [illegible] ہیں

[illegible] ہے سب نے کیا کیا

[illegible] بتاؤ کہ ہے کہاں

[illegible] بھی پیش نظر ہیں

[illegible] ہے وہ [illegible]

۱۴

اتنے میں [illegible] باغ کی [illegible]

[illegible] کا [illegible]

[illegible] گھر [illegible]

[illegible] بولا وہ [illegible]

[illegible] کی [illegible] بھی

نقش [illegible] نشان بھی [illegible]

۱۵

صل علیٰ کا [illegible] میں [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۲۲

سولہ سال ہی رہا اسکے بابا کی پشت پر
قدرت کی مرضی یہی تھی سے جلوہ گر
دیکھا جو علی بن جعفر نے کہا وہ سر
جیسے امام کے ہو نہار پسر
کہو معنی تو امام ہمارا مزدور ہے
ہم شبیہ ہیں کہاں یہ رحمت رب غفور ہے

۲۳

رتبہ بڑھا اپنی بہو کا یہ بے حساب
ریحانہ سکی ماں کو نبی نے دیا خطاب
گرچہ تو ہیں پیر کا تارو ذرا شتاب
تعلیم عمر کی تو فضیلت کے کھولے باب
نقش نگینہ خاتم عصمت نظر پڑی
بالسیئات غیر الاہت نظر پڑی

۲۴

فرمانے یہ علی بن جعفر نے پھر کہا
کچھ بولتے ہیں حدیث پیمبر بھی لے بچا
خالق نے اسکی ماں کو بلایا دو مرتبا
جسکے دامن سے نکلے بہشت آگئی ہیں سبا
حق نے تمام منزل رحمت بنایا ہے
دامن کو گاہ مرادہ بعصمت بنالیا ہے

۲۵

بولے رضا کہ باغ رضا کا یہ پھول ہے
ہے قابل عدو یہ سمی رسول ہے
جمع خدائے پاک کی ہے نیک حصول سے
معصوم ہے یہ جان علی و بتول ہے
نور نگاہ حیدر کرار و فاطمہ
اسکے پردے میں ہے امت کا فاتحہ

۲۶

تقی نے کہا کہ یہ ہے میرا گلعذار
سجاد بوستان عبادت کی ہے بہار
اُمّ کے ہاں سے علم کا مخزن ہے یہ نگار
جعفر کی بھی صدا کہ ہمارا بھی افتخار
کاظم کا قول تھا یہ مراہم حبیب بھی ہے
ہے جانشیں بھی اور مرا پہلو نشیں بھی ہے

۱۲۱

اسی واسطے کہ بیٹھے ہوئے لوگ ادھر ادھر
بچپن سے تھا شوق عبادت کا بے حد
کرتے ہیں اک غلام سے کا نو [illegible] بیٹھ کر
صرف طواف کعبہ رہا ہے وہ بیشتر
کرتا تھا جب دعا تو ہم آغوش [illegible] رو تا تھا
راتوں کو اٹھ کے خوف الٰہی سے روتا تھا

۱۲۲

کل چار پانچ سال کے تھے باپ کے قریب
ماموں نے ان کو پالا بہ شوق غریب
چھٹ کر پدر سے گھر میں رہا تھا وہ حبیب
دو ایک سال بعد یتیمی ہوئی نصیب
مولائے [illegible] ارض [illegible]
آئے تھے پدر کے جنازے پر آ کے تھے

۱۲۳

غسل و کفن کے بعد چلی تھی [illegible] نماز
دنیا سے اٹھ گئی تھی [illegible] صورت رہ دراز
پہنچے وطن میں [illegible] کے امت کے سرفراز
تھی سات [illegible] آٹھ سال کی عمر شہ حجاز
اس سن میں کب یتیم ہوا ہے کوئی امام
پایا امام اور ان سے بھی کمسن نقی امام

۱۲۴

اوقات میں تھا گم ہوا ابن شہ نجف
اصحاب ہم [illegible] زیادہ سے تھے ہر طرف
کرتا [illegible] علم [illegible] وہ شرف
[illegible] سے [illegible] تھے [illegible]
عمل تھا پدر بھی ان کے تھا [illegible]
قرآن سے [illegible] کسی طرح

۱۲۵

اک دن کہ جا رہے تھے راہ میں [illegible]
[illegible] سے کے ساتھ تھا [illegible] کمال
[illegible]
[illegible] نہ [illegible] جلال
[illegible] کے ساتھ [illegible] چھوڑ کر
[illegible] منہ کو موڑ کر

۳۲۶

مامون تم کے بولا کہ اے طفل بے نوا
کیوں باپ کے ساتھ تو بھی نہ بھاگا نہ ہو گیا
شہزادہ ہنس کے بولا کہ رستہ وسیع تھا
مجرم نہ تھا یہ اور نہ کی تھی کچھ خطا
وہ بولا میری سطوت شاہی کا ڈر نہ تھا
فرمایا تیرا دل ابھی مائل بہ ثروت

۳۲۷

پوچھا جو نام باپ کا اُسے شہنشاہ اتقیا
میں ہوں محمد ابن علی رضا وصی
یہ سُن کے بادشاہ نہایت خجل ہوا
یاد آ گیا رضا کی شہادت کا ماجرا
مغموم ہو کے شاہ غریب الدیار پہ
میدان کی طرف ہوا راہی شکار پہ

۳۲۸

پہونچا شکارگاہ میں جب وہ بد گہر
تیتر ہوا پہ اڑتا ہوا آیا اک نظر
چرخی کلاہ باز کے سر سے اُتار کر
چھوڑا شکار کے لیے اُسے بصد ہنر
باز اُس کے پلٹا اور اُسی سمت اُڑ ہوئے
ششدر میں زبان کی طرح سے ابھی پہ ہوئے

۳۲۹

مٹھی میں بھی پکڑے پھر آپ جب وہ بدگماں
پھر پہنچا جلد کے رہ گیا شہزادہ جہاں
مامون بولا آپ کے والد تھے غیب داں
بتلائیے تو کیا ہے مرے ہاتھ میں نہاں
فرمایا سب خبر نہ سمجھ بے خبر ہیں ہم
علم خدا کا شہر ہے جس کے در ہیں ہم

۳۳۰

جل اٹھیں جبکہ گاہ میں دریا کے قہر دار
[illegible] رستے میں کرتے ہیں شکار
[illegible] مچھلی [illegible] قدرت سے شکار
اور [illegible] مچھلیاں اُس میں بے شمار
باز شکار کر کے جو شہباز لاتے ہیں
ہم اہل بیت راز الٰہی بتاتے ہیں

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۳۰۶

اک آن زندگی میں نہ راحت ہوئی نصیب
بغداد میں رہا تو لقب ہو گیا غریب
ثابت قدم رہا اگر ایماں کا طبیب
پہونچایا فیض سب کو جو تھے دور یا قریب
دشمن رہا زمانہ معاندِ خدا رہا
دریا کرامتوں کا بھی جاری سدا رہا

۳۰۷

دجلہ کا واقعہ بھی کسی سے نہیں نہاں
بیٹھے ہوئے تھے تخت سلیماں پہ شہ زماں
آگاہ معجزے سے کی ضرورت ہوئی عیاں
پھینکی انگوٹھی آپ نے پانی کے درمیاں
مچھلی میں اضطراب جو تھا دور ہو گیا
دریا تمام تخت کے نیچے بھی دور ہو گیا

۳۰۸

دستِ صبا سے کھا گئیں موجیں تھپیڑیاں
وحشت سے کھل گئیں حبابوں کی مٹھیاں
تھیں غرق بحر بادۂ اعجاز مچھلیاں
ساحل کے لب پہ جوش تھے ساکن تھیں کشتیاں
پانی کی تہ میں دم آبی بھی ہو گئے
سارے حباب ساغرِ معکوس ہو گئے

۳۰۹

ساقی کنارے دجلہ پہ ہے کیا اہتمام
مچھلی کی سی جو پی ہوا سے ہوں شاد کام
دکھلا رہا ہے معجزہ میرا نواں امام
تھوڑی ہی سی زمیں میں ہے کا ایک جام
دامانِ تر کو خشک کرے جو وہ آب ہے
توبہ کے بعد جس کو پیوں وہ شراب ہے

۳۱۰

جس مے نے دل کو ساغرِ عرفاں بنا دیا
جس آگہی سے حق آگہ انساں بنا دیا
ذرے کی ہیچ شی کو سلیماں بنا دیا
کافر کے ہستی والے کو مسلماں بنا دیا
پیالہ شرابِ الفتِ حیدر میں مل گئی
پیری کی اہلبیت پیمبر میں مل گئی

۱ھ

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۲ھ

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۳ھ

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴ھ

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۵ھ

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

قطعہ

مطلع کو جو سمجھتا ہے یہ گوہر اسکے آبدار
ساکن ہو [illegible] کشتی [illegible]
جس نفس نہیں ہے [illegible] میں بھی نہ ہو نہار
ہاتف کی ہے ندا کہ اسی کا ہے اعتبار
چلتا ہے جو بحکم علی بیڑا حیات کا
جس نے [illegible] بنا سفینہ نجات کا

قطعہ

[illegible] بلند تھا
خیبر میں نیزہ پار [illegible] تھی
[illegible] شمشیر عطا
ہے شان [illegible] سے دریا رواں ہوا
کیا خاتم النبی کا ہے معجزہ کی شان
مشکل کشا علی ہے جہاں پنجتن کی شان

قطعہ

روشن ستوں کو [illegible] گھوم کر
جیسے زمیں پہ رکھتا کوئی [illegible] قدم کر
روح الامین [illegible] گھوم کر
کرتے تھے [illegible] گھوم کر
مجھکو صدائے قلقل مینا جو آتی ہے
لا سیف الا ذوالفقار [illegible] صاف آتی ہے

قطعہ

ہجرت کی شب تو فرش رسول خدا پہ تھا
معراج میں گذر تو عرش علا پہ تھا
سمجھے ہیں دوش پاک حبیب خدا پہ تھا
خیبر میں در تو ہاتھ میں تھا پھر ہوا پہ تھا
یہ فیصلہ ہے قول رسول جلیل پر
قائم ہے پاؤں تیرے پر جبرئیل پر

قطعہ

جو رسا پہ حبیب خدا کے پہنچے ہیں
سب غلام سن خلد میں ادریس بیٹھے ہیں
عیسیٰ فلک پہ پھرتے ہیں دم ان کے جیتے ہیں
الیاس و خضر بھی تو یہی بادہ پیتے ہیں
یوسف کے پیرہن کی جو نکہت بنی ہے یہ
یعقوب کے لئے بھی بصارت بنی ہے یہ

۵۱

جو وقت مجھ سے کی ضرورت نہیں رہی
کہنے لگا غلام سے یہ شاہ متقی
انگشتری نکال کے سب بات پوچھ لی
پھر کچھ نہ تھا جو عہد سے [illegible] کی
[illegible] و دیر تھے کہیں بیٹھے تمام پر
نہ تجھ میں ملیں جا و [illegible] سے اے امام پر

۵۲

دنیا کا مال گرچہ بظاہر نہ پاس تھا
تھے مالک خزانۂ اسرار کبریا
رہتا تھا رنگ چہرے پہ بخشش و عطا
زنبیل سے کبھی یہ تو کہتے تھے [illegible]
مقبال [illegible] قدرت حق [illegible]
[illegible] نہ تھی [illegible]

۵۳

اک دوست نے دو درہم و دینار اٹھا لیے
باندھ کے پیس کھوٹے تھے وہ سکے جتا لیے
سلطان دیں نے آکے وہ صدقے میں لیے
جیسے کہ [illegible] سے [illegible] ملا لیے
اک قدم سے خلق کی تقدیر بن گئی
[illegible] اکسیر بن گئی

۵۴

مٹی کی خاک پر نہ رہی [illegible]
دیکھا جو خاک کو گل [illegible] سے کم نہ تھا
اک روز ہاتھ آپ نے منبر پہ رکھ دیا
اسپ [illegible] سے [illegible] کیا
منبر [illegible] سے [illegible] ہو گیا
تازہ [illegible] گلشن [illegible]

۵۵

ہر چند دشمنوں میں [illegible] شہرہ ہوا
[illegible] کہ ایسا ہوا
[illegible]
[illegible] دوہرا [illegible]
[illegible] تکلیف [illegible]
[illegible] دست [illegible]

ولہ

[illegible]

ولہ

[illegible]

ولہ

[illegible]

ولہ

[illegible]

ولہ

[illegible]

۵۶۱

اک روز آیا خدمت مولا میں ایک پیر
کی عرض یہی کہ ہوں کم بخت کا ہوں فقیر
ہے سو برس کا سن مرا اب عمر ہے اخیر
اکلوتا میرا بیٹا ہے اس کے سب ستمگر
ماں باپ کے شکستہ دلوں کا سہارا ہے
خنکی چشم ہے وہی آنکھوں کا تارا ہے

۵۶۲

جرم ولا میں قید ہوا ہے وہ بے خطا
نافذ ہوا ہے حکم یہ قاضی شہر کا
اس نوجوان کے باندھ کے رسی میں ہاتھ پا
پھینکو فراز کوہ سے ہو جائے تا فنا
خلقت میں عزیزوں کے مرا وہ جاتا ہے
قاضی جو شہر کا ہے وہ ہمراہ جاتا ہے

۵۶۳

فرمایا شاہ دیں نے کہ اللہ ہے کرو صبر
یہ سن کے وہ خموش ہوا کرکے دل پہ جبر
پر آنکھوں سے سسکیاں لیں اشک بہتے تھے مثل ابر
گھر میں تو وہ گیا اِدھر آنکھوں میں شکل قبر
زوجہ نے دی صدا کہ اے نور نظر کو لاؤ
جاتی ہے میری جان کہ لخت جگر کو لاؤ

۵۶۴

مولا سے بھیجے تو کہا تھا وہ نونہال
شوہر نے کہا ہے صبر کہ ہے میرا دل ملال
پاؤں میں ہوں پڑی جان ہو رہی ہے نڈھال
بولی وہ مومنہ ہے عقیدہ مرا کمال
شوہر نے کہا ہے صبر کو صبر اچھا ہوتا ہے
کڑوا ہے یہ درخت اثر میٹھا ہوتا ہے

۵۶۵

باتیں یہ ہو رہی تھیں ادھر اور اُدھر
دکھلا گیا ہے سخی مرتضیٰ شہ ولایت
لایا گیا جبل پہ وہ بیکس شہ نجف
آواز دی کسی نے غیب سے اذا لا تخف
قدرت نے اختیار دکھلا کے پہاڑ پر
وہ شخص آسمان سے آئے پہاڑ پر

۷۶۶

ابتر قبا شیشے کے پہنے تھے لباس
پوچھا یہ اُس نے کہ تو کیوں آیا ہے پاس
اُس نے سنایا اور اُٹھا لیا پردہ پاس
اُن میں سے ایک فرشتہ گیا اُس جوان کے پاس
بالقوہ اسکا مقام کر کہا کہ خوش نگاہ دیکھ
اعجاز اہلبیت رسالت پناہ دیکھ

۷۶۷

یہ کہہ کے یوں کرشمۂ قدرت دکھا دیا
قاضی کو اُس جوان کی صورت بنا دیا
ویسا ہی اک لباس بھی اُسکو پنھا دیا
دونوں میں امتیاز جو تھا سب مٹا دیا
مجرم سمجھ کے فوج نے قاضی شہر کو
پھینکا رسن میں باندھ کے امروز و دہر کو

۷۶۸

عیسیٰ کو آسماں پہ خدا نے اُٹھا لیا
اُنکی شبیہ دار پہ کر دی تھی رونما
اس شبیہ کے لیے بھی یہی واقعہ ہوا
حق نے بچا لیا دشمن ہوا فنا
آنکھیں ذرا سے پردے سے پیر مغاں نے
قاضی کی جستجو بھی نہ کی اہل زمانے نے

۷۶۹

اُس طفل کو ہوا پہ بٹھا کر بشکل نور
لائے حضور شاہ فرشتے بصد سرور
بیٹھے تھے جانماز پہ شاہ نشہ غیور
کی عرض ادب کے ساتھ کہ حاضر ہے یہ حضور
فرمایا شاہ نے یہی خدمت کیا کرو
تم میرے دوستوں کی حفاظت کیا کرو

۷۷۰

ہاتھوں کو چوم کر وہ فرشتوں سے جدا ہوا
مولا کے سجدے میں پھر ایک شب رہا ہم فدا
گردش میں ہم ہیں تیس ہزار اس سے پیشتر ہوا
نامعلوم ہوتی ہی امانت پہ ایسی سزا
جسم کسی محب کو مصیبت میں دیکھتے ہیں
زوار حق سے ہم بھی امداد چاہتے ہیں

۱کہ

پہونچا بھوکا جو مجلس سے امام تک پیر
تو سب تھے خدا نے اسے بخشی اے پیر
جا سوئے قاف اب کہ ہو تاریک تیرا گھر
پہونچا جو زندہ وہ ہوئے بیہوش در و بدر
تو نہ ہوئے دلوں میں توانائی آ گئی
پھر سب پلٹ کے آنکھوں میں بینائی آ گئی

۲کہ

ان مجرموں سے تنگ بہت تھے اہل کین
جا جا کے کان بھرتے تھے حاکم کے وہ لعین
اک روز اس فقیہ سے کہا ہے کے خشمگین
آئے ہمارا مطلب مخصوص ہے کہیں
آیا جو وہ تو حکم دیا جا متقی کے پاس
گانا بجانا آج ہو اس متقی کے پاس

۳کہ

گانا سنا سے کر دو بتلا ہے یا رب
بولا وہ بے حیا کہ اسی وقت میں گیا
ریش دراز اس کے رشتہ سے بھی ہوا
تھی وضع منحرفی وہ تھا خود بھی مسخرا
آیا وہ خدمت شہ والا صفات میں
لکڑی تھی ایک ہاتھ میں ستار ایک ہاتھ میں

۴کہ

آتے ہی اپنا ساز حضرت کے بے ادب
کچھ گنگنایا اٹھا کر لگا سے شور و شغب
پس مرو بہ جب ہو کر حکم ستار اب
سنتے ہی بدحواس ہوا وہ کے عرب
کانپا یہ جسم چھوٹ پڑا ساز ہات سے
گانا بجانا کا ہو گیا محروم بات سے

۵کہ

گو نکالا ہوا ہمیشہ کو وہ بانی بعث
حاکم کے پاس پہونچا تو بالکل خموش تھا
ناموں بولا جو تو تا بہ سحر ایک
یہ سے زبان اشارہ کیا کچھ نہ کہہ سکا
ظالم یہ حال دیکھ کے حیران ہو گیا
اس معجزے سے اور پریشان ہو گیا

۷۶

ہر چند بیٹی دیکھ چکا تھا شہ کو وہ شقی
لیکن ہمیشہ ابن رضا سے رہا یہی
دختر نے ایک شب جو کیا شکوہ شقی
اسوقت نشے میں تھا وہ مردود ابتر دی
خود سوئے منزل شہ صابر رواں ہوا
شمشیر اٹھا کے قتل کی خاطر رواں ہوا

۷۷

دختر کو ساتھ لیکے جلادوہ زبوں شعار
سوتا تھا ایک حجرے میں یاں کا تاجدار
تلوار یں ماریں شاہ کو بیحد و بیشمار
اپنے خیال میں کیا صد پارہ جسم زار
رکھی گلے پہ تیغ جفا قطع سر کیا
مطلق نہ خوف ظالم نے اسکے اثر کیا

۷۸

اسکو اور اسکی بیٹی کو آتا تھا یہ نظر
سمجھے یہ مر گئے ہیں جسد ہے زمین پر
دل میں شریر خوش تھا یہ احوال دیکھ کر
آیا محل میں پھر کے کٹی شب ہوئی سحر
اترا جو نشہ بیٹی نے سب ماجرا کہا
شرمندہ ہو کے بولا اسے تو نے کیا کہا

۷۹

واقف نہ تھا زمانے میں جسکو نہیں مفر
سمجھے ہے شہید ہو گیا وہ شاہ نامور
اسوقت چونکہ نشے میں تھا کچھ نہ تھی خبر
یاسر سے بولا جا ابھی شاہ امم کے گھر
ہر اک دیر نہ اب ایک آن کر
جلد اسکے چھپنے کیفیت انکی بیان کر

۸۰

یاسر کہے بیان اگر ہو سکے جو میں یہاں
سمجھو کہ کہہ رہا تھا وہ اللہ کی زباں
میں جب ادن گھر میں گیا تھا ابھی گھر ان
زخمی ضرور ہوئے تھے شہنشاہ انس و جان
محسوس میں ہوا تو کچھ حیرت نظر پڑا
پر جسم تمام صندل جنت نظر پڑا

۵۵۱

بابر نے بطور عوض کی لے عرض وہ زن
مجھ کو عطا ہو وے آپ جو پہنے ہیں پیراہن
بابر نے کیا اس خلعت کو دل سے [illegible]
بولا وہ با ہمہ کہ جو ہے یہ زیب تن
[illegible]
بابر نے بھی دعا بھی شکر خدا کیا

۵۵۲

دیکھا یہ [illegible] شاہ و ملک سپہر
کوئی نہ زخم تھا نہ خراش آئی کچھ نظر
رخصت ہوا امام سے وہ با دل [illegible]
ہمایوں [illegible] تھا اسے جا کے دی خبر
خوش ہو [illegible] سلامت [illegible]
[illegible] امام ہے

۵۵۳

ہمایوں نے خوشی میں کیا سجدۂ خدا
انعام اس کو دے کے یہ تیار کیا
دنیا میں ہزار سے [illegible] آباد یا
[illegible] امام [illegible] اٹھا
[illegible] حضور
[illegible] حضور

۵۵۴

بابر نے شاہ کو دیا ہمایوں کا پیام
تشریف لے گئے [illegible] کی جب امام
تعظیم اسکے پاس [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۵۵۵

یہ بھی [illegible] وہ عالم [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۵۷۶

لکھتی تھی روز باپ کو چھوٹی خطائیں
شہ کے خلاف گو وہ تھی تھی وہ ضدی کہاں نہیں
عالی جو رشتہ دار وہ تھی بھی تھیں چاہئیں
اور وہ بھی تھیں باپ کی بیٹی بجا نہیں
بے خوف یا اذن یا وہ خلافت پہ ضد نہ تھی
پھر بھی وہ شمس تھے میں وہ تابع کری نہ تھی

۵۷۷

عالم کی جواب میں لکھتا تھا صاف صاف
اچھا نہیں ہے حکم الٰہی سے انحراف
پیچیدہ باتیں مجھ کو نہ لکھو فرع باف
لیکن بہت ہی بھائی بہت تھے خلاف
دشمن رہی ہمیشہ امام حسین کی
مولا کا فخر تھی وہ بیٹی امیر کی

۵۷۸

دو وادوں یا تینوں کی بھی دشمن رہی مدام
سُن بھی تھی کہ بہکی تھی اس سے کھو کام
تبلیغ دین حق سے بہا شاہ دین کو کام
تیرہ برس کا سن تھا سات برس تک رہا امام
پھیلایا نور علم وہ کا فاق سے کے نور سے
حل کر دیئے ہزاروں مسائل حضور نے

۵۷۹

جب پایا بار اذنِ رسالت امام پر جفا
اور معتصم کو تخت خلافت کا مل گیا
لکھا یہ ام فضل نے مسکرا کے جب
بلوائے مدینے سے مجبور ہے خدا
احکام حق پہ چلنا مجھے نا پسند ہے
عاجز ہوا لگ سے ہوں مری پا جان سے

۵۸۰

مکالمہ ذی تھی یہ خط میں کیا ستم
کچھ دن لئے بیکس پاس بھی آئیں شاہ اُمم
عبد الملک نے کا عام تھا بد ستم
ہمسکو دال کے سے کہا یہ مضمون سے ستم
غفلت نہ کی کہ سمجھی میں ذرا نہ کر
آئیں نہ وہ حضور سے انکو روانہ کر

۵۹۱

عبدالملک کی جیسے بر آئی دلی مراد
مولا کے علم و فضل سے رکھتا تھا وہ عناد
ہر دم رجوع خلق سے برہم تھا بدنہاد
مجبور اس نے قبلۂ دیں کو کیا زیاد
فاسد ارادے اس کے جو معلوم ہو گئے
آمادۂ سفر شہ مظلوم ہو گئے

۵۹۲

رخصت ہو کے سب سے بصد حسرت و ملال
کی عرض اک عجب سے نئی تشویش ہے کمال
کب واپسی کا قصد ہے یا شاہ خوش خصال
فرمایا اب پلٹ کے نہ آئیگا خستہ حال
تعداد سے دنوں کی خدمت میں جانا ہے
اور اپنے دادا جان کا پہلو بسانا ہے

۵۹۳

اب یہ سنو کہ بعد ہو گا مراد کرما امام
جس بچے کا لقب ہے نقی اور علی ہے نام
حسرت سے جد کے روضہ کو شہ نے کیا سلام
سوئے بقیع کر کے اشارہ یہ تھا کلام
آئے ہیں سب جہاں سے گذرنے کے واسطے
آزادی جان جاتا ہوں مرنے کے واسطے

۵۹۴

بعد اس کے شاہ دیں ہوئے بغداد کو رواں
بلوایا معتصم نے جو پہنچے حق نشاں
مسند پہ اپنے پاس بٹھایا بعز و شاں
اور علم و فضل سے ہوئی داخل مکاں
کی چند روز عزت و حرمت امام کی
لی جان پھر لعین نے شاہ انام کی

۵۹۵

مدت سے [illegible] لوگ تھے خلاف
[illegible] تھا اختلاف
[illegible]
[illegible] صاف
[illegible] عظمت و [illegible]
[illegible]

٩٦٦

اس واسطے ہوں قطع وفا کی [illegible]
جو برکات [illegible] جاوداں
مولا کی بات سے ظہور ہوا خوش وہ بدگماں
کٹ کے دل میں نہ گئے وہ سارے [illegible]
ہر جنبش پہ بیش صاحب علم رجب رہا
داؤد کا پسر جو تھا علامہ رجب رہا

٩٦٧

چھوڑا ان سے کہ [illegible] ارادہ
اس وقت یاد آ سکے [illegible]
جب باغیوں سے گلشن [illegible] گیا تباہ
تھی کربلا میں لاکھوں [illegible] سپاہ
شاہ لوگ سے کاٹے در خیبر شکن کے ہاتھ
گھوڑوں سے قطع کر دیئے ابن حسن کے ہاتھ

٩٦٨

جالب نے جند سے کہ سب یہ نبی کی بات
سچ کہا یا [illegible] حقیقی ذات
کہ میں حدیث میں بیان کروں [illegible]
[illegible] تھا معتصم بھی مگر آل شہ کی بات
بات نا گوار [illegible] داؤد کو ہوا
[illegible] اسی مردود کو ہوا

٩٦٩

ہو سچی جند روز [illegible] گیا
خلوت میں معتصم کی [illegible] اور کیا
[illegible] ستم بتا [illegible]
بہن زاد تھا علی اور [illegible]
ام جعفر داد تحت حکومت [illegible]
اس بد [illegible] سب [illegible]

٩٧٠

تب اس نے [illegible]
[illegible]
پڑھتا تم اگر [illegible]
تیری سلطنت کا [illegible] کچھ پتا
تیرے سے ہر ایک [illegible] میں کیا کہوں
تو ہی نکال [illegible] طریقہ میں کیا کہوں

بند ۱

پہنچی ہوئی یہ بات تھی فوجِ یزید تک
اک پیر تھا کمان عداوت میں بڑھ گیا
دل سے پسند آ گیا اسکو یہ مشورا
جا کر کہا یہ جعدہ سے اے بیوی دلربا
یہ زہر دے کے تو حسن کو تو حاصل بتا بھید
لیکن کسی پہ کھلنے نہ پائے وہ بات بھید

بند ۲

راضی وہ ظالمہ ہوئی ملعون خوش ہوا
انگور دانے میں بھرا زہر پُر دغا
شاہ ہدیٰ سے کھانے کو اصرار سے کہا
انگور رکھا یا تھا کہ اجل کا تھا سامنا
ایسا اثر ہوا دل اندوہناک پر
آیا ورم امام کے سب جسم پاک پر

بند ۳

رونے لگی دکھا کے بہت وہ بے حیا
فرمایا شہ نے روتی ہے کس لیے بھلا
دنیا میں اپنے جرم کی پائے گی یہ سزا
ہو گا وہ عرض وہ جس کی ہے نہ دوا
مسموم آنسوؤں سے کر کے وہ دکھڑا گئی
کہتی ہی کیا جواب میں چپ ہو کے رہ گئی

بند ۴

مسموم شاہ دیں ہوئے جس زہر ایک کا تھا
باقی نہ اسم کا تعین نہ پتہ سا وہ تھا
البتہ راویوں نے لکھا ہے جدا جدا
ترکیب کیا تھی زہر کی تھا کون واسطہ
تاریخ کی کتابوں سے یہ اقتباس ہے
جو قول ہیں لکھا وہ قرین قیاس ہے

بند ۵

جب زہر رفتہ رفتہ اثر اپنا کر چکا
دو چار روز بعد شہِ دیں کی قضا
جو وقت موت آ گئی یہ بیکسی کا حال تھا
ہمراز نہ تھا کوئی نہ تھا ایک ہمنوا
غربت تھی ایک عالم اندوہ و یاس تھا
نے اقربا قریب نہ فرزند پاس تھا

یوں تو ہر اک امامؑ پہ ہوتی رہی جفا
پایا کسی نے زہر کسی کا گلا کٹا
زندہ ہے اک امامؑ اسے قائم رکھے خدا
کمسن کوئی جناب تقیؑ سے سوا نہ تھا
واقع ہوئی تھی موت جب اس نوجوان کی
اس وقت عمر پاک تھی پچیس سال کی

مثله

یوں سب پہ ہی جفا ہے کہ جو کچھ ہوا الم
دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے کیا کیا بیاں ہجوم غم
اچھا نہ تھے جناب تقیؑ ہادیؑ امام
آئے برائے خدمت آخر بچشم نم
غسل و کفن کے بعد پڑھی کی نماز بھی
دفنا دی خود ہی لاش امامؑ جوادؑ بھی

مثله

جیسے جناب موسیٰؑ کاظم کا ہے مزار
دادا کے پاس دفن ہوا وہ فلک وقار
یاد آیا پھر مسافر زہراؑ ہوں بے قرار
آئے تھے قید خانے سے سجادؑ سوگوار
ماتم کیا تھا بادشہ خاص و عام کو
دفنایا تھا امامؑ نے لاشہ امامؑ کا

مثله

پنہاں ہوئے جناب تقیؑ بھی تہ مزار
بالائے سقف دوست احبا تھے اشکبار
کیا لکھوں حال لاشۂ شبیرؑ نامدار
سر شام میں تھا جسم تھا رن میں [illegible]
اعضائے جسم شاہ شہیداں تھے کٹے
تھے منتشر جو پارۂ قرآں تہ کٹے

مثله

اک لاش کے بھی تن پہ نہ سر تھا نہ گرد راہ
بے سر ہی دفن ہو گئے سب عابدی ماہ
خونیں لباس جسم پہ تھا بس کفن بجا
دو چار قبریں بن بیکس با صالت شاہ
جنگل کو رشک غیرت بستاں بنا دیا
اور اک جگہ پہ گنج شہیداں بنا دیا

۱۱۱

کر اے خبیر ختم سخن یہ مضمون تابکے
دراصل خوب ہے جوہر نظم و بیاں دکھائے
یہ داستانِ فراستِ مرحوم سے بتائے
سایہ ہمارے سر سے اٹھا اُن کا ہائے ہائے
[illegible] ہو یہ طرزِ شعر یقین کو
پہنچے ثواب اس کا فراست حسین کو

تمام شد

مصنّف مرثیۂ ہذا سید سرفراز حسین صاحب خبیرؔ کو علاوہ حضرت اوجؔ و رفیعؔ مرحوم کے جناب میر فراست حسین صاحب فراستؔ مرحوم زیدپوری سے بھی تلمذ حاصل ہے جناب فراستؔ اعلیٰ اللہ مقامہ نے بتاریخ ۲۷ صفر سنہ ۱۳۷۲ھ بمقام زیدپور انتقال کیا

تصنیف مرثیۂ ہذا بتاریخ

۲۰ دسمبر ۱۹۵۲ء

باختتام رسید

رباعی خبیر

کیا ناخن پیری کی خراشیں نکلیں — گویا دل صد چاک کی قاشیں نکلیں
دانتوں نے دہن چھوڑا قیامت کی ہے بات — اک قبر سے بتیس یہ لاشیں نکلیں

دیگر

رہتی تھی جو ذلتوں کی بانی پہنچی — بدنامی دنیا کی نشانی پہنچی
طفلی نے نہ پیری نے دیا ساتھ خبیر — جنت میں مرے پاس جوانی پہنچی

دیگر

آزادی دنیا سے اسیری اچھی — سرکش جو شباب ہے تو پیری اچھی
بندوں میں خودی کی شان آجاتی ہے — ہمکو تو امیری سے فقیری اچھی

مرثیہ ۱۲

بس بارہ اماموں میں یہی چار علیؑ ہیں

تعداد بند (۱۱۰)

در حال امام علی نقی علیہ السلام

مصنفہ

سید سرفراز حسین رضوی

مطبوعہ

نظامی پریس آصفی پھاٹک لکھنؤ

باسمہ

زیارت حضرت امام علی نقی علیہ السّلام

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَصِيَّ الْاَوْصِيَاءِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اِمَامَ الْاَتْقِيَاءِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حُجَّةَ اللهِ عَلَى الْخَلَائِقِ اَجْمَعِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَلَفَ اَئِمَّةِ الدِّيْنِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَا الْحَسَنِ يَا عَلِيَّ بْنَ مُحَمَّدٍ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا التَّقِيُّ الْعَسْكَرِيُّ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نُوْرَ اللهِ الْمُضِيْءُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ

تاریخ ولادت باسعادت ۵ رجب ۲۱۴ھ تاریخ شہادت ۳ رجب ۲۵۴ھ
جائے دفن سامرہ

بس بارہ اماموں میں یہی چار علی ہیں
پہلے تو بلا فصل پیمبر کے وصی ہیں
پھر حضرت سجاد ولی ابن ولی ہیں
ہیں ایک غریب الغربا ایک نقی ہیں
تولیت نبی وصف ہر ایک علی کا
اللہ کا ہے ذکر جو ہے ذکر نبی کا

۲

کونین میں اللہ کا ہے ذکر عبادت
پھر طاعت حق آل محمد کی ہے مدحت
اس کی ہوتی ہے [illegible] علی پر جو طبیعت
پہنا ہے قلم نے [illegible] ملبوس نظافت
لکھی جو ثنا صفحہ کاغذ پہ نقی کی
جب غور سے دیکھا تو وہ مدحت تھی علی کی

۳

کم سن تھے پدر سے جو مقدر نے چھڑایا
اور داغ یتیمی دل نازک پہ اٹھایا
خالق نے انہیں مسند تبلیغ پہ بٹھایا
اقلیم شریعت کا شہنشاہ بنایا
اس عمر میں عہدہ جو امامت کا دیا تھا
اللہ نے ہر عیب سے معصوم کیا تھا

۴

دریا ہدایت کا ہر سمت کو جاری
بن بن کے گھٹا آئی تھی رحمت باری
اسلام کے گلشن میں چلی باد بہاری
سرور [illegible] سے جانے لگی ناری
[illegible] حضرت کو ملی ہیں
سب پھول [illegible] امامت کا [illegible] چمن میں

۵

سرتاج سے ایمان کے محمد بھی علی بھی
حیدر سے تھے اولی الامری کا ہادی بھی ولی بھی
سبط فاطمہ کا باغ [illegible] بھی
عصمت کا [illegible] ہادی بھی نبی بھی
تجنیس [illegible] سجاد [illegible] علی ہیں
اک نقطہ کا ہے فرق نقی اور تقی ہیں

۶

اکٹو نقی صاحب معراج کے دلدار
تھے زینت مجلس صفت احمد مختار
عمار بن زید بھی تھے حاضر دربار
وہ شخص کہ کیا جس نے بہ جانے تہی کار
پہنچے ہی بالائے ہوا شاہ زماں تھے
جھپکی نہ پلک بھی کہ نگاہوں سے نہاں تھے

۷

جبریل نے کی عرض جو حکم ہو براق آئے
کہ دیکھے ہم دم پہ قدم بھی شرف پائے
پھول اپنے بچھا دو کہ گلستان [illegible]
معراج کے منظر شہ کونین دکھلائے
دم بھر میں گئے مثل نبی عرش پہ مولا
تھے عرش پہ مولا اور ابھی فرش پہ مولا

۸

پھر ابر چلا آگیا وہ تخت سلیماں
یا جھونکے سے جیسے آگئے [illegible]
یا پھر شرف میں تھا جہاں پر ایماں
یا عرش سے نازل ہوا تھا کہ جیسے قرآں
ہمراہ تھا شہ کے چمن راز کا طائر
اڑتا ہوا اک گلشن اعجاز کا طائر

۹

پہنچا کہ سحر سے در زنداں بھی ستمگار
تھا ورد زباں کلمہ توحید بتکرار
کہنے لگا حضرت ہیں وہ اے قلعہ مختار
صدقے قدم شہ پہ ہے جنت کا بھی گلزار
کیا حکم ہے آیا ہوں کہ جاتے ہیں وہ جاؤں
خدمت میں تمہاری ہوں کہ فردوس میں جاؤں

۱۰

غل تھا کہ نہیں شان شہ معجزہ آرا
اترا تھا کہ وہ نہیں تھا کہ جھمید میں ستارا
راضی جو ہوا مالک فردوس کا پیارا
پھر آگیا وہ صحن جہاں [illegible] کے اتارا
پہلے سے ہوا شہر میں [illegible] زیادہ
خوش تھے خوش آواز و خوش آہنگ زیادہ

۱۱

رنگین و طرح دار تھے مرغ جناں اور
اس طائر مخصوص کی حالت پہ کیا غور
کہتے تھے کہ اس وقت میں کچھ اسکے ہیں طور
ممتاز ہوا سارے پرندوں میں وہ فی الفور
طائر نے کہا آتا ہوں گلزار علیؑ سے
عزت یہ ملی ہے مجھے دربار نقیؑ سے

۱۲

اے صل علیٰ ذات نقیؑ سید ذیجاہ
مختار جناں شاہ زماں عاشق اللہ
بعد نقیؑ عرش نشیں تیرہ برس آہ
یثرب میں رہا منزل الاسلام کا وہ ماہ
عباسیوں کا دور تھا اور پھول علیؑ کا
تھا عمر ہوں کے بیچ میں وہ جا نبیؐ کا

۱۳

عبداللہ مردود مدینے کا تھا والی
ایماں کا عدو دشمن شاہنشہ عالی
حضرتؑ کی سیاست نے کوئی راہ نکالی
خط میں متوکل کو لکھا بھیجا یہ والی
سادات میں اس وقت بدخواہ بھی ہیں
اک فوج کی ترتیب میں ان روز نقیؑ ہیں

۱۴

کذاب نے جو لکھا تھا وہ مجبور تھا یکسر
واقف ہو جو اسلام سے فرزند پیمبر
حضرتؑ نے بھی خط بھیج دیا اسکو یہ لکھ کر
والی نے جو تحریر کیا مجھ کو نہ باور
کچھ بھی نہیں ہمدم ہو وہ بدخواہ نبی کے
بے فائدہ کہتا ہے غلط آل نبیؐ سے

۱۵

یہ دونوں خطوط اسکو بیک وقت ملے جب
حضرتؑ کو خوشامد سے لکھا شوق میں تب
واقف تھا سلطان ان باتوں سے کیا ایک مطلب
والی مدینہ کو بھی معزول کیا اب
ہرگز نہ قدم راہ عداوت میں دھریگا
اب اسکی جگہ کام ابوالفضل کریگا

١٦

پھر بھیجا گیا شہ کو یونہیں نامے پہ نامہ
ہر خط میں وہ مکار یہ لکھتا تھا ہمیشہ
مشتاق زیارت ہے غلام آپ کا آقا
سرکار مع اہل و عیال آئیں تو اچھا
باہر نہیں ہے آپ کی خدمت سے یہ خادم
محروم نہ رہ جائے سعادت سے یہ خادم

١٧

ہر نامے کے مضمون ہوا کرتے تھے ایسے
شبیر کے پاس آتے تھے خط کوفہ سے جیسے
عیاریہ سلطان ہوا کرتے تھے کیسے
یہ جیسے تھے وہ شامی و کوفی بھی تھے ویسے
یہ اہل ستم پیشہ زبوں کار تھے دونوں
چالاک تھے غدار تھے مکار تھے دونوں
سفاک

١٨

آخر تو کل نے کیا تازہ ستم آہ
دربار سے کچھ حق کے مخصوص تھے ہمراہ
اک فوج جو ہوگئی با شوکت و با جاہ
اس سب کو بن ہرثمہ کے کر دیا ہمراہ
بھیجا طرف شاہ نمائندہ بنا کر
سمجھایا بن ہرثمہ کو گوشے میں جا کر

١٩

کیا کہہ دیا چپکے سے یہ معلوم نہیں ہے
اک خط بھی دیا شاہ کے نام اپنے لکھوا کر
یہ کہیو ہوا خواہ ہے سردار لشکر
حاضر ہیں اطاعت کو جو فرمائیے گر
جس طرح بھی ہو سید ابرار چلے آئیں
ممنون ہیں ہونگے سرکار چلے آئیں

٢٠

یہ خط جو ملا قبلۂ ارباب صفا کو
مولا نے کیا یاد شہ کرب و بلا کو
مطلب یہ تھا آآ وہ بیت غم ارجعا کو
یہ نعمت حق سمجھا ہوں ایک بلا کو
نامہ طلبی کا نہیں پیغام قضا ہے
یہ آپ کا فرزند بھی پابند رضا ہے

٢١

بڑا ہوا تھا بس کہ بلانے کا قرینا
انداز حرارت کا بالفاظ دگر تھا
محفوظ رہیں تا کہ رہے دوست اچھا
انکار رہنا سب نہیں سمجھے یہ والا
بولے یہ ہیں ہم تم سے شاہ چلوں گا
بچا کو فدا ہیں
اشتر نے جا کے ہمراہ چلوں گا

٢٢

بہتر ہو جو اک ہفتے کی دے مجھ کو مہلت
وہ بولا مناسب ہے بڑے شوق سے حضرت
احباب میں پایا ہوا اک شور قیامت
بیر نے کہا اے سے پیمبر کی ریاضت
حیدر سے چھٹا چھوڑا حسین ابن علی نے
پھر موسی کاظم نے رضا اور تقی نے

٢٣

دسواں چمنستان امامت کا جو ہوگا گل
تیار سفر کے لئے اس وقت ہے بالکل
نور صمدی شمع شبستان توکل
اندیشہ یہی ہے متوکل نہ کرے گل
دنیا میں جلا ہے یہ لاامامت کے سوا کیا
پھر بزم شریعت میں ہے ظلمت کے سوا کیا

٢٤

ہر چار طرف پھیلا تھا دود غم ہجراں
اور کچھ یہ پتا رکھتے تھا سرنشہ ایماں
ناگاہ دیا حکم نے جانے کا ساماں
خیاط جو آئے تو سیا دربار فرماں
کرتے ہے کہ ہر ایک جہاں ہو [illegible] قبائیں
ہوں رنگ زباں [illegible] روئی کی [illegible] قبائیں

٢٥

بارانیاں تیار ہوں اور گرم عبائیں
وافر ہوں لحاف اور متعدد ہوں ردائیں
موٹی ہوں قمیصیں جو ہوا ہوں نہ سمائیں
کم ہوں نہ کہ سردی سے بچائیں
موجود وہ سامان ہے رخت سفر ہو
جیسے نہ تو اور ان کا [illegible] اثر ہو

۲۶

اک ہفتے کے اندر ہوا تیار وہ سامان
کہتا ہے یہ ہر فرد ولیکن تھا میں حیران
واقف نہیں شاید کہ سفر سے تھے پریشان
ہے دور کئی ماہ ابھی فصلِ زمستان
بیکار یہ اسباب ہے بے سود یہ ڈر ہے
ہے بھی تو یہ اک ہفتہ دو ہفتہ کا سفر ہے

۲۷

جو شخص سفر سے بھی نہ واقف ہو ذرا سا
وہ رازِ الٰہی کو سمجھ سکتا ہے پھر کیا
ایسے کو بھی لوگوں نے امام اپنا بنایا
یہ سوچ کے بیٹھا تھا میں اور اعدا
اک شخص جو ہم لوگوں کے ہمراہ تھا چپ تھا
وہ آلِ پیمبر کا ہی جاہ تھا چپ تھا

۲۸

سامان سفر ہو گیا جس وقت مہیا
رخصت کو ہوئے روضے سے نبی کے شہِ والا
پھر اور بزرگوں کی لحد پر گئے آقا
گویا یہ اشارہ تھا کہ رخصت کو ہوں آیا
آباد مکانوں میں بھی بستی تھی اداسی
ہر روضۂ انور پہ برستی تھی اداسی

۲۹

روتا ہوا پلٹا جو پیمبر کا مسافر
بولے در و دیوار خدا حافظ و ناصر
جب مل چکا احباب و اعزا سے وہ صابر
نقارہ بجا کوچ کا مرکب ہوا حاضر
یثرب سے وہ اہلِ کرم و داد سدھارا
زہرا کا قمر جانب بغداد سدھارا

۳۰

شہروں سے گزرنا کبھی جنگل میں ٹھہرنا
وہ بیچ ہوئے وحشت پہ جبل ہو کہ ہو گرما
کھولا ہوا پانی تھا جو تھا بھی کہیں چشما
سوکھے ہوئے پتھر وہ دہکتا ہوا صحرا
چلتے میں بگولے کرۂ نار سے بنتے
علی موجی کے شعلوں کی تھیں بستے

۳۱

آیا تھا اسی راہ سے جب لشکر غدار
اک شخص تھا ساتھ اُس کے کہ تھا ہمدم و غمخوار
یہ قول علی ہے جو تھے فوج کے سردار
خالی نہیں ہے کوئی زمیں قبر سے زنہار
یہ مصحف کی بات یقیں کوئی کریگا؟
اس وقت تو دیکھا یہاں کون مریگا؟

۳۲

اُس وقت وہ چپ ہو گیا تھا عاشق مولا
ناگاہ بھی دشت میں آگیا پھر پڑ گیا ڈیرا
اتنے میں اُٹھا ابر سیہ چھایا اندھیرا
وہ سرد ہوا اور وہ اولوں کا برسنا
جاڑا وہ کڑاکے کا وہ تھمتا ہوا پانی
وہ گرتی ہوئی برف وہ جمتا ہوا پانی

۳۳

وہ موت کے ناخن کی ہوا اور وہ خراشیں
وہ اُن کی جگہ کا وہاں وہ آنکھ کی تراشیں
اولوں کے وہ انبار کہ دب جائیں گی لاشیں
خیموں کی طنابیں بھی بنیں برف کی قاشیں
طوفان تھا سیلاب تھا آغوش تھا میداں
یخ پوش تھا یا برف کفن پوش تھا میداں

۳۴

جب شاہ کو سردی کی نظر آئی یہ حالت
اُس جاڑے کے ساماں سے ہوئی اور وہ وحشت
مولا کے جو ہمراہ تھے پانے لگے راحت
ناقوں پہ بھی ڈالے گئے کمبل بہ فراغت
خیمے میں بن ہرثمہ بھی کانپ رہا تھا
تھا وہ بھی عاشق ضرغام خدا تھا

۳۵

ناگاہ پکارا یہ غلام شہ والا
سرکار نے یہ جاڑے کا ساماں نہ سمجھا
دیکھا جو بن ہرثمہ نے سمجھ کے بولا
دی دل سے دعا شاہ کو کیا شکر خدا کا
ہر دو کی سبب سے تھے با یقیں دونوں
اب جاڑے کا ملبوس سمجھے دونوں

۳۶

کیوں سوئے حرم پیاسا تھا دریا پہ شقی
اُسکو ہوئی کیا شیعہ ہے سب
یاں عطش سے کی تشنگی ہے سب
حضرت نے مہیا کیے آرام کے سب
اعدا کو وہاں پانی دیا سبطِ نبی نے
اغیار کو خلعت یہاں بانٹے ہیں تقی نے

۳۷

اپنے ہوں کہ بیگانے ہوئی سب پہ عنایت
موت آئی نہ تھی جنکی ہوئی اُنکے خلعت
محروم رہے جنکی نہ یاوری ہوئی قسمت
شکر بھی پہنچا ہے یہ اللہ کی حجت
جو پا چکے تھے تشنہ لب انعام وہ ہوئے
... پہنچے اور بآرام وہ سوئے

۳۸

جب شبِ ہجر آئی تو سرِ ہوش کی حالت
بادل سیہ چھا سا سر میں کی ہوئی ظلمت
کہ دن بھی کبھی آن میں فاطمے قدرت
... سب صاف کی ہیبت
ایسا ... کی نشانی ہوئی پیدا
پھر خون میں پیالی کی روانی ہوئی پیدا

۳۹

زہرا یہ کہ ہر نیزہ پہ شاہ ...
ہمراہیوں کی اپنے ... جیتوں
کیا دیکھتا ہے ... کا ساماں
اُن تھیوں میں اپنی ... ہوئے پنہاں
حضرت نے کہا اُس نے کیا حج کفن کا
شمر نے کیا سامان کر اب غسل و کفن کا

ت د ف

۴۰

کچھ دیر میں قربین بنا اُس ... شقی تھا
حضرت نے کہا جد کا مرے قول ہے کچھ یاد
واللہ ہو حق حیدرِ کرار کا ارشاد
محبوب منافق نہ ہو مومن سے دل شاد
کہتا تھا محب شان ہے اک ربِ ازلی کی
کیوں بھائی یہ تصدیق ہوئی قول علی کی

۴۱

اس واقعہ کا گرچہ اثر سب پہ ہوا تھا
بیچین ہوا تھا جری کی طرح عاشقِ مولا
پھر چلنے پہ تیار ہوا قافلہ سارا
جب سامرے میں پہنچی سواری طوس کے مولا
بستی کی زمیں گوہرِ اعجاز سے بھر دی
حاکم کو بن ہرثمہ نے جا کے خبر دی

۴۲

پہلے متوکل کو تھا وہ شوقِ زیارت
جو خط میں لکھا تھا کہ چلے آئیے حضرت
سب مکر کی باتیں تھیں نہ تھی کوئی حقیقت
بولا یہ بن ہرثمہ سے صاحبِ نخوت
ایوان نہ کسی خانۂ روشن میں جگہ دو
اس شخص کو تم جو کہ مساکین جگہ دو

۴۳

وہ جائے کثیف اتنی تھی آبادی سے دور
پہنچے تھے وہاں ان سے فقیروں کا تھا مقدور
اک حجرۂ تاریک میں ٹھہرے شہِ پرنور
سامرے میں ہر سو یہ خبر ہو گئی مشہور
ان دنوں ہے یاں جلوہ نما ماہِ مدینہ
تھا جو کہ سجھا تھا کبھی شاہِ مدینہ

۴۴

صالح کہ تھا محب آپ کا سینہ بنا جب
حاضر ہوا وہ خدمتِ اقدس میں مودب
حضرت سے کہا اس نے کہ کیا ہو گئی تعجب
جس جا ہے بٹھایا حسب آپ کے منصب
کی عرض ہے مال کے سلطانِ غیور آئے
دشمن کے طلب کرنے پہ افسوس حضور آئے

۴۵

واقعہ کبھی آپ کے لائق نہیں یہ جا
شہ بولے مصیبت میں ہے پہنچا سبھی آیا
سجاد کہاں اور کہاں قید کی ایذا
زنداں کا ستم حضرت کاظم نے سہا تھا
ماموں کو عداوت تھی پس شاہِ امم سے
سہنے یہ بلائیں ہوئی تھیں قیدِ ستم سے

۴۶

صاحبو نوری کی حالت کا بیاں مت پوچھو
دیکھتا ہے جو اسے [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۷

وہ طاؤس کی [illegible] کیا ہے
[illegible] کیا ہے
[illegible] کیا ہے
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۸

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] کا عام
[illegible] کا عام

۴۹

ساقی [illegible] جام
[illegible] جام
[illegible] اسلام [illegible] جام
[illegible] ایمان [illegible]
[illegible] زیادہ [illegible]
[illegible]

۵۰

[illegible] بادہ
[illegible] بادہ
[illegible] بادہ
[illegible] بادہ
[illegible] مصیبت [illegible]
[illegible]

۵۱

ساقی تو مرے ظرف کو پیمانہ بنا دے
پھر اپنے کرم سے خُمِ میخانہ بنا دے
بیکار ہے دل کو درِ جانانہ بنا دے
[illegible] مجھے دیوانہ بنا دے
کچھ اور [illegible] کی طرح کہہ نہیں سکتا
[illegible] نہ میں اگر [illegible] نہیں سکتا

۵۲

ہیں چرخ پہ عیسیٰ بھی ترے بیمارِ محبت
زندان میں یوسف ہے گرفتارِ محبت
کعبے میں اٹھاتے تھے نبی بارِ محبت
معصوم ہیں یہ سب ہیں گنہگارِ محبت
وہ اور ہیں جن کردہ گناہوں کی سزا ہے
ناکردہ گناہی بھی محبت میں خطا ہے

۵۳

ساقی ترے در پہ مجھے [illegible]
جینے کے سہارے ہیں [illegible] دینا
اب تو ترے میکش کا ہوا ہے یہ قرینا
واعظ کو جہاں دیکھا [illegible] پینا
ہے وعدہ میں خم [illegible] پی
[illegible] میکش کا [illegible] ہے

۵۴

اس میکدے سے پہلے تو پایا نہ کوئی جام
[illegible] ملا اک علوی جام
پہلی چلا جب جام اٹھا یا رضوی جام
اس سلسلے میں ہم [illegible] تقوی جام
پھر دور [illegible] میں [illegible] نکالا
باقی ہے [illegible] دو جام ابھی [illegible] نکالا

۵۵

سب تشنہ دہن ساقیٔ کوثر کو [illegible] ہیں
[illegible]
آج [illegible] شاہِ زمن دیکھ رہے ہیں
[illegible]

۵۶

مومن نے ذرا غور سے جب باغ کو دیکھا
در والے پہ لکھا تھا ریاض گل زہرا
تھے قصر ہزاروں پہ صحابہ و احبا
چھپتا ہے غلاموں سے کہیں دامن آقا
صالح نے کہا شاہ حجازی کے تصدق
مولا تری اس بندہ نوازی کے تصدق

۵۷

فرمایا شہ دیں نے کہ اے میرے بھی خواہ
میں جاؤں جہاں بھی یہ جنت ہے مرے ہمراہ
وہ بولا کہ ہے دل کو یہی صدمۂ جانکاہ
حاکم ہے عدو آپ کا اے سید ذیجاہ
شہ نے کہا دشمن متوکل ہے ہمارا
لیکن یہ نہیں دور اقبال ہے ہمارا

۵۸

آخر وہ محب ہونے لگا آپ سے رخصت
مولا نے گلے اسکو لگایا بہ محبت
پھر آگیا سجادے پہ خورشید امامت
پیشانیٔ تاباں سے زمیں کو ملی طلعت
سر خاک پہ تھا اور قدم راہ رضا میں
مصروف زباں ہوگئی تسبیح خدا میں

۵۹

دو تین ہی دن گزرے تھے حضرت کو ابھی آہ
مائل بہ تشدد ہوا وہ حاکم گمراہ
دربار میں ترکی اک آیا تھا ہوا خواہ
اب اسکی حراست میں رہے سید ذیجاہ
روحی تھا وہ دلمیں شقاوت بھی بھری تھی
قدرت کی مگر دید ہی پر جلوہ گری تھی

۶۰

اُس پر تو یہ قدغن تھا کہ بیکس پہ کرے جور
افعال پہ کردار پہ ہر وقت رکھے غور
لیکن نظر آئے اُسے مظلوم کے وہ طور
داخل ہوا مولا کے محبوں میں وہ فی الفور
ملنے کے لئے آتے تھے احباب شب میں
بھیجے ہوئے کیا آپ بتاتے تھے وہ دیں

۶۱

زراقی اسی طرح رہا حاضر خدمت
معلوم ہوئی جب متوکل کو یہ حالت
دراصل تھا منحوس سعید ابن شقاوت
اُسکے متعلق ہوئی بیکس کی حراست
بدچلن تھا بدنسل تھا بدبخت تھا ظالم
نرمی سے نہ واقف تھا بہت سخت تھا ظالم

۶۲

ہر روز نئی دیتا تھا مظلوم کو ایذا
قسمت نے یونہیں بارہ برس قید میں رکھا
حاکم سے مگر کہتا تھا جا کر ستم آرا
حضرت سے کوئی بات نہیں ہوتی ہے بیجا
ہر چند نہ راحت ہے نہ آرام ہے انکو
اوراد و وظائف سے مگر کام ہے انکو

۶۳

آخر متوکل نے نکالی نئی تدبیر
دربار میں بلوایا گیا وہ شہ دلگیر
جلادوں کو فرمان دیا کھینچ لو شمشیر
جب آئیں وہ دربار میں تم کیجیو نہ تاخیر
شہ آئے تو اک جوان نرالا نظر آیا
تلواروں کے سائے میں علی کا پسر آیا

۶۴

جلاد پریشاں متوکل کو تھا لرزا
اعزاز سے حضرت کو قریب اپنے بٹھایا
پوچھا یہاں کیوں آئے تھے فرزند نبی جی
کہنے لگے مولا کہ طلب تو نے کیا تھا
کی عرض کہ آقا ہے اب شوق کہ گھر جائیں
زحمت ہوئی بیجا وہ جہاں جی ہو چلے جائیں

۶۵

جب پاؤں رکھا آپ نے دروازے کے باہر
جلادوں نے سر جھکا کے رکھے قدم پر
راہی ہوئے منزل کو جب وہ ماہ پیمبر
سرہنگوں کو بلوا کے یہ کہنے لگا کافر
کس واسطے فرزند پیمبر کو نہ مارا
کیوں مجھ سے ڈرے دلبر حیدر کو نہ مارا

٦٦

جلادوں نے کی عرض کہ حالت ہی نہ پوچھ

دروازے میں داخل ہوا جب بہر تسلیم
اک شخص نظر آتا تھا کھینچے ہوئے شمشیر
کہتا تھا خبردار ہوئی گر کوئی تقصیر
محفوظ ستم سے جو رہے ہم ورنہ لے گا
ہم چاروں کی گردن پہ ابھی اڑا دے گا

٦٧

حاکم نے کہا ہاں یہی ہم کو بھی تھی حالت
یہ بات ہے یوں کرتا ہے حق انکی حفاظت
خالی نہیں خطرے سے مگر میری حکومت
اب اور نکالو تو ہلاکت کی ہے صورت
کوئی بھی سپاہی اگر اسکے کہیں ہوتا
ہرگز نہیں آرام سے میں بیٹھنے ہوتا

٦٨

پاس اسکے کھڑے ہم تھے پریشان جگر خوار
جب جان کا ہوتا تھا کسی کی وہ طلبگار
کہتا تھا درندوں کے حوالے کرو غدار
تدبیر یہی کی ہے کہ تا منتشر اسرار
دھوکے سے مگر ... غدار
بھجوایا درندوں میں یا مار دیا

٦٩

خود کو رکھے پہ وہ دیکھ گیا بہر تماشا
داخل ہوئے ایوان جہاں تھے شہ والا
دوڑے وہ درندے کہ طرف قبلہ دیا
قدموں پہ رکھا سر بادب اٹھا اشارا
ہم خادم دربان عم خاص خدا ہیں
عترت پہ محمد کی فدا صبح و مسا ہیں

٧٠

مولا نے محبت سے رکھا ہاتھ سروں پر
وہ شیر جو دو تھے پیچھے ہٹے اُٹھ کے گئے باہر
پھر محو عبادت ہوا وہ دین کا رہبر
مصروف وظائف میں با خالق داور
اخلاص سے ... دیکھ رہے تھے
حیرت سے ... عبادت کی ادا دیکھ رہے تھے

۷۱

حیوان بھی پہچانتے تھے رتبہ مولا
حیوانوں سے بدتر تھے وہ انسان سگِ دنیا
جن لوگوں نے حق آلِ پیمبر کا نہ جانا
دیکھا نہ تو کل کو بھی جو قدرت کا یہ نقشا
شرمندہ ہوا دل میں بہت وہ دیا حاکم
اب جانے دو فی الحال نہیں کوئی بنا حاکم

۷۲

گھبرا گیا بچہ کہ تو [illegible] گھر سے ہو سرور
پہنچانے کو ساتھ آئے وہ حیوان بھی تا در
آرام سے گھر کو تو وہ دیں آ کے پلٹ کر
تکلیف ہی پہنچی آپ کو ظالم نے برابر
کچھ قدر نہ کی جان رسول دوسرا کی
کی گھر کی تلاشی کبھی کچھ اور جفا کی

۷۳

اک روز دربار میں پھر تم کو بلایا
تعظیم کی مولا کی اٹھا اپنا پرایا
مردود نے پاس اپنے بٹھا عزاز بڑھایا
حضرت کی اطاعت کا سبب تاب بڑھایا
معصوم نے فرمایا بڑا کرتا ہے ظالم
سادات کو بہکا کے یہ کیا کرتا ہے ظالم

۷۴

ہم جانشیں ان داؤد کے بھی وارث
جن بندوں نے پہچانا نہ قدر ہم ہیں وہ عاشق
قرآن میں تطہیر کی آیت کا ہیں باعث
ہم طیب و طاہر ہیں ہیں جو ہم تباعث
یہ راہ ضلالت کی بھی دکھلاتی ہے تجھ کو
اسے کچھ شرم نہیں آتی ہے تجھ کو

۷۵

مجبور ہوا دل میں بہت وہ ستم ایجاد
پھر کر نہ سکا قبلہ ایماں کے وہ اصرار
حضرت سے کہا ہم کو یہ اولاد نظر یار
پھر کاٹنے کا بھی شوق ہوا ہے سید ابرار
پر ہم ہیں جو بے سود مولا کہا یہ تو نہیں سکتا
یہ دولت ایماں کو بھی کھو نہیں سکتا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۸۱

معلوم تھا ہر چند یہ ظالم کو مرا اسم
اولادِ نبیؐ خلق میں ہے حجتِ داور
باز آیا نہ لیکن ستم و جور سے خود سر
نافذ ہی کئے حکمِ جفا کار نے اکثر
جائے نہ زیارت کو کوئی سبطِ نبیؐ کی
برباد ہو تربت بھی حسینؑ ابنِ علیؑ کی

۸۲

ہر روز نیا ظلم کیا کرتا تھا اکثر
تھی فکر کہ مٹ جائے مزارِ شہِ بے سر
ظاہر ہوئے اعجاز جگر بندِ پیمبرؐ
عاجز رہے غدار رہا روضۂ انور
طوفانِ ستم گرچہ اٹھانے پہ تُلے تھے
خود مٹ گئے وہ جو کہ مٹانے پہ تُلے تھے

۸۳

ہاں روضۂ شبیرؑ بھی حیدرؑ کا بھی روضہ
اعدا ہوئے برباد پتہ بھی نہیں چلتا
گزرا متوکل کا بھی جانکاہ زمانا
اک ظلم کا افسانہ رہا اور رہے گا
منظور تھی ذلت اُسے اولادِ نبیؐ کی
کرتا رہا تا زیست وہ تحقیر نقیؑ کی

۸۴

لیکن جسے عزت دے خداوندِ تعالےٰ
توہین کبھی اس کی کوئی کر نہیں سکتا
ظاہر ہوا [illegible] پھینکے کو کیا
خود دھنس گیا [illegible]
بڑھتا رہا اعجاز رسولِ عربیؐ کا
قائل نہ ہوا [illegible] کا

۸۵

معصوم نقیؑ ذات کے ہیں ہمیشہ یکساں
توقیر بڑھاتا رہا پر خالقِ سبحاں
تحقیر نقیؑ کا متوکل کی تھا ارماں
آخر یہ نکالا ستم ایجاد نے عنواں
فرمان دیا [illegible] غضب میں
[illegible] میری سواری کی رکاب میں

۸۶

وہ دھوپ وہ لو اور وہ گرمی کا زمانہ
بھن جاتا تھا گر خاک پہ گر جاتا تھا دانہ
خود تخت رواں پر تھا وہ مردود روانہ
اور خاک بسر دین کا وہ در یگانہ
بیدل عقب تخت رواں دوڑ رہا تھا
قدموں پہ وہ تھا سر سے پسینہ جو بہا تھا

۸۷

بچوں کو تھا حاکم شقی نے جو گرفتار
حضرت کی طرف دیکھ کے ہنستا تھا ستمگار
سر دوڑے جاتے تھے برابر سر بازار
اچھا ہو جو سب بھول گئے تم تیرے ہو احساں
کہتا تھا شقی دیکھ کرم کیا ہو کیا ہوں
فرماتے تھے مولا کہ میں اس پہ بھی راضی ہوں

۸۸

اک شخص نے کی عرض کہ اے سید والا
واللہ بہت آپ کا ہے مرتبہ بالا
توہین کا حاکم نے طریقہ یہ نکالا
سن کر یہ کہا شکر خداوند تعالیٰ
دشمن ہو زمانہ مرا اللہ معین ہے
حرمت ہی کم ہو تو قلق کچھ نہیں ہے

۸۹

اک راز الٰہی تھا جو فرما گئے مولا
جن لوگوں نے پے ناقۂ صالح کو کیا تھا
وہ تیسرے دن چل بسے تھے چھوڑ کے دنیا
اتنے ہی دن اس حاکم جابر کو تھا جینا
تھا [illegible] جو شہ نے کہا یہ ہی کہا تھا
[illegible] وہ مردود مرا تھا

۹۰

تھا بانور دی جو غلام متوکل
ظالم نے یہ سمجھا تھا وفا میں ہے وہ کامل
تلوار کا اپنی اسے خود کر دیا حامل
آخر وہی ثابت ہوا مردود کا قاتل
بیٹا متوکل کا پدر سے جو خفا تھا
یا اُس کو اسی شخص نے ہموار کیا تھا

٩١

بس نصر آخر ہوا اُس تخت کا مالک
کچھ ماہ رہا صاف طریقہ کا وہ سالک
موت آ گئی اُسے بھی کہ مرض اُس کا تھا مہلک
پھر سٹھ کے اور دو نے حکومت کے مسالک
ہوتے رہے دن رات فسادات کے حملے
ترکوں کی چڑھائی کبھی داعی کے حملے

٩٢

آرام سے وہ اہلِ جفا رہنے نہ پائے
آمادہ فلک رہتا تھا ہر دم کہ ستائے
تلواریں یہ بیس کہ عدو خون بہائے
خلعت جو پہنتے تھے کفن اُن کو پہنائے
تھا وقت مصیبت کا جو آیا [illegible]
اُن سب نے توجہ نہ کی سلطان [illegible]

٩٣

مصروف ہدایت میں تھا وہ دین کا داور
کچھ کم تھے یہاں [illegible]
معتز [illegible] سلطنت [illegible] کا مختار
مولائی [illegible]
منصور [illegible]
[illegible]

٩٤

جب زہر اثر کرنے لگا یہ ہوئی حالت
تھا جسم مقدس پہ ہر دم زردی رنگت
آیا تھا کمسن میں وہ منصبِ امامت
دل ٹکڑے تھا اور تھم کے کلیجہ میں [illegible]
مہمان کوئی دیر کے تھے دہر میں [illegible]
تھے فرش پہ بیٹھے [illegible] صحن مکاں میں

٩٥

مجمع تھا بہت گھر میں بپا شور و فغاں
نزدیک پدر کے حسن عسکری ذی شاں
استادہ [illegible] طرف بالیں
مولا نے کہا آ گیا اب [illegible] فرماں
مرتا ہوں میں جاں تم کو خدا حافظ و ناصر
اے لال [illegible] حافظ و ناصر

۹۶

رونے لگا وہ دلبرِ تیمار دیدہ
دنیا سے سفر کر گیا وہ دلبرِ چیدہ
بیٹے نے دیا غسل و کفن با دلِ مضطر
تیار جنازہ جو ہوا رو دیئے سرور
عالم کے بھی تھے ساتھ طرفدار ہزاروں
احباب کے ہمراہ تھے اغیار ہزاروں

۹۷

مولا نے پڑھائی جو نماز اپنے پدر کی
افلاک کے روحانیوں نے جھک کے نظر کی
جب تک رہی تھی لاش پہ جن و بشر کی
تھا چاک گریبان یہ حالت تھی پسر کی
آنکھوں سے رواں اشک تھے اور لب پہ فغاں تھی
اور ذکرِ حضرت کی فقط وردِ زباں تھی

۹۸

پر دیکھ کہ کیسا تھا لگا دشمنِ بے باک
[illegible] سے چاک
[illegible] کی خاک
[illegible] افلاک
ہیں جیسے [illegible] کے الم میں
سوئی [illegible] غم میں

۹۹

حضرت کی عبادت کا مقام آگیا جب کی
تیار ہوئی تربتِ شاہ [illegible] ذیشاں
بیٹے نے کیا زیرِ لحد باپ کو پنہاں
ماتم کا ہوا قبرِ مطہر پہ بھی سماں
[illegible] زمیں بوس کئی بار شرف کے
پھر بیٹے بھی ہو آئے سوئے نجف کے

۱۰۰

ناگاہ جو دین سے آواز یہ آئی
پھر بیٹے ہوئی میری طرح تری جدائی
غربت میں مصیبت پہ مصیبت تھی اٹھائی
دو دن بھی [illegible] سے [illegible] پائی
پہلو سے پدر [illegible] آ یا بابا
کیوں لال مری قبر کا ہوتا لیا بابا

۱۰۱

اے مومنو کچھ حال نقیؑ کیا ہو بیاں
جب اٹھ گیا دنیا سے وہ حق ہوا ساماں
ہمراہ جنازے کے ہوئے کتنے مسلماں
سامرہ میں مدفون ہوا دین کا سلطاں
[illegible] ہمرہ بھی ہمراہ
[illegible] بھی ہمراہ

۱۰۲

زہرا کا پسر جب کہ ہوا دشت میں بیجاں
بے غسل و کفن رہ گئی لاش شہ ذیشاں
موجود تھے گو ماریہ میں لاکھوں مسلماں
پر قبر کے بدلے یہ ہوا دفن کا ساماں
سیدانیاں اٹھا نہ سکیں شاہ کا لاشہ
ریتی پہ رہا سید و یکتا کا لاشہ

۱۰۳

کیوں سر پہ اڑا دیں نہ غم شاہ میں ہم خاک
موسیٰ کا گریباں غم ہارون میں ہے چاک
[illegible] اور ادھر [illegible] نہ لولاک
اس وقت میں پیدا کی ہیں [illegible] ابھی افلاک
تھا شغل شہنشاہ [illegible] جام کا کام
کرتی رہیں پیغمبر اسلام کا کام

۱۰۴

موجود تھے جو وقت سب اصحاب پیمبر
رو رو کے کیا منع کسی نے بھی نہ دم بھر
[illegible] سے کیا کچھ لوگوں نے آکر
[illegible] سمجھے [illegible] آپ کو صفدر
[illegible] قلق ہوتا ہے [illegible]
یاد ان کو وفا [illegible] یار و محب کو

۱۰۵

لو وہ تھا کہ جس دن پہ پڑا [illegible] مصیبت
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] ہوا ان میں
[illegible] اجالا ہوا ان میں

۱۰۶

مر جاتا ہے جب باپ تو روتی ہے پسر
تھے مارے ہیں کیسے مسلمان ستمگر
بیٹی جو سکینہ تھی پہ شبیرؑ سے آ کر
دکھڑوں کی اذیت پھر اٹھا نہ سکی مضطر
خواہر کو بھی رونے نہ دیا بھائی کے غم میں
جکڑا گیا فرزند بھی زنجیر ستم میں

۱۰۷

اُمّ سلمہؓ کہتی ہیں عاشور کا دن تھا
سوئی جو مری آنکھ ذرا خواب میں دیکھا
گرد آلودہ بھنوں ہے شہ لولاک کا چہرا
ہے گیسوؤں پہ خاک روا ہی نہ تھا ما
پوچھا باادب میں نے جو احوال نبیؐ کا
فرمایا ہے یہ خون حسینؑ ابن علیؑ کا

۱۰۸

اُمت نے تھے پیاسے کو مہماں بلایا
پھر تین شبانہ روز نہ پانی بھی پلایا
اور تیر سے بچے کو تا عصر ستایا
بے جرم ہے لال کا پھر خون بہایا
پامال کی زہراؑ کے جگر بند کی میت
بے گور پڑی ہائے ہے دلبند کی میت

۱۰۹

لازم ہے مسلمانو! تأسی کریں ہم
ماتم کریں شبیرؑ کا عریاں کریں سر ہم
داغ غم شہ ہے بخشش کی سند ہم
محشر میں محمدؐ کی شفاعت ہے مسلم
جو پیروی سرورِ عالم نہیں کرتے
وہ زندۂ جاوید کا ماتم نہیں کرتے

۱۱۰

ہے طاقت دل طاقت تحریر رفاقت
مجلس میں اک شخص نظر آتا ہے بے وقت
ہے کیفیت شیدا وہ اطلاعت کا یا جوش
فردوس میں ہے بلبل سدرہ ہم تن گوش
ہے وسعت ادراک غرض مجبور خدا کا
اس نظم پہ ہو صاد رسولِ دوسرا کا

تمام شد
تاریخ ختم تصنیف مرثیہ ہذا
۶ جنوری ۱۹۵۵ء

مرثیہ ۱۳

ہے بہم فوج مضامین سر میدان سخن

در حال امام حسن عسکری علیہ السلام

تعداد بند (۱۲۳)

مصنفہ سید سرفراز حسین رضوی خبیر

مطبوعہ

نظامی پریس آہنی پھاٹک لکھنؤ

باسمہ

زیارت حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَا مُحَمَّدٍ الْحَسَنِ الْعَسْكَرِيَّ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا الْبَرُّ الصَّادِقُ الْوَفِيُّ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَلِيَّ اَمْرِ اللهِ اَلسَّلَامُ

عَلَيْكَ يَا خَازِنَ عِلْمِ اللهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَابْنَ حُجَجِ

اللهِ عَلٰى اَحَدٍ مِنْ اَصْفِيَائِكَ وَ حُجَجِكَ وَاَوْلِيَائِكَ

وَ ذُرِّيَّةِ رُسُلِكَ وَاَنْبِيَائِكَ اٰمِيْنَ يَا

رَبَّ الْعَالَمِيْنَ

ولادت باسعادت ۱۰ ربیع الثانی سنہ ۲۳۲ھ تاریخ شہادت ۸ ربیع الاول سنہ ۲۶۰ھ

جائے دفن سامرہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اس پہ کیا کرتا ہوں میں کلام یہ [illegible] صدور
ختم [illegible] اور سب [illegible] بیان سے [illegible] صدور
معدن [illegible] ایک [illegible] شہود
بزم سے کہ سب یہ قرطاس و قلم [illegible] حضور
[illegible] کا جلوہ ایک
ایسے مظہر ذاتی میں تھا نام ایک

اسی اثنا میں [illegible] بیٹے [illegible]
دو زبان بیاں پر حق [illegible]
عسکری کا بھی [illegible] سب کے [illegible]
پر ہوتی حق کا اور [illegible]
ہی [illegible] ہیں نور سے کا
[illegible] ہے وہ فرزند ضرور آئے گا

بالیقین کہہ یہ اظہار [illegible] کا علم
کوئی [illegible]
تکلف سے [illegible] فیض عام
ابن شاہ [illegible]
[illegible] شرف [illegible] جا
عسکری کا وہ پسر [illegible] دوراں جا

نا گماں [illegible] وہ معصوم [illegible] ہوا
[illegible] ہوا
نہ [illegible] ہیں اب [illegible] تھا
[illegible] کرتا
[illegible] دنیا ہے ہماری دشمن
اس حکومت کی جماعت بھی [illegible] دشمن

عسکری کا بیٹا ہے مہدی [illegible] دربار امام
[illegible] بیٹے [illegible] سلام
بزم [illegible] تھا [illegible] کا تھا غلام
[illegible] وصف [illegible] تمام
[illegible] سب
[illegible] ہجرت [illegible] سب

ع امام علی نقی کا دربار مراد ہے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۵۱۶

جب یہ سب کہہ چکے وہ عاشقِ یکتا کنیز
اُس نے مالک کو تو سمجھا تا با اخلاق و تمیز
اہلِ دیں کے لیے ہے دولتِ دنیا کیا چیز
دین تو شرف ایک ہے ایسا کہ خدا کو ہے عزیز
دام میں تجھ کو سمجھے ہیں تجھے اور اسے خط بھیجا ہے
اب تو تجھ کو بتا تیرا ارادہ کیا ہے

۵۱۷

ہو اجازت تو دوں اس خط کا جواب تحریر
خط اردو میں یہ نامہ ہے ہو شائستہ تاثیر
پڑھ کے خط ہو جو وہ راضی تو نہ ہو تا اکسیر
کیونکہ مجھ سے جدا ہے اسے مجھ سے ہے تاخیر
میرے ہمراہ یہ نہیں ہے وہ تو ذرا کر دیتا
قیمت اپنی سے سوا ہے وہ پہلے لیتا

۵۱۸

کی جو ختم سخن جب نفی دو عرش پناہ
کہا ہم اہلِ ادب اہلِ علم سے محب ہیں اللہ
بشر نے چھوڑے قدم اور لی بنداری کی راہ
جب وہاں پہنچا تو پیش آیا وہ سب خاطر خواہ
حق کی باتوں سے کیا [illegible] تاجر کو
خط دیا جا کے یہ کو کیسہ زر تاجر کو

۵۱۹

سب کی قیمت ہوا سم تو بہت سوداگر
بشر کے ساتھ وہ خاتون چلی خوش ہو کر
ٹھہرا اک سال جو یہ میں وہ مومن ذی قدر
بہن ہمراہ وہ مخدومہ عالی گوہر
پیش خاتون معظم کا نہ تھا جو مہمت میں
بشر حاضر تھا غلاموں کی طرح خدمت میں

۵۲۰

ہم سے کہتی تھی اکثر وہ یہی خاتون زمن
اب بھی جاگتی تھی کبھی بے سر و پیراہن
شکر کا خط زیر بغل تھا وہ نکالا [illegible]
نامہ اک ہاتھ میں اک ہاتھ رکھے زیر ذقن
کبھی ہر لفظ کو آنکھوں سے لگا لیتی تھی
کبھی ہر نقطہ پہ وہ اشک بہا دیتی تھی

۲۱

دیکھ کر حالت تحیر زدہ وہ مومن بولا
ہے تعجب مجھے اس خط کا ادب اتنا
جبکہ کاتب سے بھی واقف نہیں ہے کچھ بھلا
پھر یہ تعظیم و تکلف کا سبب کیا ہے بھلا
سن کے اس بات کو غصہ میں وہ کہنے لاگی
کیا افسوس تجھے شرم نہ اے پیر آئی

۲۲

حیف صد حیف ہوئی تیری بصیرت زائل
مجھکو عرفان اگرچہ نہیں شاید حاصل
ہیں اسی حال میں ہم اور تعجب شامل
سن مرا داد تو دل سے کہ ہو روشن ترا دل
کس طرح مجھ پہ ہوا فضل خدا کہتی ہوں
تو ہر اک بات پہ ہم صل علی کہتی ہوں

۲۳

جد مرا قیصر رومی ہے میں شہزادی ہوں
گو زمانہ سے میرے باپ کو ہجرت ہی ہوں
میرے دیدار سے ماں باپ کو بھی تھا سکوں
تھی کبھی جسم تھی اس آتش قلب ہوں
کیوں تعجب ہو نہ ادب کرتا اگر وہ مرا
نام مشہور زلیخا تھا زمانے میں مرا

۲۴

گزرے تھے عمر کے میری کبھی تیرہ سال
میرے ماں باپ کو پیدا ہوا تھی شادی کا خیال
ابن عم کوئی سے شوہر تھا کوئی نیک خصال
اس سے ہو پایا مرا عقد بہ تعجیل کمال
دن مقرر ہوا تاریخ بھی اور ساعت بھی
ہوگئی ادا رسم اک بار کہ عشرت بھی

۲۵

تھے اسی وقت کئی ہزار اہل شرفا و نجب
غیر ملکوں سے بھی موجود تھے کافی ہو سا
پیشوایان مذاہب علما و فضلا
شعرا فصحا و کملا [illegible]
پھر رہا تھا کوئی انجیل تھا کوئی
لا یا نذرانہ سے کوئی تحفہ تھا کوئی

۳۲

قیصر روم کی تجویز بھی ہے یہ بہتر
تخت پر بیٹھے سے گر ہو نصیب سلیمی بیکم
سب بجا تو نہ کہ شاہ کا بھائی ہے بیٹا وہ
ساتھ اس کے بھی ہو شادی تو ہو ازل کا رفو
اب یہ لازم ہے عداوت کو دل سے نکالو
نقش سے جو ہو یہ تو شاہ سے دور کرو

۳۳

ذکر تھا عقل سے عقدہ یہ کھلے گا کب یہ
خلق سے دین مسیحا کا اٹھے گا یکسر
فال بد جان سے آزردہ ہو اہل پیرہ
کہہ رہا تھا کوئی تائب ہے سے پیش نظر
ذو القرنین کی یہ خبر اور حکومت کی خبر
سلطنت کی یہ نہ اب خبر نہ ملت کی خبر

۳۴

عشق میں سچ ہے مجھ پہ رستی سے نہ فرموش
جب فاقہ ہوا اور دل کے تھے سب کے ہوش
مر گیا پھر کہ اوس تنگ سے سب بے ہوش
ایک سے ایک یہ کہتا تھا کہ تھا خاموش
قول تھا یہ کار گر پیادہ نہ ہوگا مسعود
کوئی کہتا تھا کہ یہ تھا وہ اپنا مسعود

۳۵

دیکھو چھوڑ کے سے گئے محبت کے رہ عجب
کہیں بیٹھے تھے سلامیں کہیں اٹھنے کی تاب
عشق کی رسم ادا ہو چکی سب سے طالب
نا گہاں قہر خدا آیا ہوا سب غائب
زلزلہ آیا کہ ایماں حشر کے آثار ہوئے
آپ بیٹھے تھا جو قبول تو شہ کے سہارے

۳۶

شاد یہ لاکھ نہیں بجتے تھے کہیں چنگ و رباب
بزم سے کیا مہیں کی تخت فلک کا بے حجاب
زینہ چاندی کا سیڑھی پہ جڑا سونا بے تاب
موتیوں کی کہیں بہار کہیں یاقوت کی تاب
بیٹھا تھا تخت پہ نوشاہ قمر کی صورت
دل بچھا در کے ہوئی سب کی نظر کی صورت

۱

حکمِ قیصر کے بجا لانے میں کیا ہوتا قصور
پھر گئی اُس سمت جو بزمِ کدورت ہوئی دور
تخت پر بیٹھا جو یہ دوسرا حبِّ مستور
پھر اُسی طرح ہوا قہرِ الٰہی کا ظہور
خوف سے سینوں میں ہلنے لگے دل بیچارے
[illegible]

۲

قیصرِ روم گیا قصر میں لیکن غمگین
انتظامات جو برہم ہوئے ٹوٹے آئین
ہر طرف چرچے تھے ادبار کے ادنیٰ و رفیع
ہیں ابھی خاموش ابھی رنجیدہ و مغموم و حزیں
غم عجب وہ نہ ہوا رات نمودار ہوئی
مجھ کو نیند آ گئی قسمت کی بیدار ہوئی

۳

خواب میں دیکھی کیا اُس نے یہ کہ ہر سو
جس جگہ تخت رکھا تھا وہاں منبر ہے
آ گئے ہیں حضرت عیسیٰ بھی خوشی کا ہے وفور
بیٹھے ہیں سامنے مضمون اُنہی کا ہے سرور
ناگہاں پردہ دیر اُٹھا بیم آ کے
اور معصوم بھی ایوان کے اندر آ کے

۴

پیشوائی کے لیے دوڑے جناب عیسیٰ
ہر طرف شور اُٹھا صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ
التفاتِ شہِ مرسل جو ہوا اور سوا
اپنے سینے سے مسیحا کو لگا کر یہ کہا
ہے تمنا مری مضموں کو قرابت ہو جائے
کہ قوی رشتہ اخلاص و محبت ہو جائے

۵

عسکری ہے مرا فرزندِ سعید ازلی
اور تمہاری بھی ملک ہے بیٹی جو فی
شرع جس ملک کا ہے مرا بیٹا بھی
رشتہ بہتر ہے جو مضمون کی طبیعت ہی
سمجھیں اب یہ سخن میمنتِ انجام کہو
وہ تمہارے ہیں بھی اُس نے یہ پیغام کہو

۳۴۶

سنکے یہ مژدہ جاں بخش مسیحاؑ نے کہا
آنکھوں سے اپنی ارشاد بجا لاؤں گا
بعد شمعون سے عیسیٰؑ یہ تقاضا کر کے چلے
تری ہستی کو ملی نسبت پاک زہراؑ
ہو مبارک تجھے محبوب خدا سے پیوند
پارۂ دل کا تری آل عبا سے پیوند

۳۴۷

کہا شمعون نے دل سے ہے مجھے منظور
سنکے یہ اجر نبیؐ آپ سے بس مسرور
حمد خالق میں تھے مشغول لب پاک حضور
وہ پڑھا خطبہ کہ اعجاز سے جو تھا معمور
بس یہ پیغام مسرت کا پیمبرؐ نے دیا
عقد مریمؑ کا تجھے تزویج میں فرما دیا

۳۴۸

تہنیت حضرت عیسیٰؑ نے ادا کی آ کر
اور ملائک نے مبارک ہو کہا اے سرور
سب ملائک ہوئے خوش شاد جناب حیدرؑ
دی صدا سب نے ہی کی ہر اک نے گواہی یکسر
مصطفیٰؐ نے کہا ہر چیز یہ ارشاد ہے
کہا جبریلؑ نے آکر کہ خدا شاہد ہے

۳۴۹

خواب یہ دیکھ کے بیدار ہوئی جب مریم
چہرے پر سے تھے نمایاں آثار مسرت کے عیاں
پر ابھی قیصر روم کا تھا عیسیٰ پہ ایماں
بیٹی یہ سمجھی کہ خواب ہے یہ سب بے بنیاد
صبر سے کام لیا عشق تھا کامل میرا
حال مریم تھی [illegible] سے تھا بھرا دل میرا

۳۵۰

اب تو آنکھوں کا شغل سوا اشک کے کچھ اور نہ تھا
سوکھ کر کانٹا ہوا جسم بدل رنگ گیا
تھا نہ پینا نہ وہ دم زرد ہوا تھا چہرا
خون دل پیتی تھی روتی تھی کہو اک سب
جو بھی دیکھتا تھا منہ اشک سے دھو لیتی تھی
چھپ چھپ کے کبھی منہ ڈھانپ کے رو لیتی تھی

۱۰۱

نہ تو پوشاک بدلنے کا کبھی آیا خیال
دو قدم چلنا تھا مشکل یہ بڑھا ضعف و ملال
لگ گئی پیٹھ بچھونے سے یہ تھا سوءِ حال
کہہ دیا بعض طبیبوں نے کہ صحت ہے محال
نہ تو ہمسایوں اقارب کی دعا کام آئی
نہ طبیبوں کا تدارک نہ دوا کام آئی

۱۰۲

جبکہ مایوس ہوا میری شفا سے قیصر
ایک دن رو کے یہ کہنے لگا اے نورِ نظر
مجھ سے کہہ دل میں ترے کوئی تمنا ہو اگر
کہا میں نے کہ مجھے پاس ہے صحت کا مگر
جو مسلمان ہیں قیدی انہیں رہا کر دے
شاید اللہ مری عقدہ کشائی کر دے

۱۰۳

اُن مسلمانوں کو آزاد کیا قیصر نے
کچھ سکوں پایا ادھر میرے دلِ مضطر نے
مجھ کو بشارت جو دی پدر و مادر نے
تہنیت قیصرِ رومی کو بھی سارے گھر نے
چودہ راتیں اسی صورت سے گزاریں میں نے
زیست کی گھڑیاں مصیبت سے گزاریں میں نے

۱۰۴

لگ گئی آنکھ مری خواب میں کیا دیکھا
ایک خاتون نظر آئیں بصد عزت و جاہ
مادرِ حضرت عیسیٰ بھی تھیں ان کے ہمراہ
مجھ سے مریم نے کہا کیوں تھی علالت میں تباہ
ساعتِ نیک مقدر نے دکھائی خوش ہو
بی بی فاطمہ تری عیادت کو ہیں آئی خوش ہو

۱۰۵

جن کا گھر عرش پہ ہے وہ ترے گھر آئی ہیں آج
باپ جن کے وہ ہیں جن کو ہوئی ہے معراج
چوم لے ان کے قدم بس یہی تیرا ہے علاج
میرے شوہر کی یہ دادی ہیں جہاں کی سرتاج
بس یہ سنتے ہی میں قدموں پہ گری رونے لگی
حال دل کہنے لگی فاطمہ سے منہ دھونے لگی

٩٤٦

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

٩٤٧

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

٩٤٨

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

٩٤٩

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

٩٥٠

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۵۶۵

ساقیا نور ترا صلب علی میں جو تھا
آگیا گود میں زہرا کی چلی آج ہوا
گلرویان کی آنکھیں ہیں ترے قدموں کی بچھی
جس کے سر پہ ہے سہرا اسی نخل کی ہے سہرا علیؑ
ساقیا خوش ہو کہ بیٹی پہ خدا کی رحمت
نور کے تخت پہ بیٹھا ہے یہ اللہ کی دولت

۴۶۵

اپنے ساقی کو بھی دولھن کے گھر سے یہ بلا دی
نقش شاہی سے دل کی بھی ہو شادی
مجھ سے میخانۂ اسلام کی ہے آبادی
رنگ پھیکا ہے ترے بن یہ میخانہ سادی
میکشوں کو جو نہیں ہے چاہی ساقی
آ مرے پاس کہ سمجھا ہے ترا ساقی

۳۶۵

نصرت دین کا ہے لال کے سہرا
گوہر صدق و صفا سے ہے منور سہرا
گوندھا ہے رشتۂ اسلام میں یہ سہرا
لڑیاں ایمان کی ہیں سایۂ ایمان میں تو یہ سہرا
کیوں نہ ہو رنگ سے مہکا ہوا ہر دم یہ سہرا
سر پہ جو باندھ سکے اسکے تجھ سہرا

۲۶۵

تربیت کا ہے عکس رخ زہرا کی جگہ سے آں
وہ بیٹی لائق پہلوئے امام دوجہاں
زینت خانۂ عصمت ہیں خاتون زماں
سب تیرا ہے یہی حسرت کے بچہ سا ماں
کہہ دی نبی نے کہ سلامت ہے ادائے رسالت
بیٹی کا بیاہ ہوا خلعت و انعام لے

۱۶۵

آئیں اے شہ میں علی کی جو بجا لائے سرور
عمر علی کی یہ دلہن سے ہو مبارک[۵] تم کو
اسکو تعلیم کرو دین کے عقائد یکسر
ہے لقب حیدرؑ دین جنہوں کا ہے پسر
ہوں نظر کرکے پڑھیں نیک دعا میں ہم
یہی جگہ جنت میں بلائیں ہم

۵ مبارک باد کے بدلے مبارک بادی عرض کیا اسکو میرا تصرف سمجھا جائے خبیر ۱۲

۵۶۶

ناگہاں ہو گئی ہے [illegible] ہستی پیدا
دانستہ نہیں [illegible] دیکھا
ہر ذرہ [illegible] کی [illegible] کا تھا
پھول [illegible] تھا یا [illegible] تھا
سب اپنی [illegible] کی دنیا میں بھی قائم
اور اسی کی [illegible] محبت قائم

۵۶۷

سایا تری گلی میں جو بھی [illegible] ٹھہرا
[illegible] آئینہ دل شیدا ٹھہرا
[illegible] خاک کا [illegible] ٹھہرا
[illegible] ٹھہرا
[illegible] عبادت بھی تری [illegible] بھی ملی
[illegible] عبادت بھی ملی اور بصیرت بھی ملی

۵۶۸

[illegible] جو [illegible]
[illegible]
[illegible] جو ترے در پہ جائے
[illegible] در پہ جائے
[illegible] دیکھیے
وہ بھی [illegible] دیکھیے

۵۶۹

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] ہی سہی
[illegible] والا ہی سہی

۵۷۰

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] ہو تو
پاک [illegible] معصوم ہو تو

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ویرانۂ میکش کا ہے [illegible] ساقی
گردش میں ہے [illegible] ساقی
[illegible]
[illegible]

[illegible]

اک [illegible] ہے میری [illegible] سی
دل کا سودا [illegible] جان کا [illegible] سی
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

جب ساقی کا [illegible] نہیں
جب [illegible] دل کی [illegible] نہیں
جب [illegible] نہیں
جب نظر [illegible] نہیں
جب [illegible] محبت کی [illegible] نہیں
جب [illegible] وفا میری بقا [illegible] نہیں

[illegible]

[illegible] دیکھیے
[illegible] دیکھیے
[illegible]
[illegible] یاد
[illegible] یاد

۲۷۶

باپ کی زیست میں بھی شاد اُٹھاتے تھے غم
گر نظر بند ہے گھر میں کبھی قید ستم
مستعین ستم آرا کا یہی حال رقم
کر دیا لکھا تھا مشہور تھا وہ اہل قلم
علم تاریخ کا ماہر تھا وہ نجید وقت
قدر دان اہل بصیرت کا تھا فہمیدہ تھا

۲۷۷

تھا گرا آل نبی کے لیے یہ حال اُس کا
حسد و بغض کی آتش سے جلا کرتا تھا
فکر رہتی تھی یہ پھر ایسا طریقہ پیدا
کہ مٹے قتل سے اولاد رسول دوسرا
ستم و جور کی گویا تھا نشانی ظالم
عسکری کا تو وہ تھا دشمن جانی ظالم

۲۷۸

اُس شقی نے لیا تھا مول زمیں کا خونخوار
دیکھنے میں تو حسیں تھا یہ بیاباں گلزار
مگر اک عادت بد یہ تھی کہ بیٹھے جو سوار
پاؤں سے تند کے ٹکڑے کرے مانند غبار
جو قریب آ گیا معصوم و حزیں سے کیا
کشتوں کو مار کے پیوند زمیں اُس نے کیا

۲۷۹

مستعین سے کسی ظالم نے کیا یہ اظہار
سامنے کے اُٹھے سب باغ ہے سیاہی بیکار
کھائی ہر اک نے چوٹ ایسا ہے سرکش رہوار
عسکری تو لائیے ہیں وہ شاہ سوار
دیر اگر لگ گئی تو ہم دیتا وہی دیکھا یہ فرس
سمجھے امید ہے جب شام کو بھی دیکھا یہ فرس

۲۸۰

ہاں استحکام کریں دے اسے نہایت بہتر
آدمی جب سمجھے گئے آئے حسن و بشر
آئے ایوان میں وہ فضل خدا جان حیدر
در خانہ پہ بلا کو زمیں زشت ستم
آپ آئے تو رہی سمجھے پہ رکھا ہاتھ اپنا
اب تو سب لی گیا تفضیل خدا ذات اپنا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۹۱

لشکر کے صحابہ تھے قید کیا ان کو سارا
آئے دربار میں حاکم کے امام والا
کہا یزید لعین نے ہر اک چھوٹا بڑا
رب کا شکر ہے جو یہ نکلا فیصلہ خدا
اس کا دشت میں سب خود وکلا ان جمع ہوئے
دوست دشمن بھی اک ساتھ وہاں جمع ہوئے

۹۲

ہاتھ راہب نے بھی اور سب نے کیے جب دعا
جھوٹے ہونٹ اپنے لبوں کو حرکت دیتا تھا
دفعتاً جھوم کے ہر سمت سے بادل اٹھا
جس دم ہاتھ پہ جو رکھے ہوئے تھے وہ ذرا
ہڈی اک ہاتھ پہ رکھے تھا وہ چھینا اس کو
پانی کیا آ گیا خفت سے پسینا اس کو

۹۳

پھر تو ان سے کہا اس نے کہ اب تو دعا
ہاتھ اٹھائے تھے تو وہ چھٹ گیا بادل سارا
حاکم وقت نے پوچھا کہ یہ تھا وہ کیا
مصلحت نام بتانے کی نہ تھی شہ نے کہا
خاصیت جو وہ تھی خاص اللہ کی ہے
کہ یہ ہڈی کسی پیغمبر ذیجاہ کی ہے

۹۴

جب کفن ہڈی نبی کی جو ہے زیر سما
کی آشکار ہوا کرتے ہیں ہم پیدا
امتحان اس کا جو حاکم نے کئی بار کیا
سب کے شک دور ہوئے اور یہ جادو نہ تھا
سمجھے وہ فاطمہ قوم کی بڑی نادانی
سمجھے جو معصوم تو معصوم کی بڑی قربانی

۹۵

بعد قید امام سے پڑھی الحمد کے نماز
اور ... میں ایسی مشقت باعث شہ ناز
لگے اٹھنے لگے کہنے لگے سامان حجاز
لوگ کہنے لگے ... ... کا وقت راز
یہ وہاں سے ... ... گا
... ... برسے گا

۵۹۶

لوگ واپس ہوئے سب اپنے گھروں کو مضطر
اپنی منزل پہ چلا آیا وہ اللہ کا نور
پھر گئے دشت و جبل یہ ہوا بارانِ نور
کھل گیا منظر جو ہوئی تھوڑی کیفیت دور
سب بحکمِ شہِ دیں اُن کو دعا دینے لگے
دلبرِ ساقیٔ کوثر کو دعا دینے لگے

۵۹۷

ایک نکتہ ہے یہاں غور کے قابل حضرت
ہوئی معصوم کی جب آ گئی معصوم کے ہات
خود ہی دفنائی کہ عصمت کے منافی تھی یہ بات
کیا خصوصیت ہے کہیں بعض مسلمان کی بات
جب اٹھا میداں سے اٹھی شہِ مظلوم کی لاش
غیرِ معصوم نے دفنائی تھی معصوم کی لاش

۵۹۸

یہ غلط جو ہے کہے اصل یہی ہے جھگڑا
دفن کی عابدِ بیمار نے لاشِ مولا
یہی پہلے بھی یہی بعد بھی دستور رہا
کیا معصوم نے معصوم کا مدفن لاشا
دفن حیدر نے کیا میّتِ پیغمبر کو
اور سلطان نے تربت میں کیا حیدر کو

۵۹۹

ایک کے بعد امام ایک یہی کرتا رہا
عسکری سے گیا مدفون نقی کا لاشا
بارھویں ہادیٔ دیں سے یہ شرف تھا باقی
اے قلم ابھی باقی ہے فسانہ غم کا
چاہتا ہوں کہ کروں آج یہی بیان میں
عسکری کا ہو گئے دنیا سے تم ...

۶۰۰

قید میں تھی قیدِ ستم ... بھی
روز و شب ... بھی
... دور ہی
... اعانت کرتی
اور ... پریشانی میں
... نگہبانی میں

[illegible]

گوشۂ قصر میں تھا ایک نہ صحرا حجرا
جس میں روزن بھی نہیں تھا کوئی اک در کے سوا
نہ تو دھوپ آتی تھی اس میں نہ آتی تھی ہوا
حیف صد حیف یہیں بند کئے زنداں کو رکھا
غم فقط سید مظلوم کے ہمراہ رہا
دو برس تک یہی زندہ میں وہ شاہ رہا

[illegible]

وقت اہل و عیال اپنے بچوں کا خیال
اتنا الزام ہوا تھا وہ تو قفس و کمال
جیسے پالا سے فلک نے شب اول کا ہلال
بھی جدائی کا ہوا تھا صدمہ ضعف کمال
اس طرح آپ کے حصہ میں اسیری آئی
ابھی چونتیس برس کے تھے کہ پیری آئی

[illegible]

صرف چھ سال کے بعد تھی نہ زندہ حضور
ایک دن بھی نہ ملا سہم ہوا بیکس کو سرور
پانی وقتی ہو رہائی بھی تو کرتا مقدور
کہ کسی دوست سے ملنا بھی نہیں سلطان غیور
رات دن ہم نفس ایماں نگہبان رہتے تھے
مگر اعجاز امامت کے عیاں رہتے تھے

[illegible]

جتنا بھی وقت ملا دوستوں کا کام کیا
دین کی تبلیغ بھی کرتے رہے سلطان ہدیٰ
دشمنوں کا نہ تو شکوہ نہ شکایت نہ گلا
پھر بھی ان جاسوسوں پر بار تھا شہ کا جینا
دشمن جاں تھے وہ جان و جگر زہرا کے
معتمد نے دیا زہر آپکو موقع پا کے

[illegible]

ہر وہ الا ہوا بیتاب نہ اصحاب سیموں کا
زہر خود دینا پھر الزام سے بچتے رہنا
معتمد نے بھی کی وہ رسم قدیمہ نہ ادا
عین جس وقت ہوئی حالت شاہ والا
کھلے بند دنیا کے لوگوں کے کہا بھیجے
سب کو دکھلانے کو ظالم نے اطبا بھیجے

[illegible] ۶

کہ ضرورت کے لیے حاکم بد کے غلام
خود وضو یا ابا عبادت کو کیا آکے سلام
قاضی شہر نے کی عرض کہ حاضر ہے غلام
مضطرب شاہ ہوئے سن کے آیا ہنگام
سب مصیبت کے پہاڑ ان پہ ٹوٹے آقا پر
کربلا ساتھ کئیں تین شب ہو لا پر

[illegible] ۷

آخر وقت دم صبح یہ خادم سے کہا
پانی لا اس نے دیا پانی کے عوض تشنہ دوا
لے یہ جام دوا رکھ دے یہ نہیں کام اس کا
اب خالص مجھے دیکھا ہے تیری اعجاز دوا
کہہ کے یہ حالت غلام دم بھرنے لگے
صاف پانی جو وہ لایا تو وضو کرنے لگے

[illegible] ۸

کہ لیا خیرات مصلے پہ شہنشاہ حجاز
کی ادا طاعت معبود باخلاص و نیاز
جس طرح کرتے تھے صحت میں ادا حق کی نماز
وقت آخر بھی اطاعت کا وہی تھا انداز
شہ دیں نے جو عبادت سے فراغت پائی
موت سے پھر نہ دو پیسے کی فرصت پائی

[illegible] ۹

ہاتھ سے لے لیا اک خادم نے جام دوا
جسم اقدس نے مصلے پہ مصلی سے نقض
دو پسر شیر ہیں بھی کر گئے آنکھیں اشفا
کر اٹھا خلق سے ایمان کا رہ رو طف
شہر روتا سارا ہے اس کے قیامت کا
چھوٹی فاطمہ پہ تازہ مصیبت آئی

[illegible] ۱۰

پہنچی گئی عالم اسفل کی بہت ہی آنکھ
گھر پہ بھلا سے کے پہر کھوئی ہوئی نظر
مال سب حق کا اسیر کلیں قفلوں پہ
فکر پہ بھی نہ کہ ہو شاہ کا کوئی دلبر
امر ایشلد نہ کہیں کوئی اظہار کریں
یا تو قتل اسکو کریں ورنہ گرفتار کریں

۱۱۱۱

نام صیقل تھا کنیز آپ کی تھی باتوقیر
حمل کا اس پہ گماں تھا تو کیا اس کو اسیر
جس سے سب بن نہ سکے کوئی نہ چھوڑی تدبیر
اسلئے غسل بھی لاش امام و تکفیر
انتظامات سے جس وقت فراغت پائی
گھر میں نرگس کی عزیزوں نے اجازت پائی

۱۱۱۲

صرف اک جا ہی نہیں بلکہ ہزاروں انساں
تعزیت کے لیے استادہ تھے ہر سمت مکاں
راہیں بازار میں جتنی سب بند تھی ہر ایک دکاں
ہر طرف سوگ کا ساماں تھا ماتم کا نشاں
سب یہی کہتے تھے فرزند نبی مارا گیا
کیا رضواں حسن کا وصی مارا گیا

۱۱۱۳

حکم حاکم سے ہوا غسل و کفن کا ساماں
آئے جب تک کہ وہ ساماں سپہ شاہ زماں
مہدیٔ دیں نے دیا غسل و کفن بے ہمراں
نعش پہ آیا جو بھی ہو گیا وہ طفل نہاں
عم مہدی نے یہ چاہا تھا کہ آ کے پڑھے
گھر میں بھائی کی جنازے کی نماز آکے پڑھے

۱۱۱۴

جعفر آئے کہ پڑھا میں جو بھائی کی نماز
بیکسوں بلکہ ہزاروں تھے عجب حال نیاز
کہی جعفر نے جو تکبیر ہوا عالم راز
آیا اک طفل ردا کھینچ کے دی آواز
آپ سے بار امامت کا اٹھا سکتے نہیں
ہٹ جاؤ کہ نماز آپ پڑھا سکتے نہیں

۱۱۱۵

پیچھے جعفر ہٹے اک طفل نے پڑھی نماز
سب کو حیرت تھی کہ ہے کیا یہ خدا کا راز
شان و شوکت سے تھی جس کے عیاں سلطان حجاز
باپ کے پاس ہی تربت میں سرافراز
پھر بارہ گیا زمرہ بیت سے قریب آپہنچے
دفن کرنے کے لیے جو بھی قریب آپہنچے

[illegible]

دور سے [illegible] اب باغ
پر نظر سے [illegible] یہ منظور دیکھ
چھوڑ گیا کر کے ہم کو تو قیامت برپا
غافلو باقی اسلام کا یہ ہے گھر [illegible]
بے جماعت کو یہیں شکل کی صورت لازم
[illegible] ہے صورت حرمت لازم

[illegible]

جب [illegible] دور [illegible] ہوا
[illegible] ہوا
روتا پھرتا تھا وہ [illegible] کا در ہوا
ٹھوکریں کھا کے گرتا تھا کوئی [illegible]
[illegible] میں بھگدڑ سی آرا بھاگے
دیکھ کر کھوٹے کو غنچہ کا سب بھاگے

[illegible]

منتظر گو پیر تھا [illegible] سب دیکھا کیا
کربلا [illegible] سلطاں وہ کیسے بیکس
[illegible] حرمت [illegible] صحرا
[illegible] ولا [illegible] شاہ [illegible]
[illegible] ہے وہ ظالم کے بانی کیسا
پانی پینے نہ دیا [illegible] کو پانی کیسا

[illegible]

[illegible] جب [illegible] شاد ہوا
عالم وقت نے [illegible] کا سامان کیا
[illegible] و [illegible] سے اٹھا ارشا
[illegible] ساتھ بہت [illegible] کہ ہم [illegible]
کوئی سرگرم فغاں تھا تو پریشاں کوئی
ننگے سر تھا کوئی اور چاک گریباں کوئی

[illegible]

تھی یہ [illegible] رہا ہے یہ نقش
[illegible] دین کا ہادی [illegible] دیں
پردہ راز میں چھپ جا [illegible] کہیں
یاد رکھو یہ رخ و چشم یہ گیسو و جبیں
حامی دین الٰہی ابو طالب کی طرح
نام بھی اسکا محمد ہے محمد کی طرح

۱۲۱

منصفو سپہ کی جو دیکھی یہ توقیر
لاکب دوش پیمبر تھے جناب شبیر
جان جب تن سے گئی شاہ عرش سریر
گریہ روتے تھے جو ہوتے تھے پیمبر دلگیر
اس طرح آج ہر ساعت کا بیاں قتل کیا
کلمہ گو ہو کے نبی زادہ کو ظالموں نے قتل کیا

۱۲۲

حیف افتادہ تھی خاک پہ لاش بیکس
کیا ہی حرمت میت تھی کہ جو دوڑا فرس
کیا صدا کرتی تھی زینب مضطر بے بس
ابن سعد سے کہتی تھی وہ بیکس
تیرے مہماں کی دور ہو نہ سکی پیاس
ہم کو بخش دے پیمبر کے نواسے کی لاش

۱۲۳

لے گئے چھین کے پیراہن مظلوم شریر
بے ردا ہو کے ہوئی زینب دلگیر اسیر
ایسے مضمون کو یوں کر گئے ہیں نظم دبیر
بھائی کی لاش تھی عریاں تو بہن کی تشہیر
کیا برا وقت پڑا آل پیمبر کے لیے
وہ کفن کے لیے یہ محتاج چادر کے لیے عہ

۱۲۴

بس اے قلم اب نہیں ہے تاب سماعت اصلا
نقص مضمون سے مشغول سخن ہے تیرا
ہے یہ ہنگام دعا عرض کر اب با صفا
تا دم مرگ سلامت رہے ایمان میرا
خلق میں جا کے زیارت کو پھر اک دم دیکھیں
حشر میں جا کے بیاں ہم پہ عصمت معصوم دیکھیں

عہ یہ بیت مرزا دبیر مرحوم کی ہے

تاریخ ختم تصنیف مرثیہ ہذا
۱۳ ربیع الثانی ۱۳۷۳ھ
گلستان خیبر
۱۳۷۳

اشتہار

بدر کامل حصہ اوّل جس میں سات

مرثیے ہیں آنحضرتؐ سے امام

محمد باقر علیہ السّلام تک کا

احوال نظم ہے ضخامت ساڑھے دس جز

قیمت عہ۸ر دو روپیہ آٹھ آنہ

منیجر ممتاز ایجنسی

نخاس لکھنؤ

مرثیہ ۱۴

ساقی بہار آئی ہے رحمت لئے ہوئے

مشتمل بمدح امام عصرؑ

واستغاثہ جناب معصومہؑ

بند ۶۷

مصنفہ سید سرفراز حسین رضوی خبیر لکھنوی

مطبوعہ نظامی پریس آہنی پھاٹک لکھنؤ

زیارت حضرت صاحب الامر

باسمہ

اَللّٰهُمَّ بَلِّغْ مَوْلَايَ صَاحِبَ الزَّمَانِ صَلَوٰاتُ اللهِ عَلَيْهِ عَنْ جَمِيْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ فِيْ مَشَارِقِ الْاَرْضِ وَمَغَارِبِهَا وَبَرِّهَا وَبَحْرِهَا وَسَهْلِهَا وَجَبَلِهَا وَحَيِّهِمْ وَمَيِّتِهِمْ وَعَنْ وَالِدَيَّ وَوُلْدِيْ وَعَنِّيْ مِنَ الصَّلَوٰاتِ وَالتَّحِيَّاتِ زِنَةَ عَرْشِ اللهِ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهِ وَمُنْتَهٰى رِضَاهُ وَعَدَدَ مَا اَحْصَاهُ كِتَابُهُ وَاَحَاطَ بِهِ عِلْمُهُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُجَدِّدُ لَهُ فِيْ هٰذَا الْيَوْمِ وَفِيْ كُلِّ يَوْمٍ عَهْدًا وَعَقْدًا وَبَيْعَةً لَهُ فِيْ رَقَبَتِيْ اَللّٰهُمَّ كَمَا شَرَّفْتَنِيْ بِهٰذَا التَّشْرِيْفِ وَفَضَّلْتَنِيْ بِهٰذِهِ الْفَضِيْلَةِ وَخَصَصْتَنِيْ بِهٰذِهِ النِّعْمَةِ فَصَلِّ عَلٰى مَوْلَايَ وَسَيِّدِيْ صَاحِبِ الزَّمَانِ وَاجْعَلْنِيْ مِنْ اَنْصَارِهِ وَاَشْيَاعِهِ وَالذَّابِّيْنَ عَنْهُ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُسْتَشْهَدِيْنَ بَيْنَ يَدَيْهِ طَائِعًا غَيْرَ مُكْرَهٍ فِي الصَّفِّ الَّذِيْ نَعَتَّ اَهْلَهُ فِيْ كِتَابِكَ فَقُلْتَ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَرْصُوْصٌ عَلٰى طَاعَتِكَ وَطَاعَةِ رَسُوْلِكَ وَاٰلِهٖ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ اَللّٰهُمَّ هٰذِهِ بَيْعَةٌ لَهُ فِيْ عُنُقِيْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ

تاریخ ولادت باسعادت ۱۵ ماہ شعبان سنہ ۲۵۶ھ

تاریخ آل عبا ۲۵۵/۲۵۶ھ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۵۶

شاخوں میں کھل رہے ہیں ہزار رنگا رنگ پھول
رونق فزائے دامن فصل بہار پھول
رضواں نے اپنے ہاتھ سے کیا عطر بار پھول
ایک ایک پھول پر ہیں فدا سو ہزار پھول
باغ نبی کا پھول جو آیا زمین پر
جنت کا نور سیر کو آیا زمین پر

۵۷

تار نگاہ شوق کا پہنے ہیں ہار پھول
نازک ہیں ایسے سب کو سمجھتے ہیں بار پھول
شاخوں سے ٹوٹ کر گرے ہیں بار بار پھول
سبزے پہ لا کے رنگ بچھائے ہزار پھول
روشن ہر ایک شمع سر فانوس کی طرح
صحن چمن ہے شہپر طاؤس کی طرح

۵۸

کلیاں ہیں غرق عطر مہکتے ہوئے وہ پھول
شبنم کی مے سے بھر کے چھلکتے ہوئے وہ پھول
گلشن کا وہ فروغ چٹکتے ہوئے وہ پھول
نظارہ سوز حسن بہکتے ہوئے وہ پھول
لالے کے دل میں ذوق جگر گیر ہے بپا
ٹھنڈی ہواؤں میں بھی مزاج آتشیں بپا

۵۹

کھلا کر کرامات ہوئے حق پسند پھول
مس کر رہے ہیں اپنے پروں سے پرند پھول
ظاہر سے حال درد دل مستمند پھول
بلبل نے رکھ لیے ہیں نشیمن میں چند پھول
دیکھا جو ربط بلبل و گل ہیں جہان میں
سوسن بتا رہا ہے کچھ لالے کے کان میں

۶۰

کہتی ہے خوش بہار رضواں کی بھی ہیں پھول
مست شراب حب علی مرتضیٰ ہیں پھول
جوش ولائے حضرت حیدر ہی میں ہیں پھول
جو ہر کشائے مذہب حق جعفری ہیں پھول
دم بھرتے ہیں ریاض محمد کے پھول کا
غنچے چٹک کے پڑھتے ہیں کلمہ رسول کا

۱۱ه

ترچھی کلاہ سر پہ دھرے آن سے پھول
ٹھٹکے ہیں زیرِ بیلچہ سامان سے پھول
سر خاک پر جھکائے ہوئے شان سے پھول
کرتے ہیں سجدہ شکر کا ایمان سے پھول
روشن ہے نور حسن تجلی زمین پر
سبزہ بچھا رہا ہے مصلّیٰ زمین پر

۱۲ه

کل شب تمام سے وہ صبح مسرت عیاں ہوئی
گونج اٹھا عرش کعبہ کی چھت پر اذاں ہوئی
نازل زمین پہ رحمت حق ناگہاں ہوئی
گیتی تمام رشک دہ آسماں ہوئی
ارض و سما کا مالک سر تاج ہو گیا
مسند نشین صاحب معراج آ گیا

۱۳ه

بادل اٹھا جو وادی خضرا سے جھوم کر
میکش کی جام بزم پہ جانے لگی نظر
واعظ کہ جب ہوئی تو کہا دل میں بیخبر
اس رسم سے توبہ کرو ہے غافل خدا سے دور
فتوی دیا ہے مجھ کو یہ قاضی نے جام نے
پینا ہے اب امام زمانہ کے سامنے

۱۴ه

آئے ہیں تیرے در پہ ضمن ساقیا
ہم بیخودوں کا تو ہے خداوند ساقیا
تا حشر ہے پلانے نہیں تا چند ساقیا
منہ سے لگا کے بادہ کر بند ساقیا
کہتا ہوں میں حجاب ہے ہم کو یقین کا ہے
مجھ کو مذاق الفت پردہ نشین کا ہے

۱۵ه

اس رونق کی امیدیں ابتک بچا لیں
رو رو کے رو گیا تو کبھی خون دل پیا
اک ہوک سی جگر میں اٹھی نام جب لیا
نور خدا سے اس کی انکھیں ہیں پر ضیا
دل میں ولا و داغ غم بو سے بنا رہے
میکش کو تیرے اپنے مقدر پہ ناز ہے

قطعہ

اب دیر ہے کیا چھوڑ دی جام شراب دے
ذرہ نواز تو ہے سبھے آفتاب دے
دو آتشہ کبھی ہو کبھی بوئے گلاب دے
دھبے گناہ کے جو چھینٹوں سے دھو سکے
عاصی کہیں کہ قلزم رحمت یہی تو ہے
رحمت کہے کہ لطف ندامت یہی تو ہے

قطعہ

برسات کی یہ رت یہ گھٹا ابر و ساقیا
اٹھ اٹھ کہ تشنہ ہوں ہمہ تن درد ساقیا
فرقت احتراق میں ہے تو رخ زرد ساقیا
دے سرخ بادۂ رنگیں و درد ساقیا
جو ہے علاج قلب شکستہ وہی پلا
اترے جو حلق سے ابدی زندگی ملے

قطعہ

وہ مے کہ جسکو صاحب عرفان پیا کریں
وہ مے کہ جسکو راسخ الایمان پیا کریں
وہ مے کہ جسکو بوذر و سلمان پیا کریں
وہ مے کہ جسکو حامل قرآن پیا کریں
اپنے نبی کے ہاتھ سے امت نے پائی ہے
معراج میں نبی کو خدا نے پلائی ہے

قطعہ

جس سے کہ ختم ہوش معاصی کی وہ مے پلا
جنت میں بھی ہے جس کا تجلا وہ مے پلا
ترہے جرم کا جس سے دھلے وہ مے پلا
پیتے ہیں جسکو اہل تولا وہ مے پلا
جس کی ہر ایک لہر میں کوثر کی نہریں ہیں
تسنیم و سلسبیل ہیں جس کی لہریں ہیں

قطعہ

مدہوش کر رہا ہے ترا کاشانہ ساقیا
بیتاب ہو گئے ہیں ترا چھلکا پیمانہ ساقیا
سنتا ہوں برق طور کا افسانہ ساقیا
وہ دیکھ ہے ترا جلوۂ مستانہ ساقیا
شوق نظارۂ رخ زیبا مجھے بھی ہے
موسیٰ کی طرح عشق کی تمنا مجھے بھی ہے

۵۲۱

موتی ہیں اور مجھ میں ہے ذوقِ افتخار
اعلیٰ وہ بادہ کش تھے ہیں اعلیٰ تر ابرار
عصمت کا جام پیتے تھے وہ بے قصور دار
وہ بھی مگر اس آتشِ تر کے تھے خواستگار
یہ تو ہے میرے پاس پیمبر کا دل نہیں
پھر بھی گزار ہوگا کہ پتھر کا دل نہیں

۵۲۲

اشک بہ آنکھوں میں ہیں کہ ہیں شوقِ غمِ دوست
رو یا ہیں اور ساتھ ہی ارمان بہہ گئے
بیتاب کر رہے ہیں مرے دل کے ولولے
غالب شفق کے جام میں شیشہ اُنڈیل دے
سمجھو ہم وہ ہے کہ حق شناس ہے
میں بھی ہوں وہ جو لا بہشت کی پیاس ہے

۵۲۳

سقائے اہلبیت کے غم کو روتا ہوں
سرِ دریا فیضِ حضرت عباس کو روتا ہوں
نجف مراد یا نے مصطفیٰ کو روتا ہوں
شنشاہ ہے بزبانِ علیؑ حسینؑ کو روتا ہوں
آیا ہوں خون جوش میں آنسو نکل پڑے
پانی پیا تو ساتھ کے ساغر چھلک پڑے

۵۲۴

صد شکر وہ زمانۂ رنج و الم گیا
نفسِ خدا سے دورِ جفا و ستم گیا
سہما شہر تو خدا بتوں کا بھرم گیا
وحدانیت کا نقش ہر اک دل پہ جم گیا
اسلام کا مسئلہ جو ہے وہ ٹھیک ہے
حق کس بھی کہہ رہے ہیں خدا لاشریک ہے

۵۲۵

بالمجوں کسی سے کیا جو میں در در پھرا کیا
آمد نگاہِ شوق نے پردہ اٹھا دیا
سہتے نورِ حق نے دیدۂ اسلام پر دیا
طالع ہے نیّرِ افقِ علل کبریا
مظہر علوم و حکمت علم میں ہوا
یعنی علی کا جسم علم سے عیاں ہوا

۵۲۶

ابرو کشادہ چاند سا چہرہ جبیں بلند
تھی بیں نگاہ آنکھوں کی گردش بلا پسند
جاں بخش لب مسیحؑ بھی جن پہ ہوں دردمند
یوسفؑ ز نور چاہ زنخداں بحیرت اند
چہرے پہ خط بنے ہے تحریر نور کی
قرآن کے حاشیے پہ ہے تفسیر نور کی

۵۲۷

زینت فزا خلیلؑ کی مسند نبیؐ کا تاج
دیکھو سحاب رحمت حق کی بہار آج
خلق حسنؑ عجب ہے غنی و خوش مزاج
کاٹھی پہ ذوالفقار جو سے سرکشوں سے باج
عصمت گواہ ہے کہ یہ جان بتولؑ ہے
بالا سے دوش چادر بنت رسولؐ ہے

۵۲۸

جچتا حجاب عجیب ہیں یہ نقش ہے
روشن ہے جس سے دین وہ شمع یقین ہے
راز خدا سے کون و مکاں کا امیں ہے
وہ رب عالمیں سے تو رب زمیں ہے
باطل کے ہوش اڑ گئے تقلید سو گئی
صحاب بہت جاگ اٹھے صبح ہو گئی

۵۲۹

جیسے تڑپ کے کبھی زمیں پر تڑپ لے
دریا کو پاس سے صحن میں چھلکے
سجدہ کا ہے بیان مری حرمت بلائے
پیغمبروں کو شان امامت دکھلائے
ضو قمر کی بھی پشت رسولؐ حجاز ہیں
حضرت سے کی پشت پہ ہو وقت نماز ہیں

۵۳۰

یہ نور الٰہی ہے وارث سلطانؑ کربلا
مشہور ہے غالب بیاں کربلا
پیش نظر ہے منظر میدان کربلا
لائے گا رنگ خون شہیدان کربلا
شہرہ ہے کیوں ہو خلق میں بھی حسام کا
ثانی ہے حق دیا ہے جسے انتقام کا

۵۳۱

فرزند خوش جمال و خوش انداز و خوش سیر
ذی خلق و ذی مکارم و ذی فہم و ذی اثر
با علم و با مروت و با حلم و با ہنر
حق دوست حق پرست حق آگاہ حق نظر
فوقیت میں آن کی دولت پر اک سے زیادہ ہے
فرمان کبریا کا انھیں انتظار ہے

۵۳۲

کاندھے پہ دو نشان رسول فلک نشاں
بدر و حنین میں دوش علی پر تھا جو عیاں
گردن میں ہے صحیفۂ معصوم سے عیاں
تیوری چڑھائے تیغ کے قبضے پہ انگلیاں
تھی مستحق بھی قدر کی شمشیر جو قدر کی
جاگ اٹھی جو وہ خندق و صفین و بدر کی

۵۳۳

خیبر میں جو چلی تھی وہ شمشیر یہی
اب تک بھی ہے قبضے میں ہوئے ید الٰہی
سرگرم یوں حمایت اسلام میں رہی
ایمان کی جو بات تھی انصاف نے کہی
الماس رنگ تیغ میں پانی ہے نہر کا
سم الاماں کہ وہ ہے اثر ہے قہر کا

۵۳۴

ایماں کی دولت کفر کی دشمن یہی تو ہے
پڑھتے ہیں کلمہ جس کا سر افگن یہی تو ہے
پھونکا ہے جس نے عمرو کے خرمن یہی تو ہے
چلتی تھی کربلا میں جو سن سن یہی تو ہے
غربت میں جو چھٹی نہ مسافر کے ساتھ سے
لاکھوں کے سر اڑائے ہیں صفدر کے ہاتھ سے

۵۳۵

طوفان حشر خیز بھی ہے سیل فنا بھی ہے
معصوم کا جلال بھی ہے قہر خدا بھی ہے
جادو بھری نگاہ بھی ہے معجزہ بھی ہے
جوہر کی ابتدا بھی ہے اور انتہا بھی ہے
تمغائے لافتیٰ یہ صفدر نے پایا ہے
اس کی ثنا میں عرش سے لا سیف آیا ہے

۱۶

جوہر بتا رہے ہیں عجب آبدار ہے
نخلِ ظفر کی شاخ جواہر نگار ہے
[illegible] کے دشت میں تنک نکالیے
باغِ جہاد میں تیغ کے دم سے بہار ہے
دل پھٹ گئے جدھر نظر سرسری گئی
پانی وہ جس سے کشت جراحت ہری ہوئی

۱۷

وہ صاف صاف پھل ید بیضا کہیں جسے
وہ حسن برقِ طور کا جلوا کہیں جسے
وہ آب رشکِ گوہرِ یکتا کہیں جسے
وہ دھار بحرِ موت کا دھارا کہیں جسے
[illegible] یہ موجہ طوفاں کی موج کی
عامل کے واسطے یہی کشتی نوح ہے

۱۸

یہ تیغ ہاتھ میں ہے عداوت کے واسطے
تیار ہیں وہ حق کی حمایت کے واسطے
کھینچی ہے آج تیغ جو عبادت کے واسطے
نکلے فلک سے آج نبی بیعت کے واسطے
روح الامیں ہیں لائے عنایت خدا نے کی
رجعت جہاں میں ہے جو شہ و گدا نے کی

۱۹

کھینچے گا دل سے آج جو آواز جبرئیل
تیار ہو گی بار [illegible] خلیل
مشتاق ہوں گے [illegible]
سب اور [illegible] خلیل
جبریل سے [illegible] کا دستہ لیے ہوئے
ہیں اُن بزرگوار [illegible] دستے لیے ہوئے

۲۰

مشغول تھی [illegible] بھی
[illegible] بھی
[illegible] بھی
[illegible] بھی
[illegible] شاہ دیں کے ساتھ
[illegible] کے ساتھ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۵۱

پھر اپنی تیغ تولی کے سیف خدا کی جاں
حملہ کریگا فوج پہ با صد شکوہ و شاں
لشکر پہ یوں چلے گی وہ شمشیر دو زباں
جس طرح کوند کوند کے گرتی ہیں بجلیاں
اک حملے میں حضور یہ قدرت دکھائینگے
ستر ہزار مر کے جہنم میں جائیں گے

۵۲

بعد اسکے ہاتھ روک لیں گے سلطان دوسرا
زہرا زبان حال سے دیگی یہ تب صدا
ایسی ہوا جہاں میں چلی وا مصیبتا
پامال جس نے باغ نبی و علی کیا
مجھ غمزدہ کا دل غم و حرماں سے بھر دیا
ان دشمنوں نے گھر مرا برباد کر دیا

۵۳

ہیہات ظلم و جور پہ تیار تھے لعیں
دنیا اُدھر تھی میری طرف چند اہل دیں
ازبسکہ تھا جو رعب شہنشاہ مومنیں
اس واسطے خلاف ہوئے اور اہل کیں
آخر کو سجدے میں شہ عالی ہوا شہید
مسجد میں بے خطا مرا والی ہوا شہید

۵۴

قتل علی پہ ظالموں نے کی نہ اکتفا
شبر سے صلح کر کے ستمگر نے کی دغا
بیٹے کو میرے زہر کا پانی پلا دیا
مارے گئے جنازے پہ پھر ناوک جفا
اسوقت کیوں نہ صرف بکا و فغاں ہوں میں
لاشے پہ جس کے تیر چلے اسکی ماں ہوں میں

۵۵

رہنے دیا نہ گھر میں مرے دل کے چین کو
مہمان دشمنوں نے بلایا حسین کو
محصور کر کے بن میں مرے نور عین کو
کاٹا ریاض فاتح بدر و حنین کو
سب کشتگان نیزہ و خنجر کے داغ ہیں
زہرا کے ایک دل میں بہتر کے داغ ہیں

۷۵۶

میں کیا بتاؤں شاہؑ پہ تھی شورشِ بپا
ان باغیوں نے گلشنِ زہراؑ اُجاڑ دیا
گھر خاک میں ملا دیا آلِ رسولؐ کا
اک حشر سا تھا خیمۂ شبیرؑ میں بپا
پُرزے اُڑے صحیفۂ ایمان بکھر گیا
سردار رو رہا تھا کہ اُن کا گھر گیا

۷۵۷

موجود تھی اگرچہ وہاں اُمتِ نبیؐ
فریاد میرے لال کی امداد کو نہ کی
اک جرعۂ آب شہؑ کو نہ پلایا پانی
تھا وقتِ آخری بھی نہ دی بوند پانی کی
احسان بھلا دیا نبیؐ مشرقین کا
گودی میں میری کاٹ لیا سر حسینؑ کا

۷۵۸

افسوس بنتِ جگرِ مصطفےٰؐ
خیموں میں آ کے آگ لگانے کو اشقیا
چھینیں کسی نے چادریں تو کسی نے ردائے زینبؑ
زہراؑ کی جھولی بیٹیوں کو قید کر لیا
سیلی سکینہؑ کے گالوں کے واسطے
زنجیر و طوق عابدِؑ مجبور کے واسطے

۷۵۹

پُرسا ہے اُم حسینؑ کا دے کے تھا کہیں
بیٹھی تھیں ہم کی ساتھ بیٹھ کے ہمسائیاں نہیں
در سے نکالا چادر اُتارا تھا شمرِ لعیں
ناقوں کا ساربان مرا اکبرِؑ حزیں
ہاتھوں میں بانوےؑ مغموم ننگے سر
زینبؑ کشادہ مو مری کلثومؑ ننگے سر

۷۶۰

ناقے سے گر پڑی تھی سکینہؑ جگر فگار
بیٹا کو بیٹھے گودی میں کیسے ذرا تھی بیمار
کیا اس پہ بھی تھی خطائے اسیرانِ بیمار
جو دو سپاہی تھے ہمراہ شمرِ جفا شعار
بیمار کے لیے تو بیڑی ہی دوا تھی
کیا اس کی پشت لائقِ صد تازیانہ تھی

۵۶۵

بیٹھا ہوا تھا تخت پہ کمبخت میرِ شام
رکھا ہوا تھا [illegible] سرِ امام
وہ [illegible] جس کی صبح و شام
وہ لب [illegible]
[illegible] واسطے
[illegible] واسطے

۴۶۵

کوفے سے اہلبیت نبی شام میں جو آئے
سب جا رہے تھے پاؤں [illegible]
اس وقت کیا گزر گئی زینب پہ ہائے ہائے
خالق کسی [illegible] وہ دن نہ دکھائے
[illegible] ناموس کا
مجرم بنا کے [illegible] رسول کا

۳۶۵

ابن زیاد بزم میں مصروف میکشی
کرسی پہ [illegible]
مجرم کی طرح بیٹھی تھی وہاں عترت نبی
ناموس میں [illegible] تھی
وہ [illegible] وہ [illegible]
بارہ گلے اور ایک رسن [illegible]

۲۶۵

جس کوفے میں علی کی حکومت تھی پیشتر
ذریت حسین وہاں آئی ننگے سر
خوش خوش گروہ [illegible] تماشا ادھر ادھر
رنگیں لباس جسم میں سر پر کلاہ زر
سادات کے اسیر بنانے کی عید تھی
اولاد مصطفیٰ کے ستانے کی عید تھی

۱۶۵

پہنچا حرم سرا [illegible] تباہ
صدمے سے [illegible]
کلثوم رو کے کہتی تھی اے اسلام [illegible]
سادات [illegible] صدقہ [illegible] گواہ
[illegible] نہیں
[illegible] فاطمی نہیں

۲۴۴

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۲۴۵

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

تاریخ ختم تصنیف مرثیہ ہذا

۴ رجب سنہ ۱۳۴۴ھ

۲۰ جنوری سنہ ۱۹۲۶ء

رباعی خلیق

عیسیٰ کی طرح جس کے ہیں بیماروں میں
سو جان سے یوسف ہیں خریداروں میں
معصوم کے ہیں چاہنے والے معصوم
اک ہم ہیں محبت کے گنہگاروں میں

اللّٰھم صل علیٰ محمد و آل محمد

تمام شد

قطعات تاریخ

مصنفہ جناب ریاض حیدر رضوی شاگرد حضرت خبیر دہلی

ضیا بار ہم صورت بدر کامل ۔ گلستانِ خبیر سخنور کا اب ہے

ریاض اس لئے میں نے تاریخ لکھی ۔ یہ گلدستہ نظم طبع ادب ہے

۱۹۵۶

دیگر

مصنفہ جناب سید خادم حسین صاحب عرف جناب بابو صاحب ضبط شاگرد حضرت خبیر

چھپ گیا وہ کلام پاکیزہ ۔ جس سے ثابت ہوا کمال خبیر

بہر تاریخ ضبط، فکر ہے کیا ۔ لکھو گلستان بے مثال خبیر

۱۹۵۶

دیگر

مصنفہ سید شاہد حسین صاحب شہیر برادرزادہ و شاگرد حضرت خبیر

طالبان کمال کہتے ہیں ۔ بدرِ کامل کے مرثیے ہیں جو صف

میں نے تاریخ طبع لکھی شہیر ۔ کیا ریاض خبیر ہے مطبوعہ [illegible]

۱۹۵۶

دیگر

مصنفہ مرزا محمد حیدر صاحب حیدر خواہرزادہ جناب خبیر منیجر ناظم انڈ کو امین آباد لکھنؤ

نور کی روشن ہیں جو وہ مشعلیں ۔ بدر کامل کی ضیا ہے بے نظیر

میں نے اے حیدر لکھی تاریخ طبع ۔ شمع [illegible] سے گلستانِ خبیر

۱۹۵۶

دیگر

مصنفہ سید ذاکر حسین صاحب ذاکر شاگرد حضرت خبیر

جب کلام خبیر طبع ہوا ۔ کہہ اٹھے سب [illegible] بے نظیر

میں نے ذاکر لکھا یہ طبع کا سال ۔ [illegible] دل [illegible] ہے بے نظیر

دیگر

مصنفہ جناب قاری سید حسین صاحب تاجر عالم جعفری ساکن [illegible] لکھنؤ شاگرد حضرت خبیر

مرثیے جو نظم فرمائے مرے استاد نے ۔ ہیں وہ [illegible] منقبت [illegible] بے نظیر

کر رقم اے عاجز منجز قلم رنگیں بیاں ۔ بہر تاریخ طباعت [illegible] باغ خبیر

۱۹۵۶

دیگر

قطعہ تاریخ مصنفہ جناب ... گرد رشید حضرت خبیر

بوستان و چار دہ معصوم کی توصیف ہے — باغ تصنیف خبیر بے عدیل و بے نظیر

لکھ مصرع بہ خوشی و بہ تمکین طباعت کا بیاں — ... ہے ... یا گلستان خبیر

۱۹۵۶

دیگر

مصنفہ جناب سید بادشاہ حسین صاحب تخلص ... شاگرد حضرت خبیر

... استاد کا کلام چھپا — جس کا ممکن نہیں جہاں میں نظیر

... تاریخ ... تخلص — لکھ ... باغ بے عدیل خبیر

۱۹۵۶

دیگر

مصنفہ جناب ... صاحب ... شاگرد حضرت خبیر

... کمال خبیر — ... دیکھ کر صورت

... تاریخ طبع لکھو ... — بوستان خبیر با برکت

۱۹۵۶ء

دیگر

مصنفہ ... جناب ذاکر حسین صاحب ذاکر ... حضور ... دامت اقبالہم ... زادہ و شاگرد حضرت خبیر

... کا دوسرا حصہ — چھپ گیا جب بفضل یزدانی

... ہے مصرع تاریخ — ہے بیاض خبیر نورانی

۱۹۵۰ء

دیگر

... جناب ... شاگرد حضرت خبیر

... ہے جب دنیا — رائگاں کیوں عمل ہو عامل کا

زندگی کا ... کرتے ہے — ہے یہ دنیا میں کام عاقل کا

... دیکھے ... — شکر ہے اس خدائے عادل کا

... ہوا ... مصرع — کارنامہ خبیر فاضل کا

دیگر مصنفہ ... حسین صاحب ... شاگرد جناب خبیر

... کی ... — نقطہ نقطہ ہے نجم پر تنویر

... تاریخ طبع ... — لکھو ... نور ہے کلام خبیر

۱۳۷۶ھ

[illegible]

Title – Badr - E-Kamil Ism Tareekhi Gulistan-E- Khabeer (Part-2)

Creator - Sayyed Sarfaraz Hussain Rizvi Khabeer Lucknavi

Publisher – Nizami Press (Lucknow).

Date – 1957.

Pages – 169

Subjects – Urdu Shayari – Marasi.